



USSR.

P 27-1-10

The - ISHAPATUS SUNNATIN NABAWIYAH.

(ISHAPATUS SUNNAT) may be.

Question - Alaya Sneed Mould. Hussein.

In English - Victoria Press (Belmore).

Rec'd - 1879.

Rec'd - 164.

Rec'd -

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U556

# اشاعت السنۃ النبویہ

على صلواتها الصلوة والسلام

نمبر چارم و پنجم و ششم ۱۱۰ معہ ۵۱

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب دین اہل السنۃ

CHECKED

Date.....

## قیمت رسالہ و ضمیمہ

یہ رسالہ عوامی سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خاص (رو ساء) میں سو روپیہ غایت فزائے بین بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس روپیہ یا ہو سکے۔ روپیہ لے جاتے ہیں۔ جنکی آمدنی اس روپیہ سے زیادہ نہیں روپیہ یا ہو یا بھی آمدنی نہیں کہتے پر علی بضاعت رکھتے ہیں اور اس میں ہیں اور ان کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے تین روپیہ ہے خاص چھ روپیہ۔ رعایتی عید۔ ادنیٰ ۱۳

ابو سعید محمد حسین۔ مہتمم رسالہ اشاعت السنۃ

## اشاعت السنۃ کی غیر حاضری پر عذر آوری

رسالہ نمبر ۳ جلد ۹ کے بعد جواہر جولائی میں شائع ہوا تھا و سب سے پہلے اس سالہ اور اس کے ضمیمہ کا کوئی پرچہ شائع نہیں ہو سکا جبکی وجہ یہ ہے کہ خاکسار ایڈیٹر ۱۵ اگست ۱۹۷۱ کو بمبئی بمبئی قومی خدمات و ضروریات میں ایسا ضرور کارکنوں میں سالہ کا ایک دن نہیں کھ سکا۔ اسکی شایعیت کا سفر پیش گیا۔ اس سفر میں اکثر روزانہ



درجہ سہم کو دور  
بھی تجربہ ہو گیا ہے  
جو صاحب ہمارے  
تجربہ و بیان کو  
میں سمجھتا ہوں  
کتبہ کا جلد ملتا ہے  
کین یہ موسم ہا  
اس کو استعمال  
کے لئے عمدہ ہے  
ہے۔ نالی  
مولوی جلد ہر  
صاحب ہا پر  
ضلع کفرنگر  
قیمت فی شاہ  
یہ اعلام ہر ک  
خیر خواہی اہل  
اسلام کی نظر سے  
چراغ اور ہر  
چاکا کہ جیسا اس  
کتبہ سے جہنم  
اٹھایا ہے اور  
مسلمان اہل  
ہے کہ شہر  
بیکر وچ رسالہ



یہ کیفیت پڑھ کر ہمارے امیدیں ہمارے ناظرین و خریداران اہل بیت ہمارے معزز و سچے ہمارے اس عرصہ کی غیر حاضری کو معاف فرمائیں گے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ ہماری اس ٹانگ و دو کا عمدہ و مفید نتیجہ تقریباً شاید ہفتے کے اس وقت تو ہمارے قدران و معاونین و خریداروں سے یہ بھی امید ہے کہ ہمارے آئندہ خدمت میں ہمارے کر کے پیش کش کی مستحق سمجھیں گے اور ہمارے کسی وقت کی غیر حاضری پر کبھی افسوس خاطر نہ ہوگا۔ وہ وقت ظہور نتیجہ تقریباً آنا چاہتا ہے۔ ومن اللہ التوفیق۔

## معاونین کی خدمت میں ضروری التماسات اول

باقیات شدہ کے لئے جنوری ۱۹۵۵ء کی یاد دہانی ہو رہی ہے۔ جس پر اکثر حضرات کی توجہ نہیں ہوئی۔ اور ظفر یہ کہ آخری یاد دہانی جو گزشتہ مئی ۱۹۵۴ء سے ہوئی ہے۔ ہر ایک خط و کتابت کے ذریعہ عمل میں آئی ہے۔ اس کی بھی ان حضرات کو تاخیر نہ ہوئی۔ اکثر صاحبوں سے نہ روپیہ ارسال کیا نہ جواب خط دیا نہ بجز ٹیکہ و صفا کر کے خط بزرگ واپس کیا۔ ان حضرات کی خدمت میں ہم مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ قیمت دینا اور آئندہ پرچہ لینا نہیں چاہتے تو ہمارے اسی پرچہ آگاہ کریں۔ ہم ان پرچہ کے حساب کو لوٹم الحساب پرچہ پورے ہیں اور ان کو زیر باری رسالہ سے بیکدوش کرتے ہیں۔ اور اگر ان کی قیمت کی نیت ہے تو براہ مہربانی ہمارے خط و کتابت کا جواب دیں۔ اور اس میں ان کی قیمت کا قبضہ لے لیا جائے۔ عہدہ تقریریں۔ اس التماس پر بھی وہ کوئی اختیار کر لیں تو ان کے نام ہر ایک خط و کتابت کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ اور جس خریدار نے ہمارے ہر ایک خط و کتابت کو کر کے واپس کیا اس کا رسالہ بند ہوگا۔

## التماس دوم

نمبر اول حصہ انگریزی رسالہ اشاعت السنۃ کی (۱) صہائیں مضمون اہل بیت کو دہائی کہنے پر اعتراض“ درج ہے۔ دوسرے کامیاب چھپوائی گئی تھیں۔ ان کے تقریباً ایک سو کاپی تو بلا قیمت تقسیم ہوئی ہیں۔ ایک کاپی سے زائد حصہ کوئی نہیں اور عہدہ داران کو فروخت کی خدمت میں پیش ہوا۔ باقی ماندہ سو سو (۵۵) کامیاب خریداروں کے نام روانہ کی گئیں۔ ان کے (۹) خریداروں نے (۱) جن کو قیام گاہ یہ موضح ہیں۔ وزیر آباد۔ کراچی۔ چھپانے والا۔ اٹلی۔ سترکلا۔

کا کوٹہ - نابھہ - کہوڑی - کوٹہ منصوری (ارادہ خریداری) و معاونت ظاہر کیا۔ اور بعض محضون نے زراعت بھی ارسال فرمایا ہے \*

(۴۰) خریداروں نے بشمول چند اشخاص غیر خریدار و مالوں کو جنکے مواضع قیام پر مین لاہور - لوہانہ - انبالہ - پوٹیار پور - دہلی - ناگپور - جیلپور - سارہ - بنارس - بنسی - سملہ (سابق ڈیرہ سیمیلخان - سنور (حال کوٹہ) - غازی پور - دیرہ دون - کچھ روپہ ارسال کیا ہے۔ مگر وہ صرف نمبر اول کی قیمت ہی یا اسی نمبر کے متعلق ایک خاص ضرورت کے لئے جو کو فرینڈ کان جانتے ہیں امانت ہو اس سے انکا آئندہ کر لئے خریدار یا مالوں پر چہ ہونا مفہوم نہیں ہوتا اور (۲) صاحبونے (جنکی مواضع سکونت - رحیم آباد - پورٹ بلیس) و وعدہ قیمت یا معاونت پر چہ کیا ہے اس سے بھی انکی آئندہ خریداری و معاونت کا حال معلوم نہیں ہوتا یا باقی ماندہ ہم خریداروں نے جنکے محل قیامت یہ مقام ہیں - مدراس - مردکان - بنگلور - راولپنڈی - جو پور - میانمیر (حال مدراس) - شہر گدہ - چند آباد کن - عدنان - طلف گدہ - ملتان - پٹنہ - اراکلی - لاہور - علی گدہ - لشکری - پٹنہ - لکھنؤ - مالیر کوٹہ - گرنول - پٹا اور - امرت سر - محض سکوت اختیار کیا ہے۔ نہ زر قیمت یا معاونت پر چہ ارسال کیا نہ آئندہ خریداری کی نسبت ارادہ ظاہر فرمایا ہے \*

لہذا حصہ انگریزی کا دوسرا نمبر میں مضمون "نواب صاحب ہوپال اور ان کے اسلامی یا ملکی بہائی" درج ہے اور وہ (۵۱) صفحہ میں تیار ہو کر شائع ہوا ہے صرف نو اشخاص (معاوضہ میں قسم اول کی حد میں روانہ ہوا ہے - باقی ماندہ (۴۶) اشخاص (معاوضہ میں قسم ثلثہ) کی خدمت میں واپسی نمبر سے انکے ارادہ خریداری معلوم نہ ہونے کے سبب توقف ہوا ہے اور آئندہ بھی جب تک ان کی طرف سے مطالبہ ہوگا توقف رہیگا \*

لہذا جو صاحب خریداری حصہ انگریزی کا شوق دار ارادہ رکھتے ہیں وہ اپنے شوق دار ارادہ ہم کو جلد آگاہ کریں \*

در صورت توقف ہم نمبر اول کی جو خریداروں کو وصول ہو چکا ہے قیمت خریداران ان کے حساب میں درج کرینگے اور آئندہ ان خریداروں کو لئے جن کی

الشماس سوم

ہمارے التماس معروضہ نمبر اجلد ۹ صفحہ ۲۴ سطر ۱۶ و ۱۷ کو صرف بعض حضرات معاویہ میں سے  
تو جس سے ملاحظہ فرمایا ہے اور قیمت رسالہ کو حسب حیثیت خود بڑا دیا یا کوئی معقول عذر جس سے  
ہمو کو بجز تسلیم چارہ نہوا پیش کیا۔ اکثر حضرات نے اس میں کثرت اختیار فرمایا ہے۔ ان کی خدمت  
میں التماس مذکور کا فقرہ اخیر دوبارہ عرض کیا جاتا ہے۔ ”اگرچہ آئندہ چالیس روپیہ ہمارے زیادہ  
معلوم ہوگی ان کے نام اکبر و پنیہ ہمارے حساب سے بل جاری ہوگا اس میں جو صاحب کچھ عذر کرنا چاہے  
میں معذرت و بغور ملاحظہ التماس مذکور کریں۔ ورنہ اپنی آپ کو اکبر و پنیہ ہمارے کار جو اس سال کی عام قیمت ہے  
خریدا یا بچھین“ اس دوبارہ عرض پر بھی ان کا سکوت رہا تو ان کو عام قیمت پر راضی سمجھا جائیگا  
اور شدہ عرصہ اسی حساب کو مطابق ان سے مطالبہ قیمت ہوگا۔ جن صاحبوں کا روپیہ بابت شدہ آیا  
ہے اور وہ ان کی حیثیت آئندہ کے موافق نہیں ہے ان کا روپیہ تا تصفیہ معاملہ درج حساب  
ہوگا وہ صاحب اپنے معاملہ کا تصفیہ کریں تو ہم ان کا روپیہ درج حساب کر کے ان کے نام کی

## گورنٹ کالج لاہور

### اہل اسلام کو مشورہ اور مشورہ

{ قَالَ بِنِیَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لَایَشْكُو النَّاسَ لَا یَشْكُو اللّٰهُ }  
 { ہمارے پیغمبر کا قول ہے جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ خدا کا بھی نہیں } \*

۴۹ شراعت سے ہم اپنی غفلت میں سونے والی قوم (اہل اسلام) کو جگا اور ہلاک ہے میں اور اپنی رسالت کے متعدد مضامین میں یہ لکھ چکے ہیں کہ مذہب و معاشرت الہمیں متلازم ہیں مسلمانوں نے معاشرت کو مذہب سے الگ کیا تو اسلام کا تنزل شروع ہوا۔ (۱۲) اور دنیاوی ترقی بڑا لیڈر ثابت کب تجارت - زراعت وغیرہ مذہب اسلام کے مخالف نہیں۔ بلکہ ترقی و عروج اسلام کا ایک بڑا بہاری سبب ہے۔ (۱۳) اور انگریزی زبان کا سیکھنا جو اس زمانہ میں عروج دنیاوی کے لئے ایک

یہ مضامین اشاعت النہ میں جلد دوم سے جلد ششم کے متعدد پرچوں میں مرقوم ہیں اس مقام میں ان مضامین سے چند فقرات بغرض تقریر و تشوین ان ناظرین کے جنہوں نے وہ جلدیں ملاحظہ نہیں کیں نقل کئے جاتے ہیں۔ ان فقرات کے ملاحظہ سے ان صاحبوں کو اصل مضامین کا شوق پیدا ہو تو ان کی خدمت میں وہ پرچے جن میں اصل مضامین درج ہیں بحساب فی پرچہ قیمت ارسال ہو سکتے ہیں۔

جلد اول اشاعت النہ میں صفحہ ۳۲۵ یہ دعویٰ کر کے کہ مذہب و معاشرت آپس میں جاکڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے بندھے ہوئے اور انبیاء علیہم السلام جیسے عبادت کہاں گئے کو اُسے نہیں ہے ہی معاملات و طرز معاشرت بتائے کہ تشریف لائے ہیں اس کے ثبوت میں چند آیات و احادیث نقل کئے کہ اسکی تائید میں صفحہ ۳۴۴ لغایت ۳۷۷ وہ احکام شریعت بیان کئے



سیرت ہی ہے مسلمانوں کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ اور اہل اسلام کے لئے اقوام غیر کی نوکری  
بہر حال اور مطلقاً منع نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان مضامین نے ہم کو امید ہے (چنانچہ سماع و مشاہدہ میں ہی اچکا ہے) بہت لوگوں پر  
اثر کیا ہوگا اور ان کو تحصیل اسباب حسن معاشرت اور ترقی دنیاوی کی طرف جو ترقی دین کی  
ذریعہ ہے متوجہ کر دیا ہوگا۔ اس قسم کے مضمون ہم قارئین اور لکھنا چاہتے ہیں۔ جنکی تحریک

میں جو دیوانی۔ فوجداری کلگری ٹوڈیکل وغیرہ معاملات دنیاوی کے متعلق ہیں۔

اور جلد سوم میں نمبر ششم کے مضامین میں بصفہ ۱۲۱ لکھا ہے۔ ذاتی کام (جو کسی خاص شخص سے  
متعلق ہو) کو ایک شخص اپنی ہی ذات سے کر سکتا ہے مگر جمہوری کام کا اتمام بہ دن جمہوری اتباع  
و معاونت کے ممکن نہیں ہے مثلاً ایک شخص اپنی ذات سے عابد یا زاہد بنا چاہے تو کسی مسجد کے حجرہ  
میں وہ مشکف ہو کر عابد یا زاہد بن سکتا ہے مگر کسی قوم کا مادی یا مری بنا چاہے تو اس امر  
کے لئے صرف حجرہ اور یا سکی ذات کافی نہیں ہے بلکہ اور انصار و اعوان کا محتاج ہوتا  
ہے۔ یہ بادی النظر کا فتوے ہے اور اگر نظر غائب سے دیکھا جاتا ہے تو جن کاموں کو  
ذاتی خیال کیا جاتا ہے ان کا اتمام و حسن انجام بھی بہ دن جمہوری معاونت کے  
ممکن نہیں ہے۔

اسی عابد یا زاہد کو مسجد کے حجرہ میں دوسرا شخص کہانا نہ پہنچائے تو چند روز میں اسکو  
اعتکاف توڑنا پڑے۔ اسکی عبادت کے لئے کپڑا۔ بوجہ یا۔ کوزہ کوئی بہم نہ پہنچائے تو  
عبادت کا قافیہ تنگ ہو جاوے۔ تھرا سکا یہ ہے کہ انسان مری الطبع ہے اسلئے وہ اپنے  
ہر کمال میں (ذاتی خواہ جمہوری) جمہوری معاونت کا جو تمدن کے لوازم سے  
محتاج ہے۔“

اور جلد چہارم میں بصفہ ۱۱۱ لکھا ہے۔ پہلی صدیوں کے مسلمان جو اصلی اسلام پر  
تھے انہوں نے وہ رقیان حاصل کی ہیں کہ اقوام غیر نے انکی ترقی و کمالات کو تسلیم کر لیا ہے۔

ہم جلد ۹ وغیرہ کے متعدد نمبروں میں وعدہ دے چکے ہیں۔ ایک مضمون ”وٹیا“ جس میں ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا جسکی مذمت دین اسلام میں وارد ہوئے چاندی ثروت و شوکت جاہ و حشمت کا نام نہیں کہ وہ اہل اسلام کے لئے ناموزون و نامناسب ہو۔ بلکہ دنیا وہ ہو جو خدا سے اور آخرت سے غافل کہے۔

حیث وینا از خدا غافل بنی \* بنے فاش و فقر و سوز و زل

اور ان کی شاکردی کو اختیار کیا ہے۔ پچھلے زمانہ کے مسلمانوں میں اوام باطلہ و خیال فاسد پھیل گئے تو ان توہمات و قصبات نے انکو ترقی و کمالات سے روکا اصل مذہب اسلام کسی طرح معاشرت میں خلل انداز نہیں ہے۔

پہر صفحہ ۲۴۱ بحوالہ کلام غیر کہا ہے۔ ”علوم کو اگلے مسلمانوں نے ایک اعلیٰ درجہ کی تہذیب پہنچایا تھا۔ ہمارے مذہب کے بانی نے تحصیل علم کھریف متعہ و طرح سے لوگوں کو رغبت دلائی تھی جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی دوسری صدی میں مسلمانوں نے علوم کھریف توجہ کی اور ہرگز انکو ملا و نہوں نے علم اخذ کیا اور چند روز میں اور قوموں کے لئے استاد ہونے کی عزت حاصل کی۔ مشرٹ جرمن کے مورخ نے نہایت انصاف سے یہ بات لکھی ہے کہ مسلمانوں نے اور قوموں سے کتنا ہی کچھ کیوں نہ سیکھا ہو مگر انہوں نے اپنی قابلیت و لیاقت سے اسکو بہت کچھ ترقی دی۔“

ایسا ہی کئی ایک مشہور عیدانی مورخوں سے منقول ہے۔ ایک فرانسیسی عالم کا یہ قول ہے کہ عرب کی قوموں کو خدا نے دنیا میں اسلئے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم و فنون اور باب تمدن اور مختلف قوموں تک پہنچا دیں جو فزات کے کنارے سے لیکر اسپانیہ کی وادی کی تیک پھیل رہی ہیں چنانچہ ان تمام قوموں نے جبکہ کمالات اس قوم عرب سے حاصل کیں۔

فنون و دستکاری کو اہل عرب نے رومیوں کے بڑے بڑے شہر دن میں جا کر بخوبی حاصل کیا تھا اور پھر خود اسکو ترقی دی تھی۔ مارون رشید خلیفہ عباسی نے جو ایک

تفصیل کے ساتھ

یہی سبب دنیا اگر خدا کے قرب اور آخرت کے یاد کا ذریعہ ہوں تو یہ سراسر دین مبین۔ بلکہ جو دنیا میں آیا ہے اس کے لئے دنیا ہی ایک وسیلہ ہے جس سے وہ خدا کو مل سکتا ہے۔ دنیا اور باب دنیاوی کو چھوڑ کر وہ کسی کام کا نہیں رہتا نہ خدا کا نہ رسول کا نہ دنیا کا نہ آخرت کا۔ ”دوسرا مضمون ”اقتصادِ عالمیت“ جس میں ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کی مغز کو کیا تحصیل دہی اگر اس سٹنٹی۔ حقی وغیرہ کیا حکم رکھتی ہیں۔

گھڑی بطور تحفہ کے شہر لندن بادشاہ فرنگستان کو اسکا بڑا دولت خباہی تھی اور جسکا ذکر ایچن بڑا صاحب نے کیا ہے۔ مسلمانوں کے فنون و دستکاری میں ترقی کرنے کا بڑا اثوت ہے۔ \* \* \* مسلمانوں کی معاشرت کو طریقے بننے بننے کے قاعدے بھی نہایت عمدہ تھے غرض کہ انہوں صدی سے لیکر نوین صدی تک مسلمانوں کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ یورپ میں مسلمانوں ہی کی معاشرت و تمدن کو دیکھ کر اس میں ترقی کی۔ گیا یہ یوں کے آخری تیرہویں صدی تک جو صلیح و لڑائیاں مسلمانوں اور عیسائیوں میں بیت المقدس میں ہی ہیں ابھی نسبت یورپ کے مورخوں کا قول ہو کہ گوان لڑائیوں سے بیشمار آدمی ضائع ہوئے اور بہت سافقیں مال بغیر کسی فائدہ کے ضائع ہوا لیکن انجام کار اسی زمانہ سے اہل یورپ نے فوج کی ترتیب اور اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے ان مشرقی قوموں سے سیکھے اور شہریوں کی عادات اختیار کی اور دنیا کے حالات تحقیق کرنے کے واسطے سفر کی عادت ڈالی خلاصہ یہ کہ یورپ کی قوموں کو تمدن کے طریقے اسی وقت سے معلوم ہوئے جب سے وہ مسلمانوں کی ان قوموں سے ملے جو تمدن اور حسن معاشرت اور علوم فنون اور شہر و کمالات میں ان سے فائق تھیں۔

تجارت اور زراعت میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی تھی انکو ہمیشہ سفر کی طرف رغبت رہی جب انکی سلطنت فرانس اور اسپین کے پہاڑوں کے پیچ سے گزر کر ہمالیہ تک پہنچی تو اسوقت وہ دنیا کے بڑے تاجروں میں ہو گئے اور فن زراعت میں توشل

تیسرا مضمون تعلیم انگریزی جہین یہ بیان ہو گا کہ تعلیم انگریزی میں کیا کیا فوائد ہیں اور کیا کیا مضار اور ان کے مضار کا علاج ہے۔

یہ مضامین تحریر میں اگر شائع ہوں گے تو امید ہے کہ ان مضامین کے پڑھنے کے بعد ایسے لوگ بہت ہی کم رہ جائیں گے۔ جو دنیاوی ترقی کو مخالف اسلام سمجھ کر اس میں سہی نہ کریں۔

ان کے کوئی نہ تھا۔

اور جلد پنجم میں صفحہ ۱۶۶ کہا ہے۔ بعض لوگوں (منتصب مولویوں یا جاہل صوفیوں) کا یہ خیال و مقال ہے کہ انگریزی پڑھنی گناہ ہے۔ پھر اس انگریزی کے ذریعہ سے لوگ ریاں کرنا اور دنیا میں عزت و ترقی پیدا کرنا اور بھی سخت گناہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ صرف دینی علوم پڑھیں۔ اور علم پڑھ کر خدا کی یاد و عبادت میں لگے۔ دین نہ کب کریں نہ تجارت کریں نہ نوکریوں کی بلا میں پڑیں۔ پس جو شخص یا جو کوئی جماعت مسلمانوں کے لئے انگریزی پڑھنے اور دنیاوی ترقی میں کوشش کرنے کے لئے یہ سامان ہتیا کرتے ہیں وہ انکے ہنواہ میں جو ان کو بلاؤں میں پہناتے ہیں غیر خواہ برگزین نہیں ہیں۔

اس خیال و مقال کے دو جواب میں اول یہ کہ (جو بادی الہائے پرہیزی ہے) کہ اس شخص نے ان لوگوں کے لئے انگریزی پڑھنے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و ثروت حاصل کرنے کے تجویز و تائید نہیں کی جو دینی علوم پڑھتے پڑھاتے ہیں اور رات دن قال اللہ قال الرسول اور خدا کی ذکر و یاد میں مصروف ہیں نہ انکو تجارت سے کام ہے نہ لاکری سے تعلق ہے وہ خدا کے کام میں لگے ہوئے ہیں خدا ان کے کام اور دن سے کر دیتا ہے اور سچی بچاوی بھجوا دیتا ہے۔ بلکہ یہ تجویز و تائید ان لوگوں کے لئے ہے جبکہ بہت رات دن دنیا و اسباب دنیا کی طرف لگی رہتی ہے۔ ان لوگوں کو انجن ہمدردی نہ ہے یہ تجویز بتائی (اور ایسی تجویز کی تائید کی ہے) کہ وہ لوگ دنیا ہی کے طالب ہیں تو اس کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱

یعنی انجن ہمدردی اسلامی اور بچاوی کا ہر کام بھلا کر اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہے

اس مضمون شکر و مشورہ میں ہم اپنے سست و سست بہت بہانوں کے (جو اپنی قصور کا الزام مذہب یا قضا و قدر کے ذریعہ لگانا اپنا مذہبی ورثہ سمجھ رہے ہیں اور اپنی خیال وہ مانتے ہوں بلانا عیث یا معصیت جانتے ہیں) اس خام عذر کا جواب دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا انگریزی زبان سیکھنا اور سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے لئے تک و دو کر کیا نتیجہ دیکھتا ہے جس حالت میں سرکاری نوکریان اقوام غیر ہندو وغیرہ کے مانتے ہیں جو اس وقت ذلیل

ذلیل طور پر اور ذلیل ہو کر حاصل نہ کریں بلکہ ایسے طور سے حاصل کریں جس میں وہ خود بھی آسائش و عزت سے عمر بسر کریں اور اپنے اور اپنے جنس (خصوصاً ان مولوی صاحبان و صوفی صاحبان اہل توکل) سے بھی ملوک کر سکیں۔

دور و دور یا ہوار کی سائیس یا پانچ روپیہ کی چپراس کی نوکری یا دس روپیہ کی منشی گری پر اکتفا نہ کریں بلکہ انگریزی علوم (جسکی اس وقت دنیا میں قدر و منزلت ہے) حاصل کر کے سود و سود روپیہ کی ملازمت شروع کریں علم و معصیت کی صحیح معاونت ہو حاصل کریں جس سے وہ عمدہ عمدہ کام کر سکتے ہیں۔

دوسرا جواب (جو نظر غائر سے پیدا ہوا ہے) یہ ہے کہ اگر سوائے ان طالبانِ دنیا کے اور لوگوں کو بھی انگریزی پڑھنے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و رفعت حاصل کر نیکی رغبت و لابی جاوے تو اس میں بھی گناہ خواہ خواہ دانگیا نہیں ہوتا بلکہ اس میں ثواب اخروی و رضا الہی کا حصول بھی ممکن و متوقع ہے۔

مسلمان کے لئے انگریزی زبان کے سیکھنے یا پڑھنے کی ممانعت شرع میں کہیں وارد نہیں ہے اور نہ اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

اگر انہیں کسے خیال میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ کافروں کی زبان ہے تو یہ وجہ محض فضول ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہندی اور فارسی بلکہ عربی پڑھنی اور سیکھنی بھی منع ہو جاوے اس لئے کہ ہندی دراصل ہندوؤں کی زبان ہے۔ فارسی اپنی آتش پرستی

فیہ صاحبان صفحہ ۹۰

اور شرک و سلطنت ہیں۔

وہ جواب یہ فرموا ہے کہ ہائیو ہر کیلنسی لارڈ ڈفرن گورنر جنرل وائسرائے کی فیاض کورنٹ نے تمہارے اس عذر کو بھی اٹھایا دیا اور تمہارا ماتھے اپنے ماتھے میں بکڑ کر تکیو جھپٹنے افلاس مذلت سے نکالنا چاہا ہے چنانچہ اپنے (انڈیا گورنٹ کے) رزولوشن ۱۵ جولائی کے بائیسویں فقرہ میں ہذا کیلنسی نے صاف فرما دیا ہے کہ تہمت سے عہدہ

مسلمان کے استعمال میں دونوں زبانیں پیچھے کر آئی ہیں۔

عربی زبان ہی اگرچہ انحضرت صلعم کے زمانہ نبوت و بعثت کے بعد مسلمانوں کے استعمال میں آئی ہے مگر پہلے تو وہ بھی کافروں (ابو جہل و ابولہب) کی زبان تھی۔ ان لوگوں کا یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنی مقدس کلام (قرآن مجید) کو اس عربی زبان میں جس کو کافروں نے تھے نازل فرماتا۔ قرآن پر کیا حصر ہے یہی کتابیں آسمانی ہر ایک نبی پر ایسی باطن نازل ہوئی ہیں جو اس نبی کی قوم کی (کافر کیوں نہ ہو) زبان تھی چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ انکے پاس ہمارا وحی

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لهم۔ (ابراہیم ۱۶)

واحکام بیان کرے۔

خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا اور قرآن مجید وغیرہ کتب کا ہر قوم کی زبان میں اتارنا اس بات پر کامل اور روشن دلیل ہے کہ کسی زبان کو کافروں کے کیوں نہ ہو استعمال میں لانا گناہ نہیں ہے انحضرت صلعم کے حکم و عمل کو دیکھا جاوے تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ غیر مذہب والوں کی زبان سیکھنی منع نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں بطور تعلیق۔ اور تاریخ بخاری میں باسناد پر یہ بات سرروایت ہو کہ انحضرت صلعم نے انکو حکم دیا کہ یہودیوں کی خط و کتابت سیکھ لیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیکھ لی یہاں تک کہ

عن زید بن ثابت ان النبی صلعم امر ان يتعلم کتاب الیہود حتی کتبت للنبی صلعم

بیتنا حاشیہ صفحہ ۹۰

اس قسم کے ہیں کہ جنگی شیش لوکل گورنٹوں عدالت مائی کورٹ اور لوکل انٹرون کے ہاتھ میں ہے۔ حالیناب گورنر جنرل بہادر خواہش رکھتے ہیں کہ ان مسولوں میں جہان مسلمانوں کو سرکاری نوکری کا واجبی حصہ نہیں ملتا ہے لوکل گورنٹیں اور عدالت بسے مائی کورٹ حسب مواقع اس جھواری تعداد کو برابر کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے تحت انٹرون کو تاکہ کرینگے کہ جب وہ عہدہ سسے مذکورہ بالا کے لئے امیدوار منتخب کریں تو اس امر کا ضروری خیال رکھیں

کتب و اختراشہ کتبہم۔ (بخاری ۱۶۷۱)	میں حضرت صلعم کو یہودیوں کے لئے خط لکھ دیتا
اور اپنے خط پڑھتا اور اگر وہی لغات اور زبانوں کا واضح (بنائے والد) خدا تعالیٰ کو تسلیم کیا	جاوی چنانچہ شیخ ابوالحسن شیری کا قول ہے جو کتب
وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (بقراءۃ ۳۱)۔	اصول و تفاسیر میں منقول ہے ان آیات قرآن کا کہ
وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَخْتَلَفَ فِي أَلْسِنَتِكُمْ وَالْأَلْسِنَاتِ الْمُنْتَلَفَةِ (سجۃ ۳۶)	خدا تعالیٰ نے آدم کو سناری چیزوں کے نام کہا جو

اور تھاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف خدا تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے ہی اسی طرف اشارہ ہو چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں کہا فصل کا بیان کیا ہے تو اس صورت میں آسانی ہو جبکہ طے ہوتا ہے کیونکہ اس تقدیر پر بھی رہائیں خدا کی زبان میں ہوئیں۔ پھر اسکی بنی اور صفی آدم علیہ السلام کہیں۔ کسی کا فوکے کفر کا اسمین وصل نہوا۔

اس بیان سے (یقین ہے) ناظرین کو ثابت ہوگا کہ انگریزی زبان سیکھنے کی شیعہ میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ انگریزی اس حکم جواز تعلم میں بعینہ ایسی ہے جیسی کہ ہندی فارسی عربی۔ \* \* \* \* \* ان بعض انگریزی کتابوں کے مضامین ایسے فلسفیانہ و محدود ہوتے ہیں جن سے لوگوں کے عقائد مسلمہ خراب ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ جو انگریزی پڑھتے ہیں پابندی نہ رہ پوڑ دیتے ہیں۔ مگر اسکا علاج یہ نہیں کہ انگریزی پڑھنے سے لوگوں کو منع کیا جاوے یہ علاج تب کارگر ہو سکتا ہے جبکہ انگریزی کے متعلق لوگوں کی غرض دنیاوی نہ ہو اور منع کر سکیں انگریزی نہ پڑھنا متوقع ہو۔ بلکہ اسکا علاج یہ ہے کہ اس انگریزی کو ساتھ مذہبی

فیضانِ اسلامیہ صفحہ ۹۰

گورنمنٹ کے ماتحت دفاتر میں مسلمان کتنے مقرر ہیں۔ اسکی کیفیت صوبجات کی سالانہ رپورٹ میں درج کرنے سے نفع حاصل ہوگا۔

اسی رزلویشن کی پیروی کرنے اور نر اسیلنسی کی دلی خواہش پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ بنگال نے رزلویشن مورخہ ۱۸۔ اکتوبر شائع کیا ہے جس میں فقرات منقولہ بالا رزلویشن انڈیا گورنمنٹ کو نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے۔ ”انڈیا گورنمنٹ کی خواہشوں کو

تعلیم کو بھی شامل کر دین اور ان لوگوں کے لئے جو انگریزی پڑھنا چاہتے ہیں مذہبی تعلیم کے اسباب و وسائل ہی ہم پہنچا دیں۔ جبکہ ذریعہ سے ان کے عقائد خراب ہونے کو بچ سکیں۔“ x x x x ان لوگوں کا یہ خیال کہ نوکریان و دنیاوی عزت حاصل کرنا گناہ ہے۔ اور ہر ایک کو بجز ذکر و عبادت اور کوئی کام کرنا جائز نہیں ہے سراسر جہالت کا نتیجہ ہے جس پر کوئی شہادت و دلالت کتاب و سنت و آثار سلف ائمہ میں پائے نہیں جاتے۔

ایسے ہی جاہلانہ خیالات والے لوگوں کے ہاتھ سے دین اسلام اس درجہ ضعیف و غریب کو پہنچا ہے۔ انہی حضرات کے اغوار سے اہل اسلام کی ایسی حالت نکلتا دکھائی ہو رہی ہے جسے بیان کی ضرورت نہیں۔ الحق یہ لوگ باوجود دعویٰ دینی و غیر دعویٰ اسلام۔ اسلام کے سخت دشمن ہیں اور کیوں نہیں شل مشہور ہے کہ نادان دوست و انا دشمن سے بدتر و زیادہ تر ضرر رسان ہے۔ انہی لوگوں کے مین و برکت سے مسلمان ایسی حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ اپنا کوئی قومی کام شاعت دین اسلام بے دخل نہیں کر سکتے۔ قومی کیا شخصی کاموں میں بھی عاجز اور ذرا ماندہ ہیں۔ پھر اس کی تصدیق و تائید میں چند حالات و واقعات کا بیان کر دیا ہے کہ اگر سہی لوگ اس دنیا سے دست بردار ہو کر مفلوک ہو جائیں اور کسب و تجارت چھوڑ کر ان کی طرح تنگ ہو جائیں تو ان حضرات کو اپنے خیال کی غلطی کا یقین ہو جائے جسکے ان کو پہنچے



بر لانے کے لئے بنگال گورنمنٹ نے رونیو بورڈ، فسران صیغہ جات سرکاری اور کوکل فسران سے استدعا کی تھی کہ سرکاری عہدوں پر مسلمانوں کے تقرر کی کیا حالت ہے اس کو وہ دریافت کر کے رپورٹ کریں اور یہ بھی لکھیں کہ جس مقام میں مختلف فرقہ کے سرکاری ملازمان کی تعداد میں ہمواری ہے اسکو برابر کرنے کے لئے کیسے مواقع پیش آتے ہیں اور آیا تقرر کے موجودہ ضوابط و قواعد کسی طرح پر مسلمان امیدواروں کے لئے

روزانہ اور فی سبیل امداد نمایاں بند ہو جائیں۔“

اور جلد پنجم میں صفحہ ۵۳۱ جواب اس سوال کے کہ کفار کی نوکری مسلمان کو جائز ہے یا ناجائز۔ اور مسلمان اور کافر کی نوکری میں کچھ فرق ہی یا نہیں؟ لکھا ہے جو کام مسلمانوں کو بجائے خود کرنا جائز ہے اس میں انکو نوکری (مسلمان کی ہو خواہ اور مذاہب والوں کی) بھی درست ہے اور جو کام بجائے خود کرنا مردار ہے اس میں کسی کی (مسلمان ہو یا غیر) نوکری بھی جائز نہیں۔ اس میں کفر و اسلام کو کچھ دخل نہیں اور مسلمان اور غیر مسلمان میں کچھ فرق نہیں۔ جو از و عدم جواز کا مدار وضاحت اصل کام کا جائز یا ناجائز ہونا ہے۔ پہر جس کام کو ناجائز قرار دین اس کا بالیقین ناجائز ہونا ضروری ہے عدم جواز کا تحمل ہونا کافی نہیں لہذا جو کام چھ از و عدم جواز و دلو کا احتمال رکھتا ہے اور مسلمان کو اسکے عدم جواز کا علم نہیں ہے وہ کام اسکو بجائے خود یا کسی نوکری سے کرنا ناجائز نہ ہوگا۔“

پھر اسکی مثالیں کتاب وسنت سے اور سپر و سلیپن بکثرت نقل کی ہیں جو ۲۶

صفحہ میں تمام ہوئی ہیں۔

اور جلد ششم میں ایک حکیم کے اقوال نقل کر کے اسکے نتائج کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا اور بصفحہ ۶۲ کہا ہے۔ مسلمان (جبکو نتائج کی طرف توجہ دلانا مد نظر ہے) بلحاظ دنیاوی حالت دو فریق ہیں۔ ایک تو وہ

فیہا حاشیہ صفحہ ۹۰

گر انبار میں یا نہیں

شق اول کی نسبت جو کیفیت بھی گئی ہے وہ نامکمل ہے۔ کیونکہ چند افسروں نے مسلمان ملازمین کی تعداد ہی نہیں بھیجی ہے۔ بہر حال کافی طور پر یہ بات دریافت ہو چکی ہے کہ سرکاری ملازمت کے چند صیغوں میں اور بہت سے اضلاع میں مسلمانوں کو سرکاری نوکری کا وہ حصہ نہیں ملتا ہے جس کے وہ بلحاظ لیاقت و قابلیت مستحق ہیں۔

جو تارک الدنیا کہلاتے ہیں اور زاہد عابد اور طالب آخرت سمجھے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو مسجد وں یا خانقاہوں میں عزت گزین و خلوت نشین ہیں اور اپنی اوقات شبانہ روزی ذکر و عبادت و تعلم و تسلیم علوم و عینہ میں صرف کرتے ہیں و دوسرے وہ طالب دنیا کہلاتے ہیں اور شب و روز تحصیل دنیا اور اسکے وسائل میں سرگرم ہیں یہ عام دنیا دار ہیں جو معرفت، تجارت، ملازمت، تحصیل دنیاوی میں مصروف ہیں خصوصاً وہ لوگ جو نئی روشنی واسلے چٹکدین کہلاتے ہیں۔ ان مواعظ و نصائح میں دو نوافل کے لئے مفید نتائج ہیں اگر وہ توجہ کریں۔

فریق اول کو ان سے یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ مسلمان اپنے دینی اشغال اور علوم کی تکمیل کے ساتھ دنیاوی علوم کی طرف بھی توجہ کریں اور یہ جان لیں کہ جب تک وہ اپنی دنیاوی موجودہ حالت کو ترقی نہ دینگے انکے مذہب و قومیت کا قیام بھی نامکن ہے۔

اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ سبھی مسلمان علما و مشائخ انگریزی پڑھنا شروع کر دیں یا ہر در و خانقاہ میں جہاں صحیح بخاری کا درس یا قرآن کی تلاوت ہو وہاں انگریزی کا بھی ایک سبق ہوا کرے بلکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ قوم مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ضرور بکثرت موجود ہوں جو اپنے دینی علم و عمل کی تکمیل

۹۰  
فقہ حاشیہ صفحہ ۹۰

برکات کے ۲۴ پرگنہ کے مالی سرشتہ میں ۲۱۵۰۰ مال ہیں جن میں مسلمان صرف چھ ہیں۔ ہوگی  
برودان اور دوسرے چند اضلاع میں بھی یہی کیفیت ہے۔ حج ضلع جیکے ماتحت دفترون  
میں (۱۱۰) ہندو مقرر ہیں جن میں مسلمان صرف ۹ ہیں۔ وفاتر کلکتہ میں سے ایک پٹر جیل  
کسٹ ہوس اسٹامپ و اسٹیشنری اور شیپنگ ماسٹرون کے دفترون میں رپورٹ پہنچی ہے۔  
ان دفترون میں مسلمان ایک بھی نہیں ہے۔

تخیل کے ساتھ ان علوم کی طرف بھی توجہ کریں۔ جیکے ذریعہ سے وہ لوگ صاحب ثروت  
وشوکت و شریک سلطنت ہو سکیں اور اسکے وسیلہ سے وہ اپنے مذہب و قومیت کو  
قائم رکھیں مذہب و قومیت کا قائم رہنا ہرگز ممکن و متصور نہیں جب تک کہ قوم  
میں صاحب ثروت و شوکت و شریک سلطنت پیدا نہ ہوں۔  
ایک زاہد پارسی کسی خاتواہ کے زاویہ میں یا ایک فقیہ محدث کسی مسجد کی گوشہ  
میں تب ہی دروازہ اور درس میں شمول رہ سکتا ہے جبکہ اسکی قوم ایسی صاحب ثروت  
شوکت ہو جسکی معاشرت سے وہ فارغ البال رہے اقوام غیر کی مزاحمت سے مطمئن نہ  
ہوں۔ اور جس حالت میں اسکی قوم کو فقر و ادبار نے گھیر لیا ہو تو اسکو ذکر و درس کے  
خلوت میں رہنا کہاں ممکن ہے۔ اور اس کی طمانیت کب تصور قوم کے لوگ فقر و  
ادبار سے خود ہی قومیت کی خارج ہونے لگے تو اسکے امن و طمانیت کا فیل و ذمہ دار  
کون ہوگا۔

فریق مالی کو ان مواظط و نصائح سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ ان صاحب دروز تحصیل علوم  
و وسائل دنیا میں مصروف رہنا اور علوم دینی کی تحصیل و تکمیل اور مذہب اسلام کی  
محافظت میں اسکا عشر عشر کوشش نہ کرنا قومی ترقی کے مخالف ہو اور یہ یقین کرنا  
چاہیے کہ مذہب قومیت کا جز یا شرط ہے۔ لہذا جس قدر مذہب میں نقصان رہے گا بقدر  
قومیت میں نقصان تصور ہوگا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰

ناہمواری تعداد کا سبب خود مسلمانوں کی رغبت میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ فارسی اور عربی سیکھنے کو جو اس وقت ہر کاری کام کے انجام میں بہت کم تائید پہنچاتا ہے۔ انگریزی سیکھنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ ہندو لوگ اپنے لڑکوں کو عہد طفولیت سے انگریزی پڑھاتے ہیں۔ نیز وہ مسلمان جو اسکول اور کالج میں تعلیم پاتے ہیں اپنی زبان بھی سیکھتے ہیں اور اسلئے بکارت علم میں زیادہ وقت صرف نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ عادت ایسے خیالات پر مبنی ہے کہ جکا وہ واجب طور پر فخر کر سکتے ہیں مگر اسکی تاثیر زوال پذیر ہوتی جاتی ہے ورنہ یورپ لے لکھا ہے کہ ششہ تک بی اسے کی ڈگری پائے والوں میں سے مسلمان کی تعداد فیصدی ڈھائی سے کم تھی اور بی ایل کی ڈگری پائے والوں میں فیصدی دوسے کچھ زیادہ تھی مگر ششہ میں بی اسے میں انکی تعداد سو اچھ سے زیادہ تھی۔ اور بی ایل کی سوا لکھو کچھ کم تھی۔ اغلب ہر درجہ اوسط کی تعلیم میں ان لوگوں نے اور زاید ترقی کی ہوگی۔ اور سرکاری ملازمت کے قابل امیدواروں کی تعداد چوگنی ہوگئی ہے۔

ناہمواری تعداد برابر کرنے کا امکان صوبہ بہار میں دکھلایا گیا ہے۔ پہلی تمام عہدوں پر بنگالی مقرر کئے جاتے تھے۔ حالانکہ وہ لوگ وہاں کی زبان سے کامل واقفیت نہیں رکھتے تھے اور اس اصول کی تائید میں یہ کہا جاتا تھا کہ قابل امیدوار دستیاب نہیں ہوتے تھے۔ جناب لفٹ گورنر بہار کو یہ عذر پسند نہیں تھا۔ اور اسلئے جناب مدد دے تھوڑے وقت کے بعد اس صوبہ کے تمام عہدوں پر وہاں کے لوگوں کو مقرر فرمایا جس سے نہ صرف سرکاری ملازمت نفع پہنچا بلکہ حکومت کی خوشنمائی ہوئی۔ بہار میں اب بہت عہدوں پر مسلمان مقرر ہیں۔

بلکہ اس فقرہ رد و لیٹرن پر صاحب انٹیرنیشنل کونٹریکٹرز انڈیا نے ایک رپورٹ لکھ کر لکھنؤ کے ایس ای کی نسبت کہ بہار میں مسلمانوں کی خرابیہ اور سرکاری ملازمت میں داخل ہونے میں تاخیر کہ انکو منہج نہیں ملی ہو اس جیسے ہم نے دیکھا کہ لفٹ گورنر بہار مہربانی بارہ میں کیفیت طلب فرمائیگی اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس ذریعہ سے اصل حالت منکشف ہو جائیگی۔

کئی افسروں نے رپورٹ کی ہے کہ سرکاری ملازمت میں داخل ہونے کا یہ قانون کہ کوئی شخص ۵۰ برس کی عمر کے بعد داخل نہیں کیا جاوے گا مسلمانوں کے حق میں کیسے ترمیم کیا جاوے گا کیونکہ تحصیل علم میں ان کا زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ یہ قانون مالی وجوہات پر اور اس نیت پر کہ پٹن خادوں کی تعداد زیادہ بڑھنے نہ پائی گیا ہے۔ انڈیا گورنمنٹ کی پالیسی کے علمبردار مکمل طور پر دوسری شریک یہ کہ گئی ہے کہ چند حالات میں ان امیدواروں کو ترجیح دینی چاہئے کہ جو فارسی پڑھنی اور لکھنی جانتے ہیں۔ مسلمان امیدواروں کی جو سرکاری نوکری کے قابل ہیں ایک بہت تیار کر لی چاہئے اور تمام حکام کے پاس پہنچی چاہئے۔ بہر حال جناب لفٹ گورنر بہادر اس وقت صرف انڈیا گورنمنٹ کے احکام کی طرف ان افسروں کی توجہ رجوع کرنا چاہتے ہیں جو سرکاری عہدوں پر امیدواروں کے تقرر یا انتخاب کا اختیار رکھتے ہیں جن دفتروں میں بالفعل کوئی مسلمان نہیں ہے وہاں کے افسر کو چاہئے کہ قابل و متقی مسلمان کو مقرر کریں اور خبر گران رہیں کہ بعد تقرر کے کسی قسم کی بدسلوکی ان کے ساتھ نہ کی جاوے۔ جو لوگ تقرر کا اختیار رکھتے ہیں ان کو خیال رکھنا چاہئے کہ ضرورت وقت کے سوا اور امور میں بھی پیش نظر رکھے جاوے یعنی سرکاری ملازمت کی بہتری کے سوا یہ بھی ضروری ہے کہ عہدوں کی تقسیم کا مناسب خیال رکھا جاوے تاکہ ایک بڑی اور با اختیار جماعت و رطوبت والے میں نہ گرجو بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ وہ جماعت منافع عام حکومت کے لئے تائید کرے۔

**گورنمنٹ کے اُن درویشوں پر جس میں دل شکریہ گزاریں۔ اور**  
 اپنے تمام اسلامی بھائیوں پر بحکم اُس قول اپنے پیغمبر کے جس کو ہم اپنے مضمون کا ریب عنوان کر چکے ہیں اس احسان گورنمنٹ کا کہ اُس نے ہمارا واجبی حق ہمو دینا چاہا ہے شکریہ ادا کرنا ان کا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری ملک کی اسلامی انجمنیں۔ انجمن اسلامیہ۔ انجمن ہمدردی اسلامی لاہور وغیرہ وغیرہ اس شکریہ کے تفسیر گورنمنٹ کی خدمت میں اڈریس پیش کریں گی۔ اسکے ساتھ ہی ہم اپنے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں

نامحاذ التماس کرتے ہیں کہ اب وہ اپنا آپ سہا لیں اور اپنے آپ کو گرداب مذلت و افلاس سے نکالیں۔ اس مضمون اور ان رزولوشنوں کو پڑھنے کے بعد بھی وہ ماتھے پاؤں نہ ہلائیے اور اپنے حق کو پہنچنے کے سامان (علوم کارآمد ملازمت یکمنا اور سرکاری ملازمت حاصل کرنا) بہم پہنچانے میں کوششیں عمل میں نہ لائیں گے اور اپنے تصور (کاہلی دستی کا الزام گورنٹ یا اپنے مذہب یا دبران قضا و قدر کے ذریعہ گائیں گے تو ان کی مرض کا کوئی علاج نہیں رزولوشن گورنٹ بنگال کے متعلق ہمارے ایک معزز و محترم شخصہ منہند نے بطور ریپارک کچھ تقریر کی ہے اور اس میں اپنے منصب کو تو الی و احتساب کے مطابق جہول و عذر اور دیکھی خوب خبر لی ہے۔ اس مقام میں اس تقریر کا نقل کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔

آپ نے اپنے پرچہ مطبوعہ یکم نومبر میں فرمایا ہے۔ ”جو اصل اسلام انگریزی تعلیم کو کفر اور زندہ سبھتے ہیں۔ یہ بھی شاید یقین کرتے ہوں گے کہ وہ دنیا ہی میں ہیں اور دنیوی ضرورتیں اور حاجتیں انکے پیچھے لگی ہیں۔ اول تو وہ خود دنیا کو نہیں چھوڑ سکتے وہ طلب دنیا میں بات دن مرسیمہ میں اور اگر چھوڑیں بھی تو دنیا انکو نہیں چھوڑ سکتی وہ دنیا کی دولت سمیٹ کر اس سے اپنی کوٹھے کھیلے بھڑا چاہتے ہیں لیکن کالی سوجور میں شب کو خواب میں مل و دولت کی خیالی بہشت دیکھتے ہیں اور جب انکھ کھلتی ہے تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔

تھا خواب میں خیال کو ہم سے معالہ جب انکھ کھل گئی تو زیان تھا نہ سودھا  
کاہلی نے بالکل اہل اسلام کے سامنے عصمت بی بی از بیچاوری کی تصویر کشیدی ہے۔ اسلام دنیا میں مسلمانوں کو مفلس اور فقیر بنانے کے لئے نہیں آیا۔ اس نے جوطح معاد کی راہ کھولی ہے اسی طرح معاش کے راستے بھی دکھاوئے۔ دنیا کے میدان میں تمام قومیں سرگرم چولان ہو کر بڑھ رہی ہیں سب سے بہتر ہیں تو ہماری بھائی اہل اسلام چینیہ چینیہ گلے بیٹھے گئے۔ لکھتے لکھتے قلم گھس گئی مگر ہماری بھائی پار کی طرح گرے تو پھر اٹھنا محال۔

مسلمان شکایت کر لیں کہ انگریزی عہد سلطنت میں انکو ملازمت کا ملنا محال ہو گیا ہے لیکن یہ استعمار انہوں نے خود اپنے ہاتھوں جائز اور قائم کیا ہے۔ انگلش گورنمنٹ ہرگز بخیل نہیں۔ اسکے نیسے لیے ہاتھ مسلمانوں کو سرکاری ملازمت کے لئے دوسری بنیادیں ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو اعضاء سستی اور کاہلی یا تعصب کی حماقت سے چوکنا کرنا ہو گئے ہیں اسلئے ان میں گورنمنٹ تک پہنچنے کی صلاحیت نہیں رہی۔ وہ اپنی مزاج کی اصلاح کریں تعصب کے سودا دی دونوں کا تنقید کریں تو گورنمنٹ تک پہنچنے کے لائق ہوں۔

ذیل میں ہزار ہوں لوگوں کا مسج صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بنگال کے ایک رزولوشن کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کو سرکاری ملازمت دینے کی نسبت ہے۔ اس رزولوشن میں گورنمنٹی نواب گورنر جنرل بہادر وائسرائے ہند کے فقرات بھی اہل اسلام کو سرکاری ملازمت ملنے کی نسبت کفدر زور دے رہے ہیں۔ بنگال کے ۲۴ پرگنوں کے مالی سرشتون میں ۲۱۵ عمال ہیں جن میں مسلمان صرف چھ ہیں۔ حج ضلع کے تحت دقترون میں (۱۱۰) ہندو اور (۹) مسلمان۔ کیا یہ بات شرم کے قابل نہیں؟ ہندو میں اہل اسلام کو ان سی بات زیادہ ہے۔ بلکہ عموماً اہل اسلام قابلیت جو دت ذہن و دکار میں ہندو سے بڑی ہو کر ہیں۔ لیکن انیسویں صدی میں ہندو ان سے بڑھ گئے ہیں۔ مسلمانوں کے کائناتس کچھ ایسی چیزیں ہو گئی ہیں کہ ان میں حرص اور غبطہ رنگ اور غیبت سے بھی متاثر ہوئی کی صلاحیت نہیں رہی اور زوال و ادبار کی یہی علامت ہے۔

فارسی عربی وغیرہ علوم دین کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی وغیرہ کی تعلیم میں کون سی عقلی و عقلی قیادت ہے۔ صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال بھی اسی کو روپے ہیں۔ مسلمانوں کی موجودہ غفلت میں پرچی ہیں اور جن لوگوں نے اپنا پیش بہا وقت ضائع کر دیا ہے یا عموماً مغربی تعلیم سے نفرت کی وہ آج کفایتوں میں ہیں دو لوگوں کی حالت افسوس کو قابل ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری حالت پر رحم کرے۔

یہ قیادت کوئی نہیں ہے چنانچہ اشعۃ السنۃ ص ۵۰ میں بآل عقلی و عقلی (قرآن و حدیث) ثابت ہو چکا ہے۔ یہ کچھ بیکار ہیں۔ کیا اچانک کہہ سکتے ہیں؟ دہلی شتاب وصال پری مرغان، کچھ گرفتار ہوئے ہیں، ہمارا ہمارا ہمارا

## انسداد فساد ہندو مسلمانوں کی تجویز

(لایق توجہ گورنمنٹ)

امات کو ہندو اخباروں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ جو فسادات ہندو مسلمانوں میں مختلف مقامات (ہوشیار پور - لودھانہ - دہلی - اٹارہ وغیرہ) میں محرم دھرم پر ہوئے ہیں ان کا منشا دھرم اور محرم کا ایک ساتھ آنا نہیں ہے بلکہ اسکا اصلی منشا مسلمانوں کی گاوٹ کشی ہے۔

یہی امر ہکو قرین عقل و قیاس معلوم ہوتا ہے۔ ہم صاف دیکھتے ہیں کہ ہوشیہ مختلف و متفق اقوام میں غم و خوشی کے موقعے اکٹھے ہوتے ہیں پھر ایک دوسرے سے کبھی مزاحمت نہیں کرتا کہ ہمارے گھر میں آج خوشی ہے تم اپنے ماتم پر کیوں چنچیں راتے ہو یا ہمارے گھر میں آج غم ہے تم اپنے بیاہ میں کیوں خوشیاں مناتے اور دھول بجاتے ہو اور اگر کوئی کسی سے اس قسم کی عزت کرتا ہے تو اہل عقل کے نزدیک وہ بے وقوف قرار دیا جاتا ہے۔

قانون قدرت بھی ہکو یہی دکھاتا ہے کہ تمام صفیہ ہستی پر ایک گھر غم و الم کے سامان و پیش ہیں اور اسکے ہمایہ (قریب یا صید) میں باب حدیث طرب ہوتا ہے۔ پھر ایک قانون خداوندی کو توڑنے اور اٹھانے اور دوسروں سے اسکا خلاف کرانے کی جمہور خلافت سے کیونکہ حضرت ہو سکتی ہے۔

اس عقل قدرت کی شہادت سے ہکو ضرور ماننا پڑتا ہے کہ ان فسادات کا منشا دھرم و محرم کا یکجا آنا نہیں ہے۔ بلکہ وہی گاوٹ کشی ہے جسکو عموماً ہندو مسلمان اخبار تجویز تسلیم کر چکے ہیں یا کچھ اور۔

واقعات نفس الامریہ کی طرف ہم رجوع لائے ہیں تو ان میں بھی اسی امر پر شہادت پاتے ہیں جسے عموماً اخبار متفق ہیں اور عقل و قانون قدرت اس کے بخور و معدن ہیں۔



ان واقعات سے سروسٹ ہم دو واقعہ پیش کرنا چاہتے ہیں جنہیں ایک پُرانا واقعہ ہے اور ایک تازہ پیش آمد۔

پُرانا واقعہ یہ ہے کہ آریہ کے پریسٹ یا میڈر سوامی دیانند سروسٹی نے اپنی زندگی میں (جنے ان سے جلد قطع تعلق کیا) یہ غزم مصمم کیا تھا کہ ملک ہندوستان کو گاؤکشی کا اثر و نشان مٹا دیں اور اس امر پر گورنٹ کو مجبور کریں۔ اس امر کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے ایک میموریل تیار کرنا چاہا تھا جس پر پانچ کروڑ اشخاص ہندوستان کی شہادت ثبت ہونے سے وہ پارلیمنٹ میں پیش کیا جاتا۔ اور ان کے خیال میں (چکی تائید ان کے کسی یو فو میں دست لڑ بھی کی تھی جو پارلیمنٹ کا ممبر تھا) وہ میموریل گورنٹ کو ان کی درخواست قبول کرنے پر مجبور کر دینے والا تھا۔

اس میموریل پر ان کی زندگی میں بہت سے اشخاص ہندوستان نے جن میں بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی شامل تھے دستخط کئے مگر وہ دستخط منور کو مذموم مفروضہ کو بے بنیاد سمجھتے تھے کہ سوامی صاحب اعلیٰ پارلیمنٹ میں بٹائے گئے اور آریہ لوگ اپنے اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوئے۔

ان کے زائد وفات سے اب تک ان کے بچے اور دلاور پیرو اسی دہن میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ جس طرح ہوسکے گاؤکشی کو ہندوستان سے اٹھا دیں اور اپنے پیشوا کے غزم الجزم کو پورا کریں مگر اس غزم کے پورا کرنے میں وہ موجودہ چال چل رہی ہیں۔

اس چال میں ان کا یہ خیال ہے جس پر واقعات شاید بین گورنٹ پر (جو گاؤکشی کو جائز سمجھتی ہے اور اپنی قوم کے لئے اسکو بوجھت سمجھتی ہے) تو بد دن جمعیت پانچ کروڑ اشخاص کے (جو ہندو مت پر عقیدہ اور ذمی رعب پیشوا کی خصوصیت تھی) جبر اور پس چل نہیں سکتا چلو بالفضل گورنٹ کے ہم خیال وہ ہم عمل کزور علایا مسلمانوں کو (جو زور رکھتے ہیں نہ زور نہ باہمی اتفاق و اتحاد) دباؤ اور ستاؤ۔ یہ ہماری ہر سال کی رپورٹ اور عدالت کی درود گیر جوائن

اور جلیانوالہ سے اور بھی کمزور ہو کر گاؤں گشتی چھوڑ دیں گے تو پھر ہم گورنمنٹ سے بھی تباہی کاؤ گشتی چھوڑا دیں گے۔

تازہ واقعہ یہ ہے جو ہوشیار پور میں ہوا ہے۔ اسکا اخبار رفیق ہندو لاہور مطبوعہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء سے نقل کیا جاتا ہے۔

ہوشیار پور میں ہندو مسلمانوں کے فساد کی تواریخ گذشتہ دو سال سے شروع ہوتی ہے۔ جب سے کہ ہندو اور مسلمان عہدہ داروں کی تعداد ضلع میں برابر رکھنے کے اصول سے قطع نظر کیا گیا۔ اور جس مسلمان عہدہ داروں نے اپنی خیر و بھیکر فی الفور اپنی تبدیلیاں کرالیں جن میں سے منصف غلام جیلانی اور منصف احمد شاہ صاحبان کا نام نمونہ کے طور پر لیا جاتا ہے۔ اب ہوشیار پور میں میدان اور بھی صاف ہو گیا اور ہندوؤں کو موقع ملا کہ وہ اپنا معمولی جھگڑا گاؤں گشتی پر باکرین۔ اسٹین پائپر جو مقدمات شروع ہوئے انکا ڈپٹی کٹر صاحب نے معمولی خلاف ورزی قانون کی تہدید میں خفیف سزاؤں پر ختم کیا۔ ان خفیف سزاؤں نے ہندو پارٹی میں اور بھی برا فروغ دینا پیدا کی اور انکا جذبہ انتقام اور بھی بڑ گیا۔ بیکاثبت صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جب باہم صلح و صفائی کی گفتگو شروع ہوئی تو اُسوقت ہندوؤں کی طرف سے اول یہ تجویز پیش کی گئی کہ مسلمانوں کی طرف سے ہوشیار پور میں بالکل گاؤں گشتی سدا دکر دینے کا عہد کیا جائے کہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو کم طاقت سمجھا کر امر بھی منظور کر لیا تھا۔ مگر پھر بھی ہندوؤں کے صلاح کاروں نے اس امر پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے زور دیا کہ مسلمان اس اقرار کو لکھ کر بدین مضمون حلف کریں کہ وہ آئندہ گائے کے گوشت کو سوار گورنمنٹ کی برابر سمجھیں گے۔ غرض کہ اسکے ساتھ ہی گذشتہ سال میں محرم اور دسمبرہ بچا واقع ہوا جس میں ایک معزز خاندان جیشملین شہزادہ فریدون انکپٹر پولیس پر ہندوؤں کی طرف سے حملے ہوئے۔ مگر ہندو پارٹی کی دباؤ سے اندرون کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ شہزادہ صاحب کو اس نالش کی پرزی سے دست برداری پر مجبور کریں۔ اس واقعہ سے ہندوؤں کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے اور اسی اثنا میں ہندوؤں کے ایک شوالہ کا مقدمہ جو پیش ہوا تو اس نے اور بھی ان مخالفت کی خیالات کو

بڑا دیا۔ باوجودیکہ گورنمنٹ کی طرف سے اس پر کررہے کررہے نظر ثانی کے لئے ایسا ہوا۔ مگر غلبہ قومی نے ہندو صاحبان پر اسکا کچھ اثر نہ ہونے دیا۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ کے ایما اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے حکم سے کمیٹی کو ہندوؤں پر نالش کرنی پڑی۔ اس مقدمہ کو ہندو پارٹی نے اپنا ایک مذہبی مقدمہ بنالیا تھا اسلئے یہ کوئی غیر متوقع بات نہ تھی کہ جو معزز مسلمان گواہ انکے برخلاف گذرے ان کی دہریہ وہ عام مسلمانوں کی نسبت اپنے مخالفانہ خیالات کو اور بھی ترقی دینے کا موقع پائیں۔

یہ تو چھپی تو ایچ فساد کی تھی اب اس سال عید الضحیٰ کے موقع پر چند ہندو عہدہ داروں نے مرزا اعظم بیگ صاحب اکثر اسسٹنٹ کمشنر مال کو اپنے ساتھ شامل کر کے مسلمانوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ اس سال گائے کی قربانی نہ کریں۔ مرزا صاحب جو ایک سید صومادھو صاحب کل انسان ہیں انہوں نے بڑے زور سے اپنے ہندوں ہم عصروں کے حکم کی تعمیل کرانی چاہی۔ وہ پہر تک تو مسلمان اسکو سرکاری حکم خیال کرتے تھے۔ مگر جب ڈپٹی کمشنر صاحب کے ایک مسلمان آزدلی نے صاحب بہادر سید قربانی گائے کی اجازت چاہی تو اسوقت صاحب موصوف کو اس مخالفت کا حال معلوم ہوا اور انہوں نے نظر معدلت گتیری یہ حکم ہیچ کیا کہ ہماری طرف سے گائے کی قربانی کی کوئی مانیت نہیں اسوقت مسلمانوں نے چند گائیں قربانی کیں۔ اس واقعہ نے ہندوؤں کے غصہ کی جلتی آگ پر اور بھی تیل ڈال دیا۔ اور اس غصہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب محرم و دہرہ کے موقع پر انہوں نے پتھر چارٹھا سلسلہ شروع کیا۔

یہ دو نو واقعات سچے ہیں (اور گورنمنٹ کو ان کے سچے ہونے نہ ہونے کی تحقیق آسان ہے) تو اخبار نویسوں کی وہ رائے جس پر عقل و قانون قدرت کی بھی شہادت پائی جاتی ہے لائق تسلیم گورنمنٹ ہے۔ اس صورت میں اس فساد کے انسداد کی ان دو صورتوں میں سے ایک ہی صورت ہے جو ذیل میں مروض ہیں

۱۔ دوسری واقعہ کے سچے ہونے پر مشیروں کے اس فیصلہ میں جو مقدمہ شیخ مہر علی کو تفویض کرنا کیا بابین انہوں نے (۲۰) نومبر کو تحریر کیا ہے کیفایت شہادت پائی جاتی ہے۔

ان دو صورتوں میں سے ہم اپنی طرف سے کوئی ایک صورت معین نہیں کرتے کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور گاؤں کشی کے مجوز لہذا جو صورت ہم اپنے لئے سے معین کریں گے وہاں کو حق میں مفید ہوگی تو کیلئے اور رعایتی رائے بھی چاہیگی۔ بلکہ گورنمنٹ کی خدمت میں دو نو صورتیں پیش کرتے ہیں ان دونوں میں سے جس ایک صورت کو گورنمنٹ مکن العمل اور اپنی پالیسی کے موافق سمجھو عمل میں لاوی۔

ایک صورت یہ کہ گاؤں کشی کو بالکل بند کر دیں مسلمانوں کے علاوہ اپنی فوجوں و دیگر ٹروپوں میں بھی اسکی ممانعت کا حکم جاری کرے۔ اس صورت سے ہمارے زور آور اور صاحب زر ہم وطن خوش ہو جائیں گے۔ اور بخوشی خاطر گورنمنٹ اور اپنے زیر دست ہم وطنوں (مسلمانوں) کو محبت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور بجا رہ دراندہ گو و سیرت مسلمان بھی جو اسوقت زور رکھتے ہیں نہ زور نہ بھڑکتے شخصی وجاہت نہ قومیت اس حکم سے ناراض نہ ہونگے جبکہ وہ وجہ ہیں۔ اول یہی انکی کم زوری دے دست پائی۔ دوسری یہ کہ وہ اپنی اسی کم زوری کے سبب گاؤں کی جگہ بکری اونٹ سے کام لیں گے۔ کہ انہیں تو اکثر مسلمان پہلوی ہی میں نہ رہیں گے میں محل کی خاطر بکریوں سے کام لیتے ہیں قربانی کے لئے وہ گاؤں کی جگہ اونٹ بیچ کر لینگے۔ اونٹ کی قیمت سو پچاس روپیہ میرزا آئی تو چار اسمین بھی بکریوں پر اکٹھا کریں گے۔

دوسری صورت یہ کہ گاؤں کشی کو ایسا وسیع کر دیں کہ ہندوؤں کو اسکے اندو و مو قوفی کی کسی عمل و تدبیر سے طمع نہ رہے۔ اس صورت میں ہمارے ہم وطن بہائی صاحب زر و زر (ہندو) مایوس ہو کر اپنے کمزور اور زیر دست ہم وطنوں سے صاف سینہ ہو جائیں گے اور بہہ خیال فرمائیں گے کہ جب ہماری زیر دست فرما قوم اس عمل کی حامی ہے اور اسکو سندوستان سے اٹھا نا نہیں چاہتی تو ہکو زیر دست آزاری سے کیا فائدہ۔

وسعت گاؤں کشی کو ہماری خیال میں چند ایسے طریق ہیں جن سے بلا احتمال کسی نقصان کے اسکی دست ہو سکتی ہو۔ ان طرق کو ہم اسوقت عرض کریں گے جبکہ صورت دوم کے طرف

گوہر رشت کی توجہ دیکھیں گے۔

مردست ہم ایک طریق کے بیان کرنے سے رُک نہیں سکتے گو فرسٹ صورت دوم (وسعت کا دکش) کو توجہ کی نگاہ سے دیکھئے خواہ ندیکھئے۔

اس طریق کے بیان سے ہماری وطنی بہائیوں (مہنوں) کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔  
 کہ دوست گائیکشی کی صورت میں ہم گورنٹ سے اپنے حق سے زائد اور غیر واجبی امر کو  
 درخواست نہیں کرتے اور نہ اس میں مہنوں کے مذہب یا فعل سے کسی قسم کو تعرض  
 و مداخلت چاہتے ہیں۔

وہ طریق یہ ہے

توسیع کاؤنکشی کے لئے گورنمنٹ ایک اشتہار جاری کرے اور ایک علی کارروائی کرے

مضمون اشتہار یہ ہو

گورنمنٹ کے زمانہ حکومت میں گاؤں کشی کا انسداد ناممکن امر ہے اور حکم جواز گاؤں کشی  
 ناقابلِ تنبیخ ہے خواہ اس میں پانچ کروڑ نہیں دس کروڑ اشخاص کی طرف سے درخواست  
 انسداد پیش ہو۔ اس حکم جاری رکھنے پر گورنمنٹ کو دہونا تہ ذیل باعث بہن۔

وجہ اوّل

انہد اوگا گوئشی مین مسلمانوں کے مذہب مین دست اندازی و بیجا مزاحمت پائی جاتی ہے جو گورنمنٹ کی نیوٹریلٹی کے مخالف ہے بخلاف ابقار حکم کا گوئشی کے کہ امین مہندوں کے مذہب اور فعل سہو مزاحمت نہیں ہے اور نہ انکو کسی امر خلاف مذہب پر مجبور کیا جاتا ہے۔

ہندو اگر یہ خیال رکھتے ہیں کہ گاوٹشی ہمارے مذہب کے مخالف ہو گو اس کو مرتکب دوسری اقوام (اہل اسلام و عیسائی) میں اس لئے اسکا الٹا ضروری ہے تو ایک ن شاید انکو یہ خیال بھی پیدا ہوگا کہ مسلمانوں کا اذان کہنا بتوں کی عبادت نہ کہنا اور عیسائیوں کا

چرچوں میں نماز پڑھنا ہمارے اصول مذہب کے مخالف ہے یہ بھی بند ہونا ضرور ہے۔  
جو بکرم عقل و انصاف و اصول سلطنت خام خیال ہے۔ اور توجہ و لحاظ کو رنٹ کا  
مستحق نہیں ہے۔ ایسا ہی ان کا وہ خیال ہے اگر انکو وہ خیال ہے

وہو

گورنمنٹ کی قوم اہل دیرپ کے لئے جو ہندوستان میں آباد ہیں گھائے کا گوشت  
ایسا ضروری اور شرط صحت و مدار زندگی ہے جیسا ہندوؤں کے لئے گھائے وغیرہ کا  
دودھ اور گھی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تیز آگاہ کشی کے انسداد میں اہل اسلام کو مذہب  
میں بجا بیا دخلت کے علاوہ گورنمنٹ کی قوم کی زندگی اور صحت کے خطرناک ہونیکا بھی  
یقین ہے۔

ان وجوہات کی نظر سے حکم جواز کا وگشتی کو ہمیشہ کے لئے قائم و ناقابل نسخ قرار دیکر  
اعلان عام کیا جاتا ہے کہ جو شخص زندہ کسی جلسہ عام یا کسی اخبار میں اس حکم کو رنٹ کے  
مقابلہ میں انسداد وگشتی کا کوئی مضمون بیان یا تحریر میں لائے گا وہ مفید و باغی قرار  
دیا جائے گا اور اسکی تحریر و تقریر کو اس غرض پر مبنی قرار دیا جائے گا کہ وہ ملک میں  
ضلع قائم کرنا اور گورنمنٹ پر بیجا دباؤ ڈالنا چاہتا ہے۔ اور اس جرم کے بدلے وہ مفید  
(جس قدر گورنمنٹ مناسب سمجھے) سزا کا مستوجب ہوگا۔

عملی کارروائی یہ ہے کہ جس وقت اور جس مکان میں (بہا بندی قواعد سابق) مسلمان اپنے کہائے یا قربانی کرنے کو گائے بیچ کر ناجا میں اس وقت اور اس مکان میں گورنمنٹ مسلمانوں کو خاص طور پر مدد دی اور فراہمیت ہندوؤں سے انکی پیشگی حفاظت کرے۔

اس اشتہار اور علمی کارروائی سے گائیکشی کی ایسی وسعت متصور ہے جس میں کسی قسم کا غیب یا فعل منہور سے تحریف پایا جاتا ہے نہ مسلمانوں کی کوئی ناواقبی رعایت

اسمین موجود ہے ہذا اس سے ہندؤن کی طرف سے کسی قسم کی واجبی شکایت یا فساد پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے بلکہ گائیکشی کے اندادو سے ان کو مایوس ہونے اور اس مایوسی کے سبب ان کی طرف سے فساد موقوف ہونے اور ملک میں امن قائم ہونے کی کامل امید ہے۔

## اہل حدیث کا خطاب (اہلحدیث) پرانا خطاب اور یہ کہ اسلامی فرقوں کی دل آزر دگی کا باعث نہیں ہو سکتا

لایق توجہ گورنمنٹ و اہل ان اسلامی مذاہب

جو لوگ ہذا وسط جمعہ پندین حدیث پر عمل کرتے اور اہلحدیث کہلاتے ہیں انکا قدیم سے چلا آتا اور ان کے عمل کا زمانہ قدیم میں پایا جاتا ہے اپنے مضمون اہل حدیث قدیم میں یا جدید،  
بعض نسخہ نمبر ۱۲ جلد ۸ ثابت کر چکے ہیں۔

اس مضمون میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کا یہ خطاب بھی دیا ہی قدیم ہے جیسا کہ ان کا وجود عمل قدیم ہے اور اس خطاب سے کسی اسلامی فرقہ کی دل آزر دگی متصور نہیں ہے۔ اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ خطاب اب نیا تجویز ہوا ہے اور زمانہ قدیم میں کوئی خاص فرقہ اہلحدیث کے نام سے نامزد و مشہور نہ تھا ان ہی فقہاء مذاہب اربعہ کو اہلحدیث کہا جاتا تھا اور اب کسی فرقہ کو اہل حدیث کہنے میں دوسرے اسلامی فرقوں کے اہل حدیث ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو انکی دل آزر دگی کا موجب ہو وہ اسلامی تاریخ اور اسلامی مذاہب سے ناواقف ہیں اور غور و تامل سے کام نہیں لیتے۔

اس دعا کے ثبوت کے لئے ہم ہر دست تین دلائل پیش کرتے ہیں۔

اول یہ کہ یہ خطاب ”ابوہریرہؓ“ ایک گروہ خاص کے لئے خود ان ہی مذاہب کے اکابر و اعیان نے (جبکہ اس خطاب سے دل آزر وہ ہونا فرض و خیال کیا گیا ہے) تجویز کیا ہے اور اس خطاب سے پہلے فقہار مذاہب کو راہنہ نہیں ٹھہرایا ہے (جیسا کہ بعض نادان فقہوں کو وہم ہوا ہے) بلکہ ان فقہار کے مقابل میں ایک جداگانہ گروہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ پھر کوئی فکر متصور ہے کہ اس خطاب سے انبی یا ان کے پیروان و تقلیدین کی دل آزدگی ہوگی۔

اس دلیل کی تفصیل میں ہم چند کتب معتبرہ حنفیہ وغیرہ کی عبارات پیش کرتے ہیں۔  
فتاویٰ حامدیین بذیل کتاب حدود و اور ر و المحمۃ المطبوعہ مصر کی جلد ۳ میں تصنیف

۹۰ نقل کیا ہے کہ ابو بکر جو ربانی کے عہد میں امام ابو حنیفہؒ کے ایک پیروئے ایک ابوہریرہؓ کی بیٹی کا نکاح چاہا تو اس نے کہا تو اپنا مذہب حنفی چھوڑ دے اور نماز میں رفع الیدین اور امین بالچہر کرے تو میں تجھے لڑکی کا نکاح کر دوں گا اور اس نے ایسا کیا تو اس کا معاملہ شیخ ابو بکر جو ربانی کے سامنے پیش ہوا۔ تا آخر۔

حکمی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفہ  
خطب الی رجل من اصحاب الحدیث  
ابنہ فی حیدلی بکر ابو زبانی قالی الا  
ان یترک مذہبہ فیقرء خلف الامام  
یرفع یدہ عند الانحطاط ولحوظ لک  
فاجابہ فزوجہ فقال الشیخ بعد سئل  
عن ہذہ واطبق راسہ النکاح جائز۔  
(فتاویٰ حامدیین ورجل المحمۃ ورجل جلد ۳)

اور ر و المحمۃ جلد ۳ صفحہ ۲۴۴ کہتا ہے کہ علامہ اکمل کی شرح اصول بزودی

میں ہے کہ ہمارے اکثر ہم مذہب (حنفیہ) اور امام شافعیؒ کے اکثر پیرواسل مر کے قائل ہیں کہ جن چیزوں کی جواز یا حاکفست کی نسبت شرع کا کوئی حکم وارد نہ ہو وہ مباح الاصل

وفی شرح اصول البزودی للعلامۃ الاکمل  
قال اکثر اصحابنا واکثر اصحاب الشافعی  
ان الاشیاء التی یجوز ان یرد الشرع  
بابا احتیاد وحرمتها قبل ودرہ علی الابلیۃ



وہی الاصل فیہا حتی ابیع لمن لم یبلغہ  
 الشیخ ان یا کل ما شاء والیہ اشار  
 محمد فی الاکلاء حیث قال اکل المبتہ  
 وشرب الخمر لم یحرم الا بالاہی فجعل  
 الاباحۃ اصلاً واحرمۃ بعارض  
 الہی وهو قول الجبائی والی ہاشم  
 واصحاب الطاہر قال بعض اصحابنا و  
 بعض اصحاب الشافعی ومعتزلہ بغداد  
 انہما علی الخضر قالت الاشعریہ وعامۃ  
 اہل الحدیث انہما علی الوقف حتی ان من  
 لم یبلغہ الشرع یتوقف ولا یتناول شیئاً  
 (مرجہ المختار جلد ۲ ص ۲۴۷)

میں ان کے نزدیک اس شخص کو خشک و شریعت  
 نہ پہنچے سب کچھ کہا لینا مباح ہے۔ اسی کی طرف  
 امام محمد کے اس قول کا کہ مرد اور خنزیر کو  
 شیعہ ہی نے حرام کیا ہے اشارہ پایا جاتا ہے  
 انہوں نے سب چیزوں کو مباح الاصل قرار  
 دیا ہے اور حرمت اشیا کو نہی شائع کر سب سے  
 عارضی ٹھہرایا ہے یہی جبائی اور ابو ہاشم اور  
 طاہریہ کا قول ہے اور ہمارے بعض اہل  
 مذہب اور امام شافعی کے بعض پیرو اور بغداد  
 کے معتزلہ قائل ہیں کہ اصل حکم چیزوں  
 میں ممانعت ہے اشعریہ اور اکثر اہل حدیث کا  
 مذہب توقف ہے وہ کہتے ہیں جب کسی چیز

کی ثبت شیعہ سے جواز کا حکم نہ ہوئے وہ اُسکے کھانے سے توقف کرے۔

ایسا ہی حکم الشیوہ کے متن اور حاشیہ ہندیہ اور ملا بدین کے حاشیہ مسلم میں  
 تمام چیزوں کے اصلی حکم حرمت یا اباحت کی نسبت علماء کا اختلاف بیان کیا اور اس میں  
 مذہب الحدیث کو مذہب حنفیہ و شافعیہ کے  
 مقابلہ میں ذکر کیا ہے اس مقام میں حاشیہ  
 ملا بدین کی عبارت بارہ مرتبہ نقل کی جاتی ہے۔  
 اہل سنت کا یہ اختلاف کہ اہل نبی حکم اباحت ہے  
 جبکہ عمل پر نہ ثواب ہو نہ عذاب جیسے اکثر  
 حنفیہ و شافعیہ کا مذہب ہے مصنف لرحاشہ

واما الخلاف المنقول عن اہل السنۃ  
 ان الاصل فی الاحکام الاباحۃ ای  
 لیس فی الفعل ثواب ولا فی الذکر عقاب  
 مکا ہو ای الاصل الاباحۃ محضاً اکثر  
 الحنفیہ والشافعیہ قال الحاشیۃ منہم  
 العارضون قالوا والیہ اشار محمد فہم

بالفعل علی اکل المیتة وشرب الخمر فلم یفعل  
 حتی قتل بقوله حقت ان یكون آثمًا لان  
 اكل المیتة وشرب الخمر لم یحرم الا بالذی ففعل  
 الا باحیه اصلاً والحكمة بعامر بن النبی  
 کذا فی التقریر انہی او الاصل المحظ  
 لما ذهب الیہ ای الی محظ غیوہم ای غیر  
 اکثر الحنفیة والشافعیة قال فی العاشیة  
 منهم ابو منصور لما تریدی وضاجب  
 الہدایة ومامتہ اهل الحدیث  
 (جاشیہ مسلم للاصبغان)

مین کہا ہے کہ عراقی فقہاء رخصت اسی مذہب  
 والوں مین مین وہ کہتے مین اسی مذہب اباحت  
 کی طرف امام محمد نے بھی اپنے اس قول مین  
 اشارہ کیا ہے کہ جسکو مروار کھانے یا شراب  
 پینے پر قتل سے کوئی ڈر دے اور وہ مروار  
 نہ کھائے اور شراب نہ پیے تو مجھے خوف ہے کہ  
 وہ گناہگار ہوگا۔ کیونکہ مروار و شراب تو  
 صرف حکم شرع سے حرام ہوئے مین اس  
 قول مین انہوں نے اباحت کو اصلی ٹھہرایا  
 ہے اور حرمت کو عارضی۔ یا وہ اصل حکم

ممانعت ہے چنانچہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے سوا اور لوگ قائل مین۔ ان کی تفسیل مین مصنف  
 نے حاشیہ منہیہ مین کہا ہے کہ انہی مجملہ امام ابو منصور ما تریدی اور صاحب ہدایہ مین اور  
 اکثر الحدیث۔

(۶) اشباہ والنظائر اور دعویٰ شریح اشباہ والنظائر مطبوعہ کلکتہ مین بصفحہ ۱۰۰  
 لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث نے کہا ہے کہ اصل حکم شہار کا حرم تھا ہے ان کی  
 دلیل یہ ہے کہ ملک غیر مین جلاوطن ہو  
 تصرف جائز مین ہے۔  
 (۷) اور طحاوی مطبوعہ مصر کی

وقال بعض اهل الحدیث الاصل فیہا المحظ  
 ودلیلہ ان التصرف من ملک الغیر لغیر  
 اذ نہ لا یجوز۔  
 (جمہوری شریح اشباہ والنظائر ص ۱۰۰)

کتاب الذبائح مین بصفحہ ۳۵ لکھا ہے اگر  
 کوئی مشرک کہے کہ تمکو اپنا (اہل سنت حنفیہ شافعیہ وغیرہ کا) سید ہے زاہد پر ہونا کیونکہ  
 معلوم ہوا حالانکہ ہر ایک اسلامی فرقہ میں غائبی وغیرہ بھی دعویٰ کرتے ہیں اس کے

<p>جواب میں کہوں گا کہ یہ بات صرف دعویٰ اور وہم کے ساتھ ترک کرنے سے نہیں ہے بلکہ اس امر کے پرکھنے والوں اور اہل حدیث کی نقل کی شہادت سے ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ و تابعین کے احوال و افعال و اقوال میں حدیثین جمع کی ہیں۔</p>	<p>فان قلت ما وقفك على انك على صراط مستقيم وكل واحد من هذه الفرق يدعى انه عليه قلت ليس لك بالادعاء والتشبه باستقلالهم الوهم القاصر القول الزاعم بل بالنقل عن جماعة هذه الصنف علماء اهل الحديث الذين جمعوا احاديث في مودعته صلى الله عليه وآله وسلم و احوال و افعاله و حركاته و سكناته و احوال الصحابة و المهاجرين و الانصار الذين اتبعوه هم باحسان مثل امام البخاري و مسلم و غيره مما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل الشرق و المغرب على صحته ما اورد في كتابهم من مودعته صلى الله عليه وآله وسلم و اصحابه رضي الله عنهم</p>
<p>اور مآ علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے کہ از انجند ایک یہ مسئلہ ہے کہ مقلد کا (جو خدا کو بلا دلیل نے) ایمان معتبر و درست اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ اسکا ایمان صحیح ہے مگر وہ مقلد ترک بدلیل کے ترک کریں گناہگار ہے۔</p>	<p>ہے امام حنیفہ و سفیان ثوری و امام مالک و داؤد اعرجی و شافعی و احمد اور اکثر فقہاء منها ان ایمان المقلد الذي لا دليل عليه صحيح قال ابو حنيفة وسفيان الثوري ومالك وداؤد اعرجي والشافعي ائمة الفقهاء و اهل الحديث جميعا ولكن عامتهم لا يستدلون (شرح فقہ اکبر)</p>
<p>اور ر و المتحار جلد ۳ میں صفحہ ۲۹۳ و صفحہ ۹۰۳ فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ خواجہ جو مسلمانوں کی غوزیزی اور مالوں کو حلال سمجھتے ہیں اور صحابہ کو کافر بتاتے ہیں اکثر فقہاء اور اہل حدیث کے نزدیک باغیوں کے حکم میں ہیں۔ بعض</p>	<p>و ذکر فی فتح القدیر ان الخوارج الذين يقتلون و ما من المسلمین و ما هم و يقتلون الصحابة حکمهم عند جمهور الفقهاء و اهل الحديث</p>

حکم البغاة وذهب بعض اہل الحديث  
الی انہم مرتدون قال ابن المنذر ولا  
اعلم احد اوافق اہل الحديث علی کفرہم  
وهذا یقتضی نقل اجماع الفقہاء۔  
(مرآۃ المختصر ص ۲۹۳ وقت جلد ۲۴)

الہدیت کہتے ہیں کہ وہ مرتد ہیں امام ابن المنذر  
فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان الہدیت کا  
اس تکفیر خارج میں کوئی اور موافق وہم خیال  
گذا رہا ہو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کا عدم  
تکفیر پر اجماع ہے۔

لنا ان القنوت للنازلہ مستقر لم یستقم  
وبہ قال جماعة من اہل الحديث وحلوا  
علیہ حدیث ابی جعفر عن انس ما زال  
یقنن حتی فارق الدنیا ای عند النوازل  
(فتح القدیر ص ۱۸۸)

اور فتح القدیر جلد اول مکتوبہ لکھنو  
میں صفحہ ۸۰۸ لکھا ہے کہ حوادث کے وقت  
نمازوں میں دعا قنوت پڑھنا برابر جاری رہا  
ہے اور منسوخ نہیں ہوا۔ اور اسی امر کی ایک  
جماعت الہدیت قائل ہے اور انہوں نے

حدیث انس کو کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے جدا ہوئے اس  
قنوت حوادث پر محمول کیا ہے۔

اور بحوالہ الرائق ص ۲۶۷ کہ ہے کہ شرح نقایہ میں بحوالہ  
غایۃ بیان کیا ہے کہ اگر مسلمانوں پر  
کوئی حادثہ واقع ہو تو امام جہری نمازوں میں  
دعا قنوت پڑھو اور یہی سفیان ثوری اور  
امام احمد مثیل کا قول ہے اور اکثر الہدیت کا یہ  
مذہب ہے کہ حوادث کے وقت یہی نمازوں میں  
(بحوالہ الرائق ص ۲۶۷)

سری ہوں خواہ دعا قنوت شروع ہے۔  
اور مثلی کی جلد اول میں صفحہ ۸۰۸ مرقی مذہب میں بجز وتر دعا قنوت کا  
مسنون نہونا بیان کر کے کہا ہے کہ قنوت کا

ادھیل علی قنوت النوازل کما اختارہ

سری ہوں خواہ دعا قنوت شروع ہے۔

<p>ذکر حدیث میں ہے اس سے وہ قنوت مراد ہے جو عادت کے وقت پڑھا جاتا ہے چنانچہ اہل حدیث کا مذہب ہے۔</p>	<p>بعض اہل الحدیث انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یزل یقنن فی النوازل (مسئلہ ص ۱۰۰)</p>
<p>اور رد المحتار مطبوعہ مصر کی جلد اول میں صفحہ ۴۵۱۔ اور طحاوی مطبوعہ مصر کی جلد اول میں صفحہ ۴۴ کہا ہے کہ یہ جو مختار میں کہا ہے کہ بقول بعض یہی نمازوں میں (سری ہون خواہ جہری) قنوت پڑھے اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول بھی حنفی مذہب میں ہے مگر یہ تو جان چکا ہو</p>	<p>وقیل فی الكل قد علمت ان هذا السقم یقل بہ الا الشافعی وعزاه فی البحر الی جمہور اہل الحدیث فکان ینبغی عزاء الیہم لتلاویہم انہ قول فی المذہب۔ (رد المحتار و طحاوی)</p>
<p>کہ اس مسئلہ کا مجر شافعی کوئی امام قائل نہیں۔ اور بحر الرائق میں اس مسئلہ کو جمہور الحدیث کی طرف منسوب کیا ہے اس صورت میں صاحب رد مختار کو مناسب تھا کہ اس مسئلہ کو امام شافعی اور الحدیث کی طرف منسوب کرتا تا کہ اسکے کلام سے یہ وہم نہ ہو تا کہ یہ حنفی مذہب میں ایک قول ہے۔</p>	<p>اور خلاصہ کیدانی میں ہے نماز میں وسوان فعل ہرام (حنفی مذہب میں)</p>
<p>انکلی سے اشارہ کرنا ہے جیسے اہل حدیث کرتے ہیں۔</p>	<p>العاشرۃ الاشارہ بالسباۃ کاہل الحدیث (خلاصہ کیدانی)</p>
<p>علامہ تقی زانی کی شرح خلاصہ کیدانی میں ہے رفع یدین اس محل میں جہاں شیخ کا حکم نہیں اس سے رکوع کے بعد قومہ میں رفع یدین کرنے کی جیسا کہ شافعی اور اہل حدیث کرتے ہیں نفی کرنا مراد ہے۔ کیونکہ وہی لوگ قومہ میں ہسینہ تک قبلہ کی طرف تھکھاتھاتے</p>	<p>رفع الیدین فی غیر ما شرح اسرار بہ نفی الرفع بعد الركوع والقنۃ الی الصدۃ نحو القبلة لکما یرفع للادعاء (شرح خلاصہ کیدانی)</p>

میں جیسے دعا میں اٹھائے جاتے ہیں۔

یہ مسئلہ کتب مذہب حنفی کی عبارتیں میں جن میں متوفی علما حنفیہ متقدمین و متاخرین کی اس امر پر شہادتیں ملتی جاتی ہیں کہ ان علماء نے ایک خاص فرقہ کو جو حنفی کہلاتا نہ تھا حنفی ہی کہتے تھے اور حنفیہ و شافعیہ وغیرہ اہل مذاہب کے مقابلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ایسی ہی جتنی موجودہ علماء حنفیہ ہندوستان و پنجاب کے (جن میں بعض علماء کا حنفی مذہب میں پیشوا ہونا تمام ہندوستان میں مسلم ہے اور بعض علماء کا پنجاب میں) شہادتیں حاصل کی ہیں۔ ان علماء کے نام نامی ہم تب ظاہر و شہر کرینگے جب ان کے فتوے کی نسبت اور علماء حنفیہ کی بلاروسے رعایت رائے حاصل کر لیں گے۔ اور ان کے انصاف سے قضی کا امتحان کریں گے۔ بالفعل صرف ان کا فتویٰ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

### سوال

المحدث قدیم ہیں یا جدید اور ان کا یہ خطاب فقہاء حنفیہ وغیرہ نے اپنی کتابوں میں مسلم رکھا ہے یا نہیں۔

### جواب

المحدث قدیم ہیں جبکہ اکابر امام بخاری و امام مسلم وغیرہ ہیں۔ اور یہ خطاب ان کے لئے ہمارے فقہاء مذاہب نے تسلیم کیا ہے اور اپنی پڑائی کتابوں میں ان کے حق میں استعمال کیا ہے شرح لغاتہ۔ بحر الرائق۔ طحاوی۔ فتح القدیر۔ مشابہ والنظائر۔ مستملی وغیرہ میں بذیل مسئلہ فتوت نوازل۔ اور فتاویٰ حامدیر میں بضمین کتاب الحمد۔ اور طحاوی میں بذیل کتاب الذبائح۔ اور حاشیہ تہذیب میں بضمین مسئلہ حکم قبل بعثت۔ در المختار۔ و تہذیب۔ و صراح المستقیم وغیرہ میں اس گروہ کو المحدث کے خطاب سے یاد کیا ہے۔

ان شہادتوں کو پرکھ کر یا نہ کر موجودہ مسلمانان ہندوستان و پنجاب سے جو غالباً حنفی المذہب

ہیں ہرگز ممکن و متوقع نہیں ہے کہ وہ کسی فرقہ کے اہلحدیث کہلائے پر دل آزر وہ ہوں اور ان کے اس خطاب میں اپنے اہلحدیث ہونے کی طرف اشارہ سمجھیں یہ ہوتا تو وہ اس خطاب اپنے لئے مقرر کرتے اور اپنے سوا کسی کو اہلحدیث نہ کہتے خصوصاً بالمقابلہ میں وہ اپنے آپ کو فقہاء و حنفی و شافعی کہتے ہیں اور اپنے مقابلہ میں ایک فرقہ کو اہلحدیث کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ اس سوا کس کو بشرطیکہ فہم و انصاف رکھتا ہو یقیناً سمجھ میں آسکتا ہے کہ کسی فرقہ کے اہلحدیث کہلانے سے وہ اپنی قوم میں نہیں سمجھتے۔

ایک شہادت اس مقام میں ایسے شخص کی پیش کی جاتی ہے جو نہ حنفی کہلاتا ہے نہ شافعی بلکہ عام مسلمانوں میں اسکا مذہبی خطاب کچھ اور ہی ہے ولہذا اسکی شہادت عام اہل اسلام پر مؤثر نہیں لیکن چونکہ اسکی رائے گورنٹ کی نظر میں وقعت و اعتبار سے دیکھی جاتی اور وہ ایک اسلامی رائے سمجھی جاتی ہے۔ لہذا اس کی شہادت اس مقام میں پیش کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔

وہ آزاہیل سید احمد خان صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی میں جو اپنے رسالہ جواب اکثر میں صاف فرماتے ہیں کہ اہل حدیث اُس گروہ پڑانا کا نام ہے۔ جس سے وہ زمانہ تقریر مذاہب اربعہ میں مشہور تھے۔

## اصل کلام آزاہیل بھی ہے

مذہب اسلام ابتداء میں بہت سے برسوں تک ایک ایسا مذہب رہا جسکا منشأ صرف ذات باری کی پرستش تھی مگر سہ ہجری کی دو سہری صدی میں جبکہ اسکے اصول کی نسبت علماء کے خیالات قلمبند ہوئے تو اُس کے چار فرقہ قائم کئے گئے یعنی حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقوں میں سے جس کسی کے مسئلہ کو چاہیں پسند کریں اور اسکی پیروی کریں لیکن جب نبی امیہ اور بنی عباس بادشاہ ہوئے

تو انہوں نے ایک حکم تمام مسلمانوں کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقوں میں کو  
کسی ایک فرقہ کی تمام سلون کو قبول کر لیں چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکے خلاف کرتے  
تھے انکو سزا دی جاتی تھی چنانچہ اسی جبری حکم کے باعث سے آزادانہ رائے کا اظہار سدو  
ہو گیا اور مذہبی دست اندازی کا بڑا زور شور ہوا مگر اس وقت میں بھی بہت سے آدمی ایسے  
تھے جو خفیہ اصلی مذہب کے پابند تھے اور ظاہر اُن کی یہ جرات نہ تھی کہ سوائے چند معتقد  
آدمیوں کے کسی سے اپنی رائے کا اظہار کریں اور ایسے لوگ اس زمانہ میں اہل حدیث کہلاتے  
تھے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے معتقد تھے اور مندرجہ  
بالا چاروں فرقوں کے مسلمانوں کے پابند نہ تھے پس رفتہ رفتہ حکم مذکورۃ الصدرا اور زیادہ  
تشدد کے ساتھ جاری کیا گیا یہاں تک کہ آخر کار وہ بہت سے مسلمانوں کے مذہب کا  
ایک بڑا اصول ہو گیا اور پھر المحدث سے بھی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنے  
لگے اور اصول شریع میں سچے مسلمانوں کے نزدیک وہ قابل طاعت قرار دیے  
گئے۔ غرض کہ تشدد کے شروع تک تمام مسلمان کی یہی حالت تھی۔

اس شہادت سے بھی ہمارے دعویٰ کا جزا دل کہ ”اس گروہ کا یہ خطاب قریم ہے“  
بخوبی ثابت ہے کہ اسکا جز ثانی کا کہ اس خطاب سے آزر و نکی دل آزر دگی متصور نہیں  
اس میں صیح ثبوت نہیں ہے

باجملہ اس بیان سے ہماری پہلی دلیل کی کافی تفصیل ہوئی اور یہ بات بخوبی  
ثابت ہو گئی کہ اس گروہ کا خطاب المحدث خود ان ہی لوگوں کے پُرانی اور نئے کتب  
مذہبی میں تجویز و تسلیم ہو چکا ہے جسکی دل آزر دگی کا اندیشہ و خطرہ نادانوں کے خیال  
میں گذرتا ہے۔ اور درحقیقت یہ خطاب ان کی دل آزر دگی کا باعث نہیں ہو سکتا  
اگر وہ اپنے کتب و مذہب کے پابند رہیں اور اپنے مقدادوں کو عزت و تسلیم کی  
نگاہوں سے دیکھیں۔



## دوسری دلیل

اہلحدیث کا اپنے آپ کو اہلحدیث کہنا اس غرض و مراد سے نہیں کہ حدیث نبوی سے  
خاص کر ان ہی لوگوں کو تعلق ہے۔ دوسرے اسلامی گروہ حنفی شافعی وغیرہ حدیث کی  
سرکار نہیں رکھتے (جس سے ان گروہوں کی دل آزرگی متصور ہو) بلکہ ان کا  
اہلحدیث کہلانا اس نیت و مراد سے ہے کہ وہ زیادہ تر نقل و روایت حدیث سے  
مشغول رہتے ہیں۔ اور استنباط مسائل فقہیہ کی طرف توجہ کم رکھتے ہیں۔ اور ترجیح اقوال  
ایمہ مذاہب سے کام نہیں لیتے اور بلا واسطہ ایمہ مجتہدین ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں  
اور کسی ذہب حنفی شافعی کی طرف مستوی ہونے کو ضروری نہیں جانتے۔ جیسا کہ دوسری  
اسلامی فرقہ جو فقہاء یا اہل علم سے کہلاتے ہیں زیادہ تر استنباط و ترجیح سے مشغول  
ہوتے ہیں اور نقل و روایت حدیث کی طرف کم توجہ رکھتے ہیں اور حدیث پر بواسطہ  
مجتہدین عمل کرتے ہیں اور مجتہدین کے اقوال سے ترجیح مسائل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے  
وہ اپنے آپ کو مجتہدین کی طرف منسوب کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلاتے اور ان ہی القاب  
کو اپنا مذہبی خطاب ٹھہراتے ہیں۔ بجائے ان خطابات کے وہ اہلحدیث کہلانا نہیں چاہتے  
اور نہ کہلاتے ہیں۔

اس بیان کی تصدیق و تائید میں ہم ایسے شخص کی شہادت پیش کرتے ہیں جسکو  
ہندوستان کے سبھی اہل مذاہب سنیہ کیا اہلحدیث اور کیا حنفیہ وغیرہ اپنا مقتدا  
پیشوا سمجھتے ہیں اور ان کی تحقیق و کلام کو مستند خیال کرتے ہیں۔ وہ حضرت شاہ  
ولی اللہ محدث و فقیہ دہلوی ہیں۔ جو حنفی فائداں میں ہوتے۔ اور فقہ و حدیث  
دونوں میں اعلیٰ رتبہ کمال کو پہنچے۔ اور اسی وجہ سے اہلحدیث و اہل فقہ دونوں گروہ میں امام  
تسلیم کئے گئے ہیں۔

اپنی کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں صفحہ ۵۲ سے صفحہ ۵۴ تک ایسی تقریر

کی سیرہ چارے بیان کے نقطہ بلفظ مصدق ہے بلکہ سچ پوچھو تو ہمارا کلام اسی بیان سے مستفاد ہے۔

ہم اس کلام کو اپنے ضمیر اشاعت السنۃ جلد اول کے متعدد نمبروں (۸-۹-۱۰) میں بتماز نقل کر چکے ہیں۔ اس مقام میں اپنی عادت عدم تکرار کے موافق اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں جن شائقین کو ملاحظہ تمام کلام کا شوق ہو وہ مجتہد البانہ ملاحظہ کریں وہ سیرہ نو توضیحات اشاعت السنۃ نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول ملاحظہ فرمائیں۔

جناب مدوح بصفوہ کتاب مذکور فرماتے ہیں۔ اہل حدیث و اصحاب الراہین فرق کا بیان۔ جو علماء سعید بن سب

وزہری و مالک و سفیان وغیرہ کے ہم عصر تھے وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط و فتویٰ کو پسند نہ رکھتے تھے۔ ان کا خیال بہت اس طرف رہتا کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کرتے + + + پیرامادیث کی تصنیف و تالیف شروع ہوئی اور حدیث کی کتاب جاری ہوئی اور اکثر علماء ملک حجاز۔ شام عراق۔ مصر۔ یمن کے شہروں میں پہنچے اور کتب امادیث ہم پہنچا کر تالیف کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثیں جمع ہوئیں جو پہلو نہ تھیں اور حدیث کی اسناد میں اس قدر کثرت

باب الفرق بین اہل الحدیث و اصحاب الراہین اعلیٰ انہ کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب و ابراہیم و الزہری و فی عصر مالک و سفیان و بعد ثلاث قوم بکروہون الخوض بالراہین و یما یون الفتیاء و الاستنباط الا لضرورت لا یجدون منها بدًّا او کان اکبر ہم مدوایۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم x x x فوقع شیوع تدوین الحدیث و لا تدنی بلدان الاسلام و کتابہ الصحف و النسخ من حاجتہم لموقع عظیم فطاف من ادراک من عظامہم ذلک الزمان بلاد الحجاز و الشام و العراق و مصر و الیمن و الخراسان و

وجہوا لکتاب وتبعوا النسخ واجتمع  
 باہتمام اولئک من الحدیث والاثار  
 ما لم یجتمع لاحد قبلہم ونسب لہم ما لم  
 یتسلاحد قبلہم وخلص الیہم من  
 طرق الحدیث شئی کثیر حتی کان بکثیر  
 من الاحادیث عندہم مایہ طریق  
 فافوتھا وظهر علیہم احادیث صحیحہ  
 کثیرہ لم تظہر علی اہل التقوی من  
 قبل - \* \* \* \* \* فکان روس  
 ہوا عبد الرحمن بن ہمدی و یحیی  
 بن سعید القطان و یزید بن ہارون  
 و عبد الرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ  
 و مسدد و ہناد و احمد بن حنبل و  
 اسحاق بن راہویہ و الفضل بن  
 وکین و علی بن المدینی و اقرانہم  
 و ہذہ الطبقة ہی البطراز الاول من  
 طبقات المحدثین فرجع المحققون  
 منهم بعد احکام فن الراویة و معرفۃ  
 مراتب الاحادیث الی الفقہ فلم یکن  
 عندہم من الرائی ان یمسح علی تقلید  
 رجال من مضی مع ما یرون من الاحادیث

ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند سے ہم  
 پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ ہی  
 یا مشہور انکو معلوم ہوا اور ان کو بہت سی  
 ایسی حدیثیں صحیح معلوم ہوئیں جو پہلے اہل  
 فتویٰ پر مخفی تھیں \* \* \* \* \* اس  
 طبقہ کے سردار یہ لوگ تھے عبد الرحمن بن  
 ہمدی - یحییٰ ابن سعید - یزید بن ہارون  
 عبد الرزاق - ابوبکر بن ابی شیبہ -  
 مسدد - ہناد - احمد بن حنبل - اسحاق بن  
 راہویہ - فضل بن وکین - علی بن مدینی  
 وغیرہ - یہ طبقہ محدثین کے طبقات سے  
 اول نشان تھے - اس طبقہ کے محقق لوگ  
 فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب  
 حدیث پہنچانے کے بعد فقہ کی طرف متوجہ  
 ہوئے ان کے نزدیک فقہ اسکا نام نہ تھا  
 کہ کسی ایک شخص کی تقلید کی جاوے جو ویکہ  
 مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث  
 و آثار متناقضہ نظر آتے ہیں - پس وہ  
 کتاب اللہ و سنت رسول و آثار صحابہ و  
 اقوال تابعین و مجتہدین کے سبقتے اعد  
 ذیل تفحص کرنے لگے -

<p>(۱) ان کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مسئلہ میں قرآن ناطق پاتے تو پھر کسی کی طرف توجہ نہ کرتے۔ اور اگر قرآن کئی معانی کا محتمل ہوتا تو قرآن کا فیصلہ حدیث سے کرتے۔</p> <p>(۲) جب کتاب اسد میں کوئی حکم نہ پاتا تو وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لے لیتے خواہ وہ حدیث فقہائین میں مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگوں سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک معمول ہوئی خواہ نہ ہوتی جب وہ کسی مسئلہ میں حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی واجتہاد مجتہد (جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے جاتے۔</p> <p>(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ و تابعین کے اقوال کو لیتے بلاخصیصہ اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گہر کے لوگ ہوں جیسا کہ ان سے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔</p> <p>پس جس امر پر اکثر خلفاء و فقہاء کے اقوال متفق ہوئے اس پر اعتما ذکر کرتے اگر کسی امر میں علماء کا اختلاف پاتے تو ان میں جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابط ہوتا اسکو قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ میں</p>	<p>والا تامل التناقضۃ فی کل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا باتباع احادیث النبی صلیم واثار الصحابة والتابعین والمجتہدین علی قواعد حکموها فی نفوسہم وانا ابینہا لک فی کلمات سیرۃ کان عندہم انہ اذا وجد فی المسئلۃ قرآن ناطق فلا یجوز التحول منہ الی غیرہ واذ کان القرآن محتملاً لوجوہ فالسنتۃ قاضیۃ علیہ فاذا لم یجد وافی کتاب اللہ اخذوا سنتہ رسول اللہ صلیم سواء کان مستفیضاً دایراً بین الفقہاء او لیکون مختصاً باہل بلد او اہل بیت او بطریق خاصۃ و سواء ہل بالصحابۃ والفقہاء او لمریعیہ و ابہ ومتی کان فی المسئلۃ حدیث فلا یتبع فیہا خلاف اثر من الاثام ولا اجتہاد احد من المجتہدین واذ افرغوا جہدہم فی تتبع الاحادیث ولم یجد وافی المسئلۃ حدیثاً اخذوا باقوال جماعۃ من الصحابة والتابعین ولا یتقیدون</p>
---	---

بقوم دون قوم ولا یلد دون بلد  
کما کان یفعل من قبلہم فان اتفق جمہور  
المخلفاء والفقهاء علی شئ فهو القنبح  
وان اختلفوا اخذوا بمحدث علیہم  
داود رحمہم ورمہاوا اکثر ضبطاً واما اشتہار  
عنہم فان وجدوا شیئاً یستوی فیہ  
قولان فی مسئلہ ذات قولین فان  
عجزوا عن ذلك ایضاً تاملوا فی عموم  
الکتاب والسنتہ وایما عاتما واقضائہما  
حلوا نظیر المسئلہ علیہا فی الجواب  
اذا کان متقاربین بادی الواش  
لا یعتدون فی ذلك علی قواعد من  
الاصول ولكن علی ما یخص الی الفہم  
ویشلج بہ الصدہ کما انہ لیس میزان  
النواثر عدد الراۃ ولا حالہم ولكن  
الیقین الذی یعقبہ فی قلوب الناس  
کما بنہا علی ذلك فی بیان حال الصغۃ  
وکانت ہذہ الاصول مستخرجہ  
عن صنیع الاول ولتقریبا یفہم -  
وکان ترتیب الفقہ علی ہذا الوجہ  
یتوقف علی جمیع شئی کثیر من الاحادیث

دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا  
مسئلہ قرار دیتے۔  
(۴۴) دور اگر ایسا مسئلہ بھی پاتے تو کتاب  
و سنت کے عموم و اشارہ واقضائہ وغیرہ  
میں تامل کرتے پس جو نص سے سمجھ میں  
آتا اس کی نظیر کو اس پر محمول کرتے اگر دونوں  
کو بادی الراس میں باہم ملتا جلتا دیکھتے  
اسباب میں وہ قواعد اصولی پر بہرہ ور  
نہ کرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان  
پر اعتماد کرتے چنانچہ تو اتر میں مار صدق  
و اعتبار را دیوں کی کثرت اور عدالت  
نہیں بلکہ طمانیت و یقین قلب ہے جیسا کہ  
ہم نے تفصیل حال صحابہ کے ضمن میں  
بیان کیا ہے اور اس طور پر فقہ بنا نا بہت  
سی جمعیت احادیث و آثار پر موقوف ہے  
یہاں تک کہ امام احمد حنبل سے کسی نے  
پوچھا کہ فتویٰ دینی کے لئے انسان کو  
ایک لاکھ حدیث کافی ہے یا آپ نے  
فرمایا نہیں ہے آخر کہا گیا کہ پانچ لاکھ حدیث  
کافی ہے۔ آپ بولے ہاں امید کرتا ہوں  
ایسا ہی کتاب غایۃ المتقی میں بیان کیا ہے

والأنا حتى مثل احمد كفى للرجل مائة  
الف حديث حتى يقضى قال لا حتى قيل  
خمس مائة الف قال ابو كذا انى غايته  
المتنهي ومراجه الاقناع على هذا الاصل  
ثم انشأ الله تعالى خزانة اخر فطر واصحابهم  
قد كفوا موتة جمع الاحاديث وتمهيد  
الفقه على اصولهم ففزعوا الفنون  
الخرى كتميز الحديث الصحيح الجهم عليه  
بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن  
هارث بن يحيى بن سعيد لقطان واحمد  
واسحاق واحزابهم وكجمع الاحاديث  
الفقه التي بنى عليها فقهاء الامصار  
وعلماء البلدان من اهلهم وكان يحكم على  
كل حديث بما يستحقه من الشاذة والفاضة  
من الاحاديث التي لم يروها او طرقها  
التي لم يخرجوا من جبهتها الاوائل مما فيه  
النصاع او علوسه ورواية فقيه عن  
فقيه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك  
من المطالب العلمية - وهو لاعهم  
البخاري ومسلم وابوداود وعبد بن  
حميد والدارمي وابن ماجه وابويلى

اس سوانحی مراد ان اصول وقواعد کے  
موافق فتویٰ دینا ہے جسکا بیان اوپر ہو چکا  
ہے۔

انکے بعد خدا تعالیٰ نے اور (محدث)  
لوگوں کو پیدا کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ  
ہم سے پہلے محدثوں نے حدیث کو جمع کر دیا  
ہے اور خود اہل حدیث کے موافق فقہ  
کی بناء بھی قائم کر دی ہے تو انہوں نے  
اور علوم حدیث کے لئے فایز ہو کر اہتمام  
کیا جیسے حدیث صحیح کو جبر اکابر الحدیث  
(امثال یزید بن ہارون و یحییٰ بن حمید  
واحمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ) کا  
اتفاق ہو غیر سے علیحدہ و تمیز کرنا اور ان  
احکامی و فقہی احادیث کو غیر مجتہدین  
و فقہا ربلاؤنے اپنے مذہب کی بناء قائم  
کی ہے اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکو  
موافق حکم لگانا اور شاذ و نادر حدیثوں کو  
جسکو پہلوں سے روایت نہیں کیا یا انکی  
خاص اسنادوں سے تعرض نہیں کیا۔ اور  
ان میں اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ  
سے یا حافظ احادیث کے حافظ الحدیث سے

والترمذی والنسائی والاریقطنی المحکم  
 والبیہقی والخطیب والدیلمی وابن عبد البر  
 واماہم وکان اوسعہم علماً عندی  
 والفہم تصنیفاً واشہرہم ذکرًا رجال  
 اربعۃ متقاربون فی العصر الاول  
 ابو عبد اللہ البخاری وثانیہم مسلم  
 النیشاپوری وثالثہم ابو داؤد  
 السجستانی ورابعہم ابو عیسیٰ الترمذی  
 \* \* \* \* \* وکان بازاہولاء فی  
 عصرہم الثالث وصفیان وبعدهم قوم لا یرکون  
 المسائل ولا یہابون الفتیاء ویقولون  
 علی الفقہ بناء الدین فلا ید من  
 اشاعته ویہایون روایۃ حدیث  
 رسول صلعم والوفع الیہ حتی قال الشعبي  
 علی من دون النبی صلعم احب الینا  
 فان کان فیہم زیادۃ او نقصان کان  
 علی من دون النبی صلعم وقال ابراہیم  
 اقول قال عبد اللہ وقال علقمہ احب  
 الینا۔ وکان ابن مسعود اذا حدث  
 عن رسول اللہ صلعم ترید وجہہ و  
 قال ہکذا او نحو ہکذا او نحوہ۔

روایت پائی جاتی ہے یا ایسے ہی اور علمی  
 مطالب انکو بیان کرنا۔ وہ لوگ یہ آئمہ  
 ہیں امام بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ عبد  
 بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابویعلیٰ  
 ترمذی۔ نسائی۔ واریقطنی۔ حاکم بیہقی  
 خطیب (بغدادی) دیلمی ابن عبد البر  
 اور ان کے امثال و اقربان ان سب میں  
 سے ہمارے خیال بڑے وسیع العلم اور  
 تصنیف سے خلاق کو نفع رسان اور مشہور  
 چار شخص ہیں جو باہم قریب زمانہ تھے۔  
 اول ابو عبد بخاری و دوم امام مسلم نیشاپوری  
 تیسرے امام ابو داؤد السجستانی۔ چوتھے  
 امام ابو عیسیٰ ترمذی۔ \* \* \* \* \*  
 ان لوگوں کے مقابلہ میں امام مالک اور  
 سفیان کے زمانہ میں اور ان کے پیچھے ایسے  
 لوگ بھی ہوئے (جو مستنباط و اجتہادی)  
 مسائل بتانے اور فتویٰ دینے سے نہ ڈرتے  
 اور یہ خیال کر کے کہ دین کی بنا فقہ (و اجتہاد)  
 پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہئے اور آنحضرت  
 سے حدیث کرنے سے ڈرتے شعبی کا قول  
 ہے کہ آنحضرت سے دسے کسی اور کا قول

× × × فوقہ تدوین الحديث والفقه  
والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر  
وذلك انهم يكتفون عندهم من الاحاديث  
ولا تار ما يقتدرن به على استنباط  
الفقه على الاصول التي اختارها اهل  
الحديث ولم تنتشر صدقهم للنظر في اقوال  
علماء البلدان وجمعها والحث عنها واتموا  
لنفسهم في ذلك وكانوا يعتقد اني ايمتهم  
انهم في دجته العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شئ  
الى اصحابهم × × × فهدى والفقه  
على قاعدة التحقيق وذلك ان يحفظ كل حد  
كتاب من هوسان اصحابه واعرفهم باقوال  
القوم واصحهم نظرا في التبيين فيتأمل في  
كل مسألة وجه الحكم فكما مثل عن شئ  
او احتاج الى شئ راى فينا يحفظ من تصاريح  
اصحابه فان وجد الجواب فيها والا  
نظر الى عموم كلامهم فاجزاه على هذه  
الصورة او اشار في ضمنيته لكلام فاستنبط  
منها وربما كان لبعض الكلام ايماء و  
اقتضاء يفهم المقصود وربما كان  
للمسئلة المصريح بها نظير يحل عليها وربما

بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اس میں کمی بیشی  
بھی ہو جائے تو اسی (دورے) شخص پر  
ہوگی نہ رسول اللہ پر ابراہیم کا قول ہے کہ میں  
جواب مسائل میں صرف یہ کہہ دوں کہ عبد اللہ  
نے یوں کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے۔  
اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت  
کرتے آپکا چہرہ (کی) بیشی ہو جانے کے خوف  
سے (متغیر) ہو جاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے  
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکی اور کچھ ×  
× پس حدیث اور فقہ اور مسائل کی  
تصنیف انکی حاجت کے مطابق اور طور سے  
ہوئے جسکا بیان یہ ہے کہ ان کے پاس حدیث  
و آثار تو اس قدر نہ تھے جس سے وہ اہل حدیث  
کے اصول پر مستنبط مسائل فقہ کر سکتے اور  
علماء کے اقوال میں نظر اور بحث کرنا انہوں نے  
پسند نہ کیا اس امر میں وہ اپنی نسبت بدگمان  
ہے اور اپنے آپکو اس امر کے لائق نہ سمجھتے اور اپنی  
ائمہ کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ بڑی  
عالی رتبہ تحقیق پر تھے۔ اور ان کے دل  
ان کی طرف بہت مائل تھے۔ × × ×  
انہوں نے اس قاعدہ پر بیچ (بات) سہاوت نکالی)



نظر دانی علت المحکم المصحح به بالتخریج  
 او بالیسر الحذف فاداروا حکمہ علی  
 غیر المصحح به و رہا کان لہ کلامان  
 لواجتماع علی ہتھ القیاس لاقتزائی  
 او الشرطی انتجا جواب المسئلة و رہا  
 کان فی کلامہ ماہو معلوم بالمثال  
 والقسمۃ غیر معلوم بالحد ایما مع  
 المنافع فیرجعون الی اهل اللسان  
 یتکلفون فی تحصیل ذاتیہ و ترتیب  
 حد جامع مانع لہ و ضبط مبہمہ و تیز  
 مشککہ و رہا کان کلامہم متعللاً لوجہین  
 فینظرون فی ترجیح احد المصلحتین و رہا  
 یکون تقریب الدلائل خفیاً فینون  
 ذلک و رہا استدلال بعض المخرجین  
 من نعل اثبتہم و سکوتہم و نحو ذلک  
 فہذا ہوا تخریج و یقال لہ القول المخرج  
 لفلان کذا و یقال علی مذہب فلان  
 او علی اصل فلان او علی قول فلان  
 جواب المسئلة کذا و کذا و یقال لہو کلام  
 المجتہدین فی مذہب و معنی ہذا  
 الاجتہاد علی ہذا الاصل من قال من

پر فقہ کی پٹری جامی تخریج کی صورت یہ ہے کہ  
 کسی ایسے شخص کی جو اقوال اباب ائمہ سے خوب  
 واقف ہو کتاب کو یاد کر لیا اور مسئلہ میں حکم کو  
 سوچ رکھا پس جب کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو اگر  
 اس کتاب میں ایسے کا صریح قول پایا تو اس کا جواب  
 میں پڑھ سنا یا نہیں تو کسی قول کے عموم کو  
 دیکھا اس میں وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اس پر وہ حکم  
 جاری کیا اور اگر اس قول میں کوئی اشارہ پایا  
 تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال میں کہیں  
 اقتضار دیا یا رجحانی جاتی ہے جس سے  
 مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض سائل  
 کی نظیر لجاتی ہے جس پر وہ مسئلہ محمول ہو سکتا ہے  
 اور کہیں علماء رائیہ کے کسی صریح حکم سے علت  
 نکالتے ہیں اور اس پر اس کی نظیر کو قیاس کرتے ہیں  
 اور بعضے امان کے ایسے دو قول پائے جاتی  
 ہیں جن کو بطور قیاس اقتزائی یا شرطی مانا جاتا ہے  
 جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کہیں مجتہد کی  
 کلام میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بطور مثال  
 معلوم ہوتی ہیں انہی پوری حقیقت و تعریف  
 نہ کر رہیں ہوتی۔ پس اس مجتہد کے پیرو  
 علماء ان باتوں کے جاننے میں محاورہ اہل

<p>حفظ المبسوط کان مجتہد ای وان لم لیکن لہ علم بروایۃ اصلاً ولا یحدیث واحد فوقع التخیج فی کل مذہب کثیر (حجة الله البالغة مثلاً وغیرہ)</p>	<p>زبان کی طرف رجوع کر کے اپنی طرف سے بحکف انکی حدین و تعریفین مقرر کرتے ہیں اور ان مثالوں کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہیں اور کہی ان کے اقوال و روئے کے متخلی ہوتے ہیں تو</p>
<p>وہ ایک معنی کو ترجیح دیتے ہیں کہی انکے دلائل کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تخیج کرنے والے اپنے امور کے فعل محکوت سے کوئی بات نکال لیتے و علی ہذا القیاس تخیج اسی فعل کا نام ہے اور بات کو جو نکالی جاتی ہے قول مخج و نکالی ہوئی بات کہا جاتا ہے اور اسکو یون بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلا نے مجتہد کے مذہب یا قول اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگوں کو جو ایسی بات نکالتے ہیں مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسے کہا ہے کہ جسے کتاب مبسوط یا ذکر ملی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اس کو ایک روایت یا حدیث کا علم بھی ہو۔ اس طور پر تخیج سب مذاہب میں ہو چکی ہے۔</p>	<p>وہ ایک معنی کو ترجیح دیتے ہیں کہی انکے دلائل کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تخیج کرنے والے اپنے امور کے فعل محکوت سے کوئی بات نکال لیتے و علی ہذا القیاس تخیج اسی فعل کا نام ہے اور بات کو جو نکالی جاتی ہے قول مخج و نکالی ہوئی بات کہا جاتا ہے اور اسکو یون بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلا نے مجتہد کے مذہب یا قول اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگوں کو جو ایسی بات نکالتے ہیں مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسے کہا ہے کہ جسے کتاب مبسوط یا ذکر ملی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اس کو ایک روایت یا حدیث کا علم بھی ہو۔ اس طور پر تخیج سب مذاہب میں ہو چکی ہے۔</p>
<p>وہی راہی میسائل ضلت فی ہوا دیہا الافہام و ذلت الاقدام و طفت الاقدام انی وجدت بعضهم یزعمون ان ہذا لک ففتین لاثالث لہما اہل الظاہر و اہل الرائی و ان کل من قاہس و استنبط فہو من اہل الراء کلا و اللہ بل لیس المراد بکرا نفس الفہم و العقل فان ذلک لانیفک من احد من العلماء ولا الراہی الذی لا یعتد</p>	<p>اور جناب مدوح اس کتاب میں بصفحہ ۶۶ فرماتے ہیں کہ بعد ان مسائل کے جنہیں فہم چوک گئی اور قدم پہل گئے اور قلم تیر گئی میں ایک پسند ہے کہ میں بعض علماء کو اس خیال پر پایا ہے کہ اہل سنت کے بیان و وہی فرقہ میں اہل ظاہر اور اہل الرائے تیسرا کوئی فرقہ نہیں ہے اور جسے قیاس و استنباط مسائل کیا وہ اہل الرائے ہو گیا۔ اور درحقیقت سجد ایسا ہرگز نہیں ہے اور رائے سے صرف سمجھ اور عقل اور نہیں اس سے کوئی بھی عالم خالی نہیں اور نہ وہ</p>

اعلیٰ سنۃ اصلاً فانہ لا ینتقلہ مسلم  
التبۃ ولا القدرۃ علی الاستنباط  
والقیاس فان احد واسلم بل الشافعی  
ایضاً لیسوا من اهل الراۃ بالاتفاق و  
ہم یستنبطون ویقیسون بل المراد من  
اهل الراۃ قوم توجہوا بعد المسائل  
المجموع علیہا بین المسلمین او بین جمہور  
ہم الی الخیریم علی اصل جل من  
المتقدمین فکان اکثرہم حل النظیر  
اعلیٰ النظر والدلی اصل من الاصول دون  
تبع الاحادیث والاثار والظاہری  
من لا یقول بالقیاس ولا باتار الصحابۃ  
والتابعین کلاؤدوا بن حزم وبنہا  
المحققون من اهل السنۃ کاحد و  
اسلمتی۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۶۶)

مراد ہے جو حدیث کی طرف مستند ہو ایسی رائے  
کو تو کوئی بھی مسلمان نہیں لے سکتا اور نہ  
استنباط و مسائل اور قیاس پر قادر ہونے کا  
نام رائے ہے۔ یہ رائے تو امام احمد و اسحاق  
میں بھی پائی جاتی ہے جنکو بالاتفاق اہل الراۃ  
نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اہل الراۃ سے وہ لوگ  
مراد ہیں جو اتفاقی مسائل کے بعد متقدمین و  
متاخرین سے کسی ایک امام کے اقوال سے  
شیخ مسائل کی طرف متوجہ ہوئے انکا کام غالباً  
یہ تھا کہ ایک چیز کا حکم اسکی نظیر سے نکالیں اور  
انکو اصول کی طرف رجوع کریں نہ کہ احادیث  
و آثار کی تلاش میں لگیں اور ظاہری سے وہ  
شخص مراد ہے جو نہ قیاس کا قائل ہو نہ آثار صحابہ و  
تابعین کا قائل ہو جیسے داؤد اور ابن حزم  
تھے ان دونوں فرقوں اہل سنت کے مابین  
تیسرے فرقے بھی تھے (جو احادیث و آثار سے بھی ترک  
کرتے اور قیاس و استنباط کے بھی قائل تھے)۔

اس بیان سے ہماری دوسری دلیل کی بھی پوری تائید و تفصیل  
ہوئی۔ اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہل حدیث کا "اہل حدیث" کہلانا اور دوسرے  
لوگوں کو اہل الراۃ کہنا اس معنی و مراد سے نہیں جس سے دوسرے لوگوں کا حدیث  
سے بے تعلق ہونا اور رائے محض غیر مستند حدیث پر چلنا مفہوم ہوا اور اس سے ان

لوگوں کی دل آزر دگی متصور ہو۔ بلکہ اس معنی و مراد سے ہے جسکو دوسرے لوگ بخوشی تسلیم کرتے ہیں اور ان ہی معنی کی نظر سے وہ اصحاب ظواہر کو اہل حدیث کہتے ہیں اور خود بڑی فخر کے ساتھ اصحاب الرائے کہلاتے ہیں۔

**ہماری دلیل دوم** اور اسکی مودیات کو ہماری غائبانہ دوست ایڈیٹر سراج الاخبار جلیلم غور سے ملاحظہ فرمادیں اور اپنی اس سوزنی سے جو سراج الاخبار مورخہ ۱۰ مئی ۱۳۸۷ء میں ظاہر کر چکے ہیں و در فرماویں آپے منصب ریفارمیشن کو پیش نظر رکھکر دشمنوں کو دوست بنائیں دوستوں کو دشمن نہ بنائیں و لنعم ما قیل

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا  
دل دشمنان ہم نکر دندناک  
ترا کے میسر شود این مقام  
کہ با دو تانست خلاف است جنگ

## تیسری دلیل

نام میں اگر وہ بامعنی ہو یہ دعویٰ کیا کہ نہیں ہوتا اس کے معنی سے کے سوائے کسی دوسری میں اپنے نہیں جاتے اور اسپر اس معنی کا اطلاق صحیح نہیں اس میں صرف یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اس معنی کو اس شخص سے جسکا نام مقرر کیا گیا ہے تعلق ہے گو دوسری سے بھی اسکا تعلق ہو۔

مثلاً کوئی اسلامی سوسائٹی اپنا نام محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مقرر کرے تو اس کا دعویٰ و مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اس سوسائٹی کو محمدی مذہب سے تعلق ہے یہ دعویٰ و مقصود صرگزی نہیں ہوتا کہ اہل اسلام کی دوسری سوسائٹیاں جو اس شہر یا ملک میں قائم ہیں انکو محمدی مذہب سے تعلق نہیں ہے۔

ہم اسے شہر لاہور میں اسوقت تین اسلامی سوسائٹیاں قائم ہیں۔ انجمن اسلامی۔ انجمن ہمدردی اسلامی۔ انجمن حمایت اسلام۔ اول کا اپنے نام میں یہ دعویٰ نہیں کہ دوسری

انجمن اسلامی نہیں۔ دوسری کا یہ دعویٰ نہیں کہ باقی میں ہمدردی نہیں یعنی شیری کا یہ دعویٰ نہیں کہ دوسری دو میں حماقت اسلام نہیں۔ ایسا ہی باقی باہم سے اسکا کو سمجھنا چاہیے \*

بھی وجہ ہے کہ نام اور وجہ تسمیہ کا تعریف کی مثل جامع و مانع ہونا ضروری نہیں سمجھا جاتا اور کسی نام کی نیت اگر وہ باہم سے ہو کوئی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ جس چیز میں اس نام کے لئے پائے جاوین اس پر اس نام کا اطلاق ضروری ہے اور جس فرد سے میں وہ معنی پائے جاوین اس پر اس نام کا اطلاق جائز نہیں ہے۔

بنائے علیہ خطاب "الہدیٰ" کا قدیم ہونا اور خود کتب حنفیہ و شافعیہ میں بھی الہدیٰ مستعمل ہونا (جو دلیل اقل میں بیان ہوا ہے) تسلیم نہ بھی کیا جاوے اور اس فرق اور وجہ تسمیہ الہدیٰ کو جکا ذکر دلیل دوم میں ہوا ہے نیز صحیح نہ سمجھا جاوے تب بھی یہ نام و خطاب دوسرے فرقوں کے الہدیٰ نہ ہونے کی طرف مشر اور ان کی دل آزر دگی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس نام و خطاب کا مفہوم و مفاد صرف بھی ہوتا ہے کہ اس فرقہ کو حدیث سے کوئی تعلق ہے گو وہ تعلق دوسرے فرقوں کو بھی ہو۔ ان دلائل ثلاثہ سے ہمارے دعویٰ کا کہ "الہدیٰ" پرانا خطاب ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقوں کی دل آزر دگی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک جز بخوبی ثابت ہوا۔ پہلی اور دوسری دلیل سے دونوں جز۔ اور تیسری دلیل سے جز دوم۔ اب ہم اپنے ناظرین (خصوصاً اپنے علاقائی بہائی سینہ حنفیہ سے) انصاف کے طالب و منتظر ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اہل اسلام کی حالت ضعف و لغزش پر رحم فرما کر اور تنازعات جزئیہ سے جو فریقین کے مابین و مابین عاقبت اندیش و کیلون کی جانب سے برپا ہو رہے ہیں نظر اڑھا کر ہمارے دعویٰ اور اسکے دلائل ثلاثہ سے اتفاق رائے کریں گے۔ اور اس اتفاق سے اس باب منازعت کو بند کرائیں گے \*

اس مضمون کی تحریر اور گروہ عالمین کے لئے خطاب اہل بیت کی تجویز سے ہمارا مقصود صرف باہمی اتحاد و امن قائم کرنا ہے اور تباہی باللقاب کو (کہ ایک فریق دوسرے کو دہائی و لاندہب یا غیر مقلد کہتا ہے - اور وہ دوسرا اسکو لہابی و بدعتی) دور کرنا - اگر ہمارے علاقائی بہائی حنفیہ وغیرہ اتباع فقہائے گروہ عالمین اہل بیت کے لئے خطاب اہل بیت پسند کر لیا جیسا کہ ان کے اکابر آئینہ نداب نے تسلیم و تجویز کیا ہوا ہے تو جانب ثانی سے بھی اتحاد و امن قائم ہو جائے گا۔ پھر کوئی کسیکو دہائی و لاندہب یا غیر مقلد کہے گا نہ کوئی کسیکو لہابی و بدعتی - چنانچہ اس وقت فریقین ایک دوسرے کو ان ہی مکروہ و ناجائز القاب سے یاد کرتے ہیں - اور فریقین میں امن و اتحاد قائم ہو گا اور ہر ایک فریق دوسرے کو اپنا بہائی سمجھے گا - اور ایک کا دوسرے کے مذہب سے بے جا مقابلہ موقوف ہو گا - فروعات جزئہ میں اختلاف رہا تو اسی صورت و پیرایہ میں ہے کہ جیسا کہ سلف صالحین میں تھا -

اس رفع نزاع و وقوع اتفاق کا جو نتیجہ ظاہر ہو گا وہ مخفی نہیں ہے - خصوصاً ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ اہل اسلام دین و دنیا میں تختانی درجہ انحطاط کو پہنچ گئے ہیں - اور باہمی تنازعات کے سبب ان کے جان و مال تباہ ہو رہے ہیں - ایسی باہمی تنازعات اور ان کے انحطاط کا نتیجہ ہے کہ وہ اس وقت دوسری اقوام کی نظروں میں ذلیل و خوار ہیں اور بہت سی تکالیف کے زیر بار -

مسلمانوں میں باہمی اتحاد ہوتا اور اس اتفاق کے ذریعہ سے انکی دین و دنیا کو سر و جہ ہوتا تو کیا ممکن تھا؟ کہ وہ ہندوؤں کے ہاتھوں سے جوتیاں کہا دین مارین جا دین اپنی جو روپیہوں کی بے حرمتی کر آئین پھر وہی عدالتوں سے مجرم قرار پا کر جیل خانہ کو بھروسہ کرین - چنانچہ آج کل پنجاب و ہندوستان کے متعدد

شہر دن (ہوشیار پور - ٹوٹا ناہ - آناک - دہلی - آنا وہ وغیرہ) مین  
ہور تا ہے ۔

یہی ہی باہمی تنازع ہے جا کا نتیجہ ہے جس سے بانی اسلام نے قرآن کی اس آیت  
ولا تغنا ذعوا فتفتشوا وتذہبوا بحکم  
(انفال رکوع ۷)

جاتی ہوگی ۔ اس کی پشین گوئی کی ہے ۔ آج بھی اہل اسلام اپنا آپ سنبھالین اور پچھلے  
تنازعات سے بچا پر خاک ڈالیں اور فروعات جزیئہ سے نظر اٹھا کر اصل اصول اسلام  
کی نظر سے باہمی اتحاد پیدا کریں تو پھر ان کو دہی جحیت دہی شوکت دہی عزت دہی ثروت  
حاصل ہو سکتی ہے ۔ جو کسی زمانہ میں مسلم تھی ۔

ان مضار و منافع ہمارے اخوان دین الہمدیث اور خفیہ میں غور و انصاف  
سے سوچیں تو ممکن نہیں ہے کہ ہمارے اس مضمون میں اور اسی قسم کے دوسرے مضامین  
صلح آمیز میں نزاع کریں ۔ اور ان کی تائید و تصدیق میں ایک آن بھی توقف کریں ۔ گو  
اس میں کوئی علمی یا مذہبی غلطی یا پوین ۔

اسلام کی پولیٹیکل ہدایتوں و تعلیموں سے وہ آشنا ہوں تو اس علمی یا  
مذہبی غلطی کو بھی بالائے طاق رکھ کر نظر مصاحت وقت و مقتضائے حالت ہماری  
اس قسم کی تجویزوں سے اتفاق کریں اور اس غلطی پر پہلو دوسرے وقت میں اور کسی  
افر پیرایہ میں متنبہ کریں ۔ مگر جب تک توفیق رفیق ہو یہ بات ان کے خیال میں  
کب آتی ہے ۔

ہمارے خیال میں ہمارے بہائیوں کو اس مضمون میں کوئی علمی یا مذہبی غلطی خالص  
کی گنجائش نہیں ۔ اس مضمون میں جو دعوے ہیں اور اسکے دلائل یہ سب مسلمات ہیں اس  
دلائل میں کہ وہ انکو بلا چون و چرا تسلیم کر لیں ۔ اس مضمون میں انکا عذر ہی تو یہی ہے

کہ زمانہ حال کے اہل حدیث ان اہل حدیث میں داخل نہیں بن سکا اہل حدیث ہونا ہمارے نزدیک مسلم ہے اور ہماری کتب مذہبی میں انکو اہل حدیث کہا گیا ہے۔ مگر یہ غدار ہمارے دعویٰ اور اسکو دلائل کے مخالف نہیں ہے کیونکہ اس میں اہل حدیث زمانہ حال سے خاص کر بحث و تعرض نہیں ہوا۔

وہ ہذا اس عذر کا جواب ہمارے پچھلے مضمون اہل حدیث قدیم میں یا جدید؟ بعضین سالہ نمبر (جلد ۸) ادا ہو چکا ہے علاوہ برآن ایک جواب اسکا ہم اور دینا چاہتے ہیں جسکو آئندہ "اشیو" میں شائع کرینگے وہ جواب انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہوگا کہ اس میں ہمارے بہائیوں کو سر ہو مقال کی مجال نہ ہوگی۔

اس مضمون حال سے پہلے بات تو ثابت ہو گئی کہ اہل اسلام میں کوئی فرقہ اہل حدیث ہی کہلا چکا ہے جسکو مقلدین مذہب مشہورہ خصوصاً حنفیہ نے اپنی اور دیگر اہل مذہب اربعہ کے مقابلہ میں اہل حدیث کو خطاب سے یاد کیا ہے۔ اور یہ خطاب کسی دوسرے فرقہ کے حق میں (اس میں اہل حدیث زمانہ حال داخل ہوں خواہ خارج) استعمال کرنا انہی دل آزدگی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ وہو المدعا۔

### سیرۂ چشم آرہے

یہ کتاب لاجواب مولف براہین احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے جو بغرض تحریر ریویو مصنف عالی مہبت نے ہماری پاس بھیجی ہے اس میں جناب مصنف کا ایک ممبر اریہ سماج سے مباحثہ شائع ہوا ہے جو معجزہ شق القمر اور تعلیم وید پر بمقام پوسٹ پیار ہو رہا تھا۔ اس مباحثہ میں جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اریہ سماج کی کتاب (وید) اور اسکی تعلیمات و عقاید (تناسخ و غیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے۔ ہم بجای ہی تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطالب نقل اصل عبارت بدیہ میں کرتے ہیں۔ وہ مطالب حکیم رشک آنت کہ خود بیویہ کہ عطار گوبند خود شہادت دینگے



کہ وہ کتاب کیسی ہے اور ہمارے ریویو لکھنے کی حاجت باقی نہ رہی ہو گی  
مصنف باخبر نے مباحثہ سے پہلے ایک مقدمہ لکھا ہے اس مقدمہ میں لحدیفہ ۱۳۳۰ کتاب  
فرمایا۔ سمجھا جاوے کہ جو لوگ شق القمر کے معجزہ پر حملہ کرتے ہیں انکے پاس صرف یہی ایک تہیاء  
ہے اور وہ بھی ٹوٹا ہوا ہے کہ شق القمر قوانین قدرت کے برخلاف ہے اس لیے مناسب معلوم  
ہوا کہ اول ہم انکے قانون قدرت کی کچھ تفتیش کر کے پھر وہ تاریخی ثبوت پیش کریں جو  
اس قدر کی صحت پر دلالت کرتے ہیں سو جاننا چاہیے کہ نیچر کے مانتے والے یعنی قانون شد  
کے پیرو کہلانے والے اس خیال پر زور دیتے ہیں کہ یہ بات بدیہی ہے کہ جہاں تک انسان اپنی  
عقلی قوتوں سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت اور قانون قدرت کے کچھ نہیں بنے مصنوعات  
و موجودات مشہودہ موجودہ پر نظر کرنے سے ہمارے طرف ہی نظر آتا ہے کہ ہر ایک چیز مادی  
یا غیر مادی جو ہم میں اور ہمارے ارد گرد یا فوق و تحت میں موجود ہے وہ اپنے وجود اور قیام  
اور ترتیب انار میں ایک سلسلہ انتظام سے وابستہ ہے جو ہمیشہ اسکی ذات میں پایا جاتا  
ہے اور کہیں اس سے جدا نہیں ہوتا۔ قدرت کس جس طرح پر جبکا ہونا بنا دیا بغیر خطا کے اسی  
طرح ہوتا ہے اور اسی طرح ہر گاہیں وہی ہے اور اصول ہی وہی ہے میں جو اس کے  
مطابق ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ ہر سبچہ مگر کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ قدرت  
الہی کے طریقے اور اس کے قانون اسی حد تک ہیں جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں آچکے  
ہیں اس کو زیادہ نہیں۔ جس حالت میں الہی قدرتوں کو غیر محدود ماننا ایک ایسا ضروری  
سلسلہ ہے جو اسی سے نظام کارخانہ الوہیت وابستہ اور اسی سے ترقیات علمیہ کا ہمیشہ کے  
لیے دروازہ کھلا ہوا ہے تو پھر کس قدر غلطی کی بات ہے کہ ہم یہ ناکارہ محبت پیش کریں کہ  
جو امر ہماری سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہے وہ قانون قدرت سے بھی باہر ہے بلکہ جس حالت  
میں ہم اپنے ہونہر سے اقرار کر چکے ہیں کہ قوانین قدرت غیر متناہی اور غیر محدود ہیں تو پھر ہمارا  
یہ اصول ہونا چاہیے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور میں آوے پہلے ہی اپنے عقل سے بالاتر ہو جائے

اسکو رو کرین بلکہ خوب متوجہ ہو کر اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لیں اگر وہ ثابت ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اسکو ہی داخل کر لیں اور اگر وہ ثابت نہ ہو تو صرف اتنا کہندین کہ ثابت نہیں مگر اس بات کے کہنے کے ہم ہرگز مجاز نہیں ہونگے کہ وہ امر قانون قدرت سے باہر ہے۔ بلکہ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنے کے لیے ہماری الجھن ضروری کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانین انسانی و ادبی پر محیط ہو جائیں اور بخوبی ہمارا فکر اس بات پر احاطہ تمام کرے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ذرا دل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا قدرتیں ظاہر کرے گا۔ کیا وہ جدید و جدید قدرتوں کے ظاہر کرنے پر قادر ہو گا یا کوہو کے بل کی طرح انہیں چند قدرتوں میں مقید اور محصور رہے گا جسکو ہم دیکھ چکے ہیں اور جنہر ہمارا بخوبی احاطہ ہے اور انہیں میں مضیق اور محصور ہو گا تو باوجود اس کے غیر محدود الوہیت و قدرت اور طاقت کو یہ مقید اور محصور رہنا کس وجہ سے ہو گا کیا وہ آپ ہی وسیع قدرتوں کے دکھلانے سے عاجز آئیگا یا کسی دوسرے قاصر نے اس پر جبر کیا ہو گا یا اوس کی خدائی کو انہیں چند قسم کی قدرتوں سے قوت پہنچتی ہے اور وہ کی قدرتوں کے ظاہر کرنے سے اس پر زوال آتا ہے۔ بہر حال اگر ہم خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنہوں اور دیوانگی ہے کہ اسکی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید کریں کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود ہو سکے تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہیں اور اس صورت میں نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدا انسانی و ادبی کی تمام قدرتوں کا حدیث کرے خواہا ہو گا بلکہ ایک بڑا بیماری نقص یہ بھی ہے کہ اسکی قدرتوں کے محدود ہونے سے وہ خود بھی محدود ہو جائیگا اور پھر یہ کہنا پڑیگا کہ جو کچھ خدا تعالیٰ حقیقت اور کائنات سے ہم نے سب معلوم کر لی ہے اور اس کے گہرا اور تہ تکسم ہم پہنچ گئے ہیں اور اس کلمہ میں جھگڑا کر رہے ادبی اور بے ایمانی پوری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے حاجت بیان نہیں ہوا ایک محدود زمانہ کے محدود و در محدود و بخار ب کو پورا پورا

قانون قدرت خیال کر لینا اور اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کو نئے  
 اسرار کہنے سے ملا اسید ہو جانا ان پست نظرون کا نتیجہ ہے جنہوں نے خدائے ذوالجلال کو  
 جیسا کہ چاہیے شناخت نہیں کیا اور جو اپنی فطرت میں نہایت منقبض واقعہ ہو سکے میں  
 یاشک کہ ایک کنوینین کی میٹڈک ہو کہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ گویا ایک سمندر نا پیدا کنار  
 پر انکو عبور ہو گیا ہے تمام خوش خیال عارفون کی اور تمام جہتین علم زدوں کی اس میں بڑی  
 کہ خدا استقامت کی قدرتوں کا کن رہ لایڈرک ہر مین یہ نہیں کہتا کہ بے تحقیق اور بے ثبوت عقلی  
 یا آزمائشی یا تاریخی کسی نئی بات کو مان لو کیونکہ اس عادت سے بہت سی طبع پائیں کا  
 ذخیرہ اکٹھا ہو جائے گا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ خدائے ذوالجلال کی تعظیم کر کے اس کے لئے  
 کاموں کی نسبت (جو بہتاری محدود نظرون میں نئے دکھائی دیتے ہیں) بھیجا منہ بہت  
 کرو کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں خدا تعالیٰ کی عجائب قدرتوں اور فائق حکمتوں اور  
 پیچ و پیچ اسراروں کے ابھی تک انسان نے بجلی حد سبب نہیں کی اور نہ آگے کو اسکی  
 لیاقت و طاقت ایسی نظر آتی ہے کہ اس مالک المہاک کے ویرا را اور ابرہیدون کی ایک  
 چوٹے سے رقبہ زمین کی طرح پیمائش کر سکے یا کسی ایک چیز کے جمیع خواص پر احاطہ  
 کر نیکادوم مار سکے بجھے ان صاحب وطن لوگوں کے آگے منطقی دلائل کی حاجت نہیں  
 جو اپنے اوس پیارے ملک سے دلی محبت رکھتے ہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ کمبود ہی نہیں  
 سچی محبت یہ طریق ادب سکھاوے گی کہ ذات جامع الکمالات حضرت احدیت کے  
 علم کے ساتھ اپنے محدود علم کو برابر جانتا اور اسکی ازلی ابدی قدرتوں کو اپنے مشاہدات  
 یا معلومات سے زیادہ نہ سمجھتا بہت برا اور نالائق خیال ہے جو ادب و تعظیم اور عجب  
 اور عبودیت کی حقیقت سے نہایت دور پڑا ہوا ہے لیکن میں ان خشک فلسفیوں کو جو  
 عشق الہی اور اسکی بزرگ ذات کی قدر شناسی سے غافل ہیں جہاں تک بھلا وقت عقلی  
 دمی گئی ہے بدلائل شافیہ راہ راست کی طرف منہ پیرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں دیکھتا ہوں

کہ انکی روحانی زندگی بہت ہی کمزور ہو گئی ہے اور انکی حیا آزادی اور صنف ایمانی بہت ہی  
 برا اثر انکے ارادت باطنی اور انکی دینی اولوالعزمی اور انکی اندوہی حالت پر ڈال رہا ہے  
 اور عجیب طور پر انہوں نے منکالت کو صداقت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ پھر ان فلسفیوں  
 کی فہمائش کے لیے لکھنے ۴۵ فرمایا ہے۔ کہ قانون قدرت کو کئی ایسی شے نہیں ہے  
 کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھہر سکے کیونکہ قانون قدرت خدا تعالیٰ کے ان  
 افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئے یا آئندہ آئینگے لیکن چونکہ ابھی خدا  
 تعالیٰ اپنی قدرتوں کے دکھانے سے تنہا نہیں گیا ہے اور نہ یہ کہ اب قدرت  
 نمائی سے بے زور ہو گیا ہے یا کسی طرف کو ٹھہک گیا ہے یا کسی خارجی قاصر سے  
 مجبور کیا گیا ہے اور مجبور آئندہ کے عجائب کاموں سے دستکش ہو گیا ہے اور ہمارے  
 لیے وہی چند صدیوں کی کارگزاری یا اس سے کچھ زیادہ سمجھ لو چھوڑ گیا ہے اس لیے سارے  
 عقلمندانہ حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اسپین ہے کہ ہم چند موجودہ مشہور  
 قدرتوں کو جن میں ابھی صدیوں کا اجمال باقی ہے مجبورہ قوانین قدرت خیال نہ کر  
 بیٹھیں اور اسپر نادان لوگوں کی طرح ضد بحیرین کہ ہمارے مشاہدات سے خدا تعالیٰ  
 کا فعل ہرگز متجاوز نہیں کر سکتا کیونکہ یہ صرف احقانہ دعویٰ ہے جو ہرگز ثابت نہیں کیا  
 گیا اور نہ ثابت کیا جاسکتا ہے۔ سمجھنا کہ مذہب نیچر کا نقیض نہیں ہے مگر یہ آپ  
 کیونکر ہم سے تسلیم کراتے ہیں کہ سب خواص نیچر پر انسان محیط ہو چکا ہے کیا اوسپر نیچر  
 دلیل بھی ہے یا نہ حکم ہی سے سد نہ بد کرنا چاہتے ہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر تجا  
 و مشاہدات جو آج تک قلمبند ہو چکے ہیں صحیح اور کامل ہوتے تو علوم جدیدہ کو قدم رکھتی  
 کی جگہ نہ رہتی حالانکہ آپ لوگ بھی کہا کرتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے  
 کھلا ہے میں سوچ میں ہوں کہ کیونکر ایسی چیزیں کامل اور قطعی طور پر مقیاس الصد اقت  
 بامیزان الحق ٹھہر سکتی ہیں جنکے اپنے ہی کچھ طور کا انکشاف میں ابھی بہت سی منازل

باقی ہیں اور اس سچ در سچ معنائے یان تک حکما کو خیر ان اور سرگردان کر رہا ہے کہ بعض  
 میں سے حقائق ہشیار کے منکر ہی ہو گئے (منکرین حقائق کا وہی گروہ ہے جسکو سوسٹاک  
 کہتے ہیں) اور بعض ان میں سے یہ بھی کہہ گئے کہ اگرچہ خواص ہشیار ثابت ہیں تاہم  
 وہ اسی طور پر ان کا ثبوت نہیں پایا جاتا بانی آگ کو بھادیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی ارضی  
 یا سماوی تاثیر سے کوئی جہنم پایکا اس خاصیت سے باہر آ جاوے آگ کو جلا دیتی ہے  
 مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجدیات اندرونی یا بیرونی سے اس خاصیت کو ظاہر نہ کر سکے  
 کیونکہ ایسی عجائب باقین ہمیشہ ظہور میں آتی رہتی ہیں حکما کا یہی قول ہے کہ بعض تاثیرات  
 ارضی یا سماوی ہزاروں بلکہ لاکھوں برسوں کے بعد ظہور میں آتی ہیں جن کا وقت  
 اور بے خبر لوگوں کو بطور غارتی عادت معلوم دیتی ہیں اور کبھی کبھی کسی زمانہ میں  
 ایسا کچھ ہو رہتا ہے کہ کچھ عجائبات آسمان میں یا زمین میں ظاہر ہوتے ہیں جو بڑے بڑے  
 فیلسوفوں کو حیرت میں ڈالتے ہیں اور ہر فلسفی لوگ ان کے قطعی ثبوت اور شائدہ سے  
 خیر اور متقدم ہو کر کچھ نہ کچھ تکلفات کر کے طبعی ماہیت میں انکو گہستہ دیتے ہیں تا ان کے  
 قانون قدرت میں کچھ فرق نہ آجائے ایسا ہی یہ لوگ ادھر کی ادھر لگا کر اودھنی باتوں  
 کو کسی علمی قاعدہ میں جبراً وہاں گنڈا رہ کر لیتے ہیں جب تک پر دار پھلی نہیں دیکھی گئی  
 تھی تب تک کوئی فلسفی اسکا قائل نہ ہوتا اور جب تک متواتر دم گئے کھنے سے دم کٹے  
 کتے پیدا نہ ہونے لگے تب تک اس خاصیت کا کوئی فلاسفر اقرار ہی نہ ہوا اور جب تک بعض  
 زمینوں میں کسی سخت زلزلہ کی وجہ سے کوئی ایسی آگ نہ بجلی کہ پتھروں کو گہلا دیتی تھی مگر  
 لکڑی کو جلا نہیں سکتی تھی تب تک فلسفی لوگ ایسی خاصیت کا آگ میں ہونا خلاف  
 قانون قدرت سمجھتے رہے جب تک اسپرٹ کا آئہ نہیں نکلا تھا کس فلسفی کو  
 معلوم تھا کہ عمل ٹرینیشن فنکشن آف بلڈ یعنی ایک انسان کا خون دوسرے انسان  
 میں داخل کرنا قانون قدرت میں داخل ہے پہلا اسفل سفر کا نام لینا چاہیے جو ایک

مشین یعنی بجلی کی کل نکلنے سے پہلے اس بجلی لگائے کے عمل کا قائل تھا۔

فلسفی راچشم حق بین محنت نامیثا بود۔ گرچہ بیکن باشد و یا بعلی سینا بود۔

یہ ثابت ہو چکا اور ہمیشہ شاہدہ میں آتا ہے کہ جو لوگ خواہ مخواہ قانون قدرت کے پابند کہلاتے ہیں وہ اپنی رائے میں بہت کچھ ہوتے ہیں اگر دس بیس معتبر اور محنت عقلمند اور انکے ہم رتبہ آدمی کوئی عجیب بات ہمیشی کے طور پر ہی بیان کر دیں مثلاً یہ کہہ دیں کہ ہم ایک پتر دار آدمی کو کچشم خود دیکھا آئے ہیں یا ایک پتھر میں سے شہد مترشح ہوتا ہم نے دیکھا کیا بلکہ کہا یا ہے یا آسمان سے ہم نے پھول بہتے دیکھے اور پھولوں میں سے سونا نکلا یا شاہد کوئی واقعہ صحیحہ ہی پیش آوے جیسے آجکل کے بعض اخباروں میں شائع کیا گیا ہے کہ یورپ کے ایک ملک میں ایک پتھر تیس دن درختی پر ساجس میں بندھا یاں ہی ملی ہوئی ہیں شاید اون کی ٹہیاں میں جو چاند کے کرہ میں رہنے والے ہیں تو نے انور ایک فلک سفر صاحب کے دل میں ایک دھڑکا سا شروع ہو جا بلوگا تو یہ دھڑکا اور اضطراب اس کم محنت کا اس کے نقصان عقل اور خضم پر پھر یہ شہادت دینا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر یہ باہر اسکا ظن ہے کہ چونکہ کسی قطعی ثبوت میں انسان کہی تردد نہیں کر سکتا مثلاً اگر کسی زندہ آدمی کو دس بیس آدمی ملکر یہ کہیں کہ تو زندہ نہیں بلکہ مرا ہوا ہے۔ تو اس قدر کیا وہ دس ہزار آدمی کی شہادت سچی اپنی زندگی سے شک میں نہیں پڑے گا بلکہ بے شمار سفوف خاص کا مجمع ہی اپنے حلقی گراہوں سے اسکو اضطراب میں نہیں ڈھے گا کیونکہ اسکو اپنی زندگی پر پورا پورا یقین ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ فلسفہ میں جو واقعی دانا ہیں وہ تجارب فلسفہ پر بہت ہی کم یقین رکھتے ہیں کیونکہ انکے معلومات وسیع ہیں اور انکو اپنے فلسفہ کی اندرونی حقیقت معلوم ہے۔

علامہ شارح قانون جو طیب حافظ اور بڑا بہاری فلسفی ہے ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے جو یونانیوں میں یہہ قصہ بہت مشہور ہیں جو بعض عورتوں کو چار و تین

عقیدہ اور ساتھ نہیں بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی ہے ہر علامہ ہر وضو ہر بطور  
 اس کے کہتا ہے کہ یہ قصبہ افترار پر محمول نہیں ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مختلف  
 افراد اور مہندب قوموں میں ایسے دعاوی ہرگز متروک نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ عورتوں  
 کو جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ زانیہ ہونے کی حالت میں اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کریں جس  
 سے اور یہی مدعی کہہ سکیں اور ہمیں اس بات کو پرہیز کرنا چاہیے کہ خواہ مخواہ ایسی تمام  
 عورتوں پر لانا کا الزام لگائیں جو مختلف ملکوں اور قوموں اور زمانوں میں ستور الحال  
 گزر چکی ہیں کیونکہ طبی قواعد کے رو سے ایسا ہونا ممکن ہے وہ یہ کہ بعض عورتیں جو  
 بہت ہی نادرا وجود ہیں باعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں کہ انکی ہنی و زوطا  
 موت فاعلی و الفاعلی رکھتے ہو اور کسی سخت تحریک خیال منہوت سر ہنیش میں اگر خود بخود  
 حمل ٹھہرنا موجب ہو جائے تو میں کہتا ہوں کہ ایسے قصبہ ہندوؤں میں ہی مشہور ہیں  
 سورج منی اور چاند منی جانداران کے انہیں قصوں پر بنیاد پائی جاتی ہے۔  
 غرض یہ خیال ہندوؤں میں بھی پراٹھا چلا آتا ہے یہاں تک کہ رک وید میں  
 کہا ہے کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دوتا کی ہی توجہ سے حمل ہو گیا تھا  
 اور ایسا ہی شمس و قمر سے ہی شرف آریہ کی پاک دھن لکھن کو حمل ہوتا رہا ہے اب  
 ان قصوں اور کہانیوں کو جو کثرت مختلف قوموں میں پائی جاتی ہیں ایک مرتبہ و رد  
 اور باطل سمجھ کر باہر اعتبار سے ساقط کر دینا حکیمانہ طریق نہیں ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر ان  
 قصوں کو انکے زواید سے الگ کر کے دیکھا جائے تو انکے نیچے وہی ایک دقیق خاصہ  
 علم طبعی کا چھپا ہوا نظر آتا ہے جسکی طرف علامہ نے اشارہ کیا ہے اور اس بات پر چند  
 نہیں کرنی چاہیے کہ اگر یہ بات کچھ حقیقت رکھتی ہے تو پھر عام طور پر کیوں وقوع میں  
 نہیں آتی کیونکہ اول تو یہ سوانح ایسے نادرا الوقوع نہیں ہیں جیسے آجکل کے نئے فلسفی  
 انکو خیال کر رہے ہیں بلکہ مختلف قوموں میں ان کے آثار مسلسل وارث چلے آئے

ہیں اگرچہ چیمبرائیوں میں تو صرف حضرت مسیح اس طرز کی پیدائش میں بیان کیے گئے ہیں لیکن یونانیوں اور آریوں کی کتابوں میں اس کی نظیریں بہت پائی جاتی ہیں۔ اور حال کے زمانہ اور اس کے قریب قریب ہی بعض ممالک کی عورتیں حملدار ہو کر اب کچھ بیان کرتی رہی ہیں اب ان سب قصوں کی نسبت گو کسی منکر کی گئی ہی رہے ہو مگر صرف ان کے نادرا وقوع ہونے کی وجہ سے سب نہیں کیے جاسکتے اور ان کے ابطال پر بھی دلیل فلسفی قائم نہیں ہو سکتی بلکہ اکثر نیاں فلسفی (آسمانوں کے ماننے والے) اور انہیں ہی سے افلاطون اور ارسطو ہی اس بات پر متفق ہیں کہ حادث چیزوں کی مبادی آسمانوں کی حرکتیں اور ان کے مختلف دورے ہیں۔ اسی جہت سے علمی اور عقلی چیزوں کی حکم اور حال مختلف ہے ہیں اور اسی بنا پر ان کے مذہب کے رو سے ممکن ہے کہ ایک دور میں ایسی عجائبات چیمبرائی یا عجائب شکلوں کے جائز پیدا ہوں کہ نہ تو دورہ سابق میں اور نہ دورہ لاحق میں انکی نظیر پائی جائے غرض نا دور الظہور اشیا کا سلسلہ اس وضع عالم کو لازمی پڑا ہوا ہے۔ اور علامہ موصوف نے اس مقام میں ایک تقریر بہت ہی عمدہ کہی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ سب انسان ایک نوع میں ہونے کی وجہ سے باہم متناسب الطبع واقع ہیں مگر ہر ہی اذن میں سے بعض کو نا دور طور پر کبھی کبھی کسی زمانہ میں خاص خاص طاقتیں یا کسی اعلیٰ درجہ کی قوتیں عطا ہوتی ہیں جو عام طور پر دوسرے میں نہیں پائی جاتیں جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ میں قوتیں سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے جو بطور خارق عادت ہی اور بعض کی قوت حافظہ یا قوت نظر ایسے کمال درجہ کو پہنچی ہے جو اسکی نظر نہیں پائی گئی اور اس قسم کے لوگ بہت نادرا وجود ہوتے ہیں جو صدہ یا ہزاروں برسوں کے بعد کوئی فرد ان میں سے ظہور میں آتا ہے اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور سے ہوا کرتی ہے اور یہی ہوتا ہے کہ عام لوگوں کی نگاہ میں جو باتیں کثیر الوقوع اور متواتر



الطہور ہوں وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مانی جاتی ہیں اور انہیں کی سچائی پر ہر  
 اعتماد ہوتا ہے اس لیے دوسرے امور جو نادراں وقوع ہوتے ہیں وہ بمقابلہ امور کثیر الوقوع کے  
 نہایت مفصل اور مشتبہ بلکہ باطل کے رنگ میں دیکھائی دیتے ہیں اس لیے جو امور عام کیا بلکہ  
 خاص کو ہی ان کے درمیان مشکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں سو بڑی غلطی جو حکما  
 کو پیش آتی ہے اور بڑی بیماری ٹھوکر جو اون کو آگے قدم رکھتے سو روکتی ہے یہ ہو کہ وہ ہر  
 کثیر الوقوع کے لحاظ سے نادراں وقوع کی تحقیق کے درپے نہیں ہوتے اور جو کچھ ان کے آتا  
 ہے اُسے ہیں انکو صرف تصور اور کہانیاں خیال کر کے اپنے سر پہ سے ٹال دیتے ہیں حالانکہ یہ  
 قدم سے عادت امر ہے جو امور کثیر الوقوع کے ساتھ نادراں وقوع عجائبات ہی کہی کہی ظہور  
 میں آتے رہتے رہتے ہیں اسکی تکلیف بہت ہیں جنکا حکم نامہ حسب تطویل ہے اور حکیم بقصر  
 نے اپنی ایک طبی کتاب میں چند چشم دید بیماریوں کا بھی حال لکھا ہے جو قواعد طبی اور تجربہ  
 طب کی رو سے ہرگز قابل علاج نہیں تھی مگر ان بیماریوں نے عجیب طور پر شفا کی جسکی نسبت  
 انکا خیال ہے کہ یہ شفا بعض نادراں تاثیرات ارضی یا سماوی سے ہے۔ اس جگہ ہم اس قدر  
 اور کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بات صرف نوع انسان میں محدود نہیں کہ کثیر الوقوع اور نادراں وقوع  
 خاص کا اس میں سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اگر غور کر کے دیکھیں تو یہ دوسرا سلسلہ ہر ایک نوع  
 میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً نباتات میں سے اک کے درخت کو دیکھو کہ کیا تلخ اور زہریلا ہوتا ہے  
 مگر کبھی نہ توں اور برسوں کے بعد ایک شجر کی نبات اس میں پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت شیریں  
 اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شخص نے اس نبات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدر میٹھی کو دیکھتا  
 آیا ہو بے شک وہ اس نبات کو ایک اسطیعی کی نقیض سمجھے گا ایسا ہی بعض دوسری نوع کی چیزوں  
 میں بھی دو درازہ صدمہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادراں ظہور میں آجاتا ہے۔ پھر اس مقدمہ  
 کو ختم کرنے کے بعد اصل اعتراض مخالفین کا یہ مجرہ شق القمر قانون قدرت کے مخالف ہونے کا  
 تاریخی حقائق میں اس پر شہادت پائی نہیں جاتی۔ یہ عقلی جواب دیا ہے اور بحوالہ متعدد

اسکا قاتل قدرت کے مخالف نہ ہونا ثابت کیا ہے اس کے بعد اسپر تار بجی شہادت کا ثبوت دیا اور پھر ہم نے کہا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے عام اور علاقہ طور پر یہ دعویٰ مشہور کر دیا تھا کہ میرے ماتھے پر معجزہ شق الفرو قوع میں آگیا ہے اور کفار نے اسکو چشم حوذ دیکھ ہی لیا ہے مگر اسکو جادو قرار دیا ہے اس دعویٰ میں بچے نہیں تھے تو پھر کیوں مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ میں تھے جنکو یہ خبر یوں گویا نقارہ کی آواز سے پہنچ چکی تھی چپ رہے اور کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مواخذہ نہ کیا کہ آپ نے کب جاندار کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا اور کب ہم نے اسکو جادو کہا اور اسکو قبول سے موافقہ پایا اور کیوں اپنے مرنے دم تک خاموشی اختیار کی اور سو نہ بند رکھا بے شک اس عالم سے گزر گئے کیا انکی یہ خاموشی جو انکی مخالفانہ حالت اور جوشش مقابلہ کے بالکل برخلاف تھی اس بات کا یقین نہیں دلاتی کہ کوئی ایسی سخت روک تھام تھی جسکی وجہ سے کچھ بول نہیں سکتے تھے مگر پھر ظہور سخاوت کے اور کون سی روک تھام تھی یہ معجزہ مکہ میں ظہور میں آگیا تھا۔ اور مسلمان ابھی بہت کمزور اور غریب اور عاجز تھے پھر تعجب یہ کہ انکے بیٹوں یا بھائیوں نے ہی انکار میں کچھ زبان کشائی کی حالانکہ اونپر وجہ و لازم تھا کہ اتنا بڑا دعویٰ اگر افترا محض تھا اور صدقہ کو سون میں مشہور ہو گیا تھا اس کے رد میں کتابیں لکھتے اور دنیا میں بحث لے اور مشہور کرتے اور جب کہ لاکھوں آدمیوں علیا یوں عربوں یہودیوں مجوسیوں وغیرہ میں سرور و گلشن کی کسی کو جرات نہ ہوئی اور جو لوگ مسلمان تھے وہ علاقہ شہر مدینہ آدمیوں کی سو برو چشم دید گو اسی دیتے رہے جسکی شہادتیں آج تک اس زمانہ کی کتابوں میں مندرج باقی جانی ہیں تو یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ مخالفین ضرور شق القمر شاہد کر چکے تھے اور رد و گلشن کے لیے کوئی ہی گنجائش باقی نہیں رہی تھی اور یہی بات تھی جس نے انکو منکرانہ شور و غوغا سے چپ رکھا تھا سو جب کہ اسی زمانہ میں کثرت مغللوں میں شق القمر معجزہ شیعہ ہا گیا مگر ان لوگوں نے غلبت رنہ ہو کر اس کے مقابلہ پر دم

بھی نہ مارا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کا چپ رہنا شق القہ کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے ابطال کی کیونکہ اس بات کا جواب مخالفین اسلام کے پاس کوئی نہیں کہ جس دعویٰ کا رد انہیں ضرور کرنا چاہیے تھا انہوں نے کیوں نہیں لکھا انحضرت کوئی معمولی درویش یا گوشہ نشین نہیں تھے تاہم عذر پیش کیا جائے کہ ایک فقیر صلح مشرب جس نے دوسرے مذہب پر کچھ حملہ نہیں کیا چٹم پوشی کے لائق تھا بلکہ آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عام مخالفین کا جہنمی ہونا بیان کرتے تھے اس صورت میں مطلق طور پر چوہوش پیدا ہونے کے موجبات موجود تھے۔ ماسوا کہ یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا کہ واقعہ شق القمر پر چوہوش کیسے کچھ زیادہ نہیں تھا ہر ایک دلالت کے لوگ اطلاع باجاہلین کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا قدر لغات اور کسی جگہ مطلع ماصاف اور پرغبار ہونا اور کسی جگہ ابر ہونا ایسا ہی کما اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہیں۔ اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اور عادت اس کے برعکس واقع ہوئی ہے کہ سرفقت آسمان کی طرقت نظر لگائی ہے بالخصوص رات کے وقت جو سونے اور آرام کرنا اور بعض مومنون میں انہیں بچنے کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی لکھتے ہیں کہ شق القمر کے واقعہ ہندوؤں کی سبب کتابوں میں بھی سفہادت پائی جاتی ہے مہا بہارت کو دہرم پر بیان پاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھیل گیا تھا اور وہ اس شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے پسوا مٹر کا معجزہ قرار دیتے ہیں لیکن پڑت دیانند صاحب کی سفہادت اور یورپ کے محققوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہا بہارت و غیرہ پڑان کچھ قدیم اور پڑائے نہیں ہیں بلکہ بعض پرانوں کی تالیف کو صرف آٹھ سو اور نو سو برس مہا ہے اب قرین قیاس

ہے کہ مہارہا ہتہ یا سکا واقعہ بعد شامہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا  
 لکھا گیا اور بسوا مصر کا نام صرف بیجا طور کی تشریف پر چیا کہ قدیم سے ہندون کی انج  
 بزرگون کی نسبت عادت ہر درج کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی سہرت  
 ہندون میں مولف تاریخ و شفقہ کی وقت میں ہی بہت کچھ پہل ہوئی تھی کیونکہ اس نے  
 اپنی کتاب کے مقالہ بار دوم میں ہندون سے یہ شہرت یافتہ نقل لیکر بیان کی ہے  
 کہ شہر و مار کہ جو قبل دریا کے پہنیل صوبہ مالوہ میں واقع ہے اب اسکو شاید مارانگری  
 کہتے ہیں دان کاراجہ اپنے محل کی چہت پر بیٹھا تھا ایک باہرگی اوس نے دیکھا کہ چار  
 دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اس راجہ پر پھیل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہو گیا اس ملک کے لوگ اوس کے اسلام کی وجہی  
 بیان کرتے تھے اور سرگرد و نواح کے ہندون میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا جس  
 بنا پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب میں لکھا۔ تہر حال جب آریہ دیس کے راجوں  
 تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ صاحبوں کے مہارہا تہ میں درج ہی ہو گئی  
 اور نہایت دیاخذ صاحب پر انون کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجھتے ہیں اور قانون  
 قدرت کی حقیقت بھی کھل چکی تو اگر اب بھی لالہ مرید پر صاحب کو شق القمر میں کچھ  
 مائل باقی ہو تو انکی سمجھ پر ہمیں بڑے بڑے ہندوس میں گئے۔

پہر صبح ۸ اریہ کے اصول تناسخ پر دل سپت بحث کی ہے پھر صفحہ ۹۱  
 سے ۱۰۰ تک اریہ کے اصول اعتقادات اور وید کی تعلیمات کے صحیح نہ ہونے پر بحث کی ہے  
 جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے

جو صاحب ان مباحث سو حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ اصل کتاب قیمت ۴۴ روپے  
 مصنف کے بتادیاں صنل گورداسپور میں مقیم ہیں طلب فرما کر ملاحظہ فرمادیں۔  
 اور جمیعت و حمایت اسلام تو بھی میں ہے۔ کہ ایک ایک مسلمان اس کتاب کے دس

دس سین میں نسخہ خرید کر ہندو مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ آمین ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اصول اسلام کی خوبی اور اصول مذہب اتریش کی برائی زیادہ شیعہ پراگشگی۔ اور اس سے اتریشیوں کی ان مخالفانہ کارروائیوں کو جو اسلام کے مقابلہ میں وہ کرتے ہیں روک ہوگی۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کی قیمت ہر دوسری تصانیف مرزا صاحب سراج منیر وغیرہ کے جلد چھپنے اور شائع ہونے کی ایک صورت پیدا ہوگی۔

تیسرے سنا ہے کہ ہر وقت تک سراج منیر کا طبع ہونا عدم موجودگی نہ کے سبب سراج المنوار میں ہے اور اس کے مصارف طبع کے لیے آمدنیت سر ترجمہ اتریش کا انتظار ہے۔

بات یہ ہے تو مسلمانوں کی حالت پر کمال افسوس ہے کہ ایک شخص اسلام کی حمایت میں تمام جہان کے اہل مذہب سے مقابلہ کے لیے وقف اور فدا ہو رہا ہے پھر اہل اسلام کا اس کاظم کی مالی معاونت میں یہ حال ہے۔ شاید ان خام خیالوں کو یہ خیال ہو گا کہ مرزا صاحب اپنے دس ہزار روپیہ کی جائداد جبکہ انہوں نے مخالفین اسلام کو مقابلہ پر الغام دینے کے لیے رکھا ہوا ہے فروخت کر کے صرف کر لین تو بیچ کر وہ انگوٹھی بدو دینگے ان کا واقعی یہی خیال ہے تو ان کا حال اور یہی افسوس کے لائق ہے۔ اس افسوس پر بھی انکا یہی حال رہا اور انہوں نے بہت جلد ”سر ترجمہ اتریش“ کو ہاتھ لیا تاہم انہیں مصارف طبع سراج منیر کے لیے روپیہ مہیا نہ کر دیا تو ہم کو ان کے حال پر پشیمو بہانا پڑے گا۔ اے خدا تعالیٰ تو ایسا نہ کر مسلمانوں کو دل بہت سماحت ہمدردی عطا فرما آمین ثم آمین۔

بقیہ مضمون

## نفع و تہاجر

(جو نمبر تین میں ناقص رہا ہے)

یہ بات محتاج ثبوت نہیں ہے کہ نفع و تہاجر باہمی تراحم کے مخالف ہے جبکہ اس آیت (نمبر ۴) میں معنی ارشاد ہے۔

(۵) اور خدا سے تقا کے لئے فرمایا ہے ”خدا کو پوجو اور اس کا شریک کسی کو نہ بناؤ“

واحد لله ولا تشركوا به شيئاً بالوالدین اور قرابت والوں - اور یتیموں - اور احساناً و بذی القربى و المیتى و المساکین و الجار ذی القربى و الجار الجنب المصلح بالجنب و اہل السبیل و ما ملکت ایمانکم ان الله لا یحب کان یغفلکم الخیر (مسلم ص ۷۰۶) اور غلاموں سے بلکہ غم مالک ہو جان کر و خدا اور ان سے خوش نہیں جو متکبر ہو اور فخر کرے۔

یہ حکم احسان الیسا عام ہے کہ منافق اہل ایمان تشراتیوں و مسلمانوں وغیرہ کے علاوہ کفار و کفار و کفار وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے و محتاج بیان نہیں ہے کہ تہاجر اس احسان کے مخالف ہے کیونکہ خوش خلقی سے کلام کرنا و خندہ پیشانی سے ملنا احسان کا اولی درجہ ہے۔

اس قسم کی بیسیوں عموماً قرآن میں جن سے عموماً اہل ایمان کے ساتھ (جن میں گنہگار مومن بھی داخل ہیں) پر و احسان کا حکم ہے جو نفع و تہاجر کے صریح مخالف ہے اور اس مضمون کی احادیث نبوی و آثارِ اسلامی بہت ہی کثرت سے وارد ہیں از انجملہ چند احادیث و آثار کی نقل پر اقتصار کیا جاتا ہے۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ اوپر رحم نہ کرے  
 عَنْ جَبْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ  
 لَا يَرْحَمُ النَّاسَ - (بخاری ص ۱۶۹ مشکوٰۃ ص ۲۱۳ مسلم) کرتا -

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ رحم والوں پر رحم کرتا  
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَرْحَمُ اللَّهُ رَحِمًا يَرْحَمُ رَحِمًا يَرْحَمُ رَحِمًا يَرْحَمُ رَحِمًا يَرْحَمُ رَحِمًا يَرْحَمُ رَحِمًا يَرْحَمُ رَحِمًا  
 فِي السَّمَاءِ - (ابوداؤد ص ۳۱۹ ترمذی ص ۵۱ جلد ۲) آسمان میں ہے -

اس مضمون کی احادیث اور بہت بہین جنہیں عموماً خلق خدا پر رحم کا حکم ہے کسی مسلمان  
 سے اسکی خصوصیت نہیں ہے بلکہ جس رحم کا ان احادیث میں ذکر ہے اس رحم کے  
 مستحق زیادہ تر وہی لوگ ہیں جو گناہوں کی بدامین مبتلا ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ نصف  
 تہاجر اس رحم کے مخالف ہو رحم کا مقتضی یہی ہے کہ انکو پیار سے ملین اور ملاحظت سے  
 انکو گناہوں سے نکالین - نہ انکو مٹرو اور مردود رہی دین پس جسکی مبتلا گناہ (مٹو  
 مسلمان گنہگار) سے نصف اختیار کر کے بے پرواہ ہوا اس پر ترس کہنا کہ اسکی بہت  
 کا طالع ہو ان احادیث کا جو خلاف کیا اس کا پورا پورا تردید کا قول ہے (مبصرہ جلد ۱) پھر  
 (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو مومنوں کو باہم رحم و محبت

عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحِمِهِمْ وَقَوَادِمِهِمْ وَقَطَافِهِمْ كَمَثَلِ  
 الْجَسَدِ إِذَا شَتَّى عَضُوهُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْسَّهْمِ  
 الْحَمِيِّ - (بخاری ص ۱۶۹ مسلم ص ۲۱۱ جلد ۲) جس کا ایک عضو دیکھے تو تمام

جسم اسکی بہر دی میں بے خرابی و بخار میں شریک ہوتا ہے -  
 پہلی دو حدیثیں عموماً خلق خدا پر رحم کو واجب کرتے ہیں اور یہ حدیث خاص کر مومنوں

(جنین ال معاصی ہی شال میں اور وہ زیادہ تر رحم کامل میں) کو باہم رحم و پیار کرنا اور  
کرتی ہیں اور باہم بغض و ہتا جیسے مانع ہیں۔

(۴۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین شے ہیں اور ہر مسلمان ان سے پرہیز کرے

کلامی حلال نہیں ہے۔ ایک دوسرے کو  
مٹا ہے تو ایک اور ہر سو ہندو پیڑ ہے دوسرا  
اور ہر آن دونوں سے اچھا وہ ہے  
جو پہلے سلام کرے

عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز لحدان یجوز احاک فوق  
ثلاث لیلات یتقین فیہ من ہذا رجوع من ہذا  
وہیں ہا الدنید بالسلام (بخاری ج ۱ ص ۱۲۷)

ایک روایت میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس نے  
تین دن سے اوپر ترک کلامی کی اور وہ  
مرگیا تو آگ میں داخل ہوا۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ہجر فوق ثلاث  
فانزل اللہ (احمد و ابوداؤد ج ۳ ص ۲۷)

اور ایک روایت میں فرمایا ایک برس تک بہائی سو ترک کلامی کرنا اس  
ہے۔ جیسے اس کی خزن ریزی  
کرنا۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ہجر احاک  
سنة فمحو کسفلہ منہ (ابوداؤد ج ۳ ص ۲۷)

(۴۸) اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ظن سے بچو ظن بڑی جہول  
بات ہو اور کسی کی ہنسی اور بدی تلاش  
نکو اور کسی کو ضرر دینے کے لیے  
کبھی چیز کے دام نہ بڑھاؤ اور اپنے پیار  
صدقہ دات۔ قطع کلامی (یا بدگوئی) نہ کرو  
اور خدائے بندے آپس میں بہائی

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
والظن فان الظن اکذب من الحدیث لا تخشوا  
ولا تجسسوا ولا تباخثوا ولا تحاسنوا  
لا تباغضوا ولا تباروا او کونوا عباد اللہ  
اخوانا بخاری ج ۱ ص ۱۲۷ مسلم ج ۱ ص ۱۲۷

مہو جاؤ۔

(۴۹) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا نے علم بھیجا ہے



عن عیاض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قال ان اللہ اوجی الی ان قواضی حتی  
لا یفر احد علی احد ریاض الصالحین  
(مسلم جلد ۲)

کہ تم آپس میں دوستی اختیار کرو اور ایک  
دوسرے پر غرور نہ کرے یعنی اپنے آپ کو  
اس سے اچھا نہ سمجھے  
(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ  
علیہ وسلم لا یدخل الجنة من کان  
فی قلبه مثقال ذرۃ من کبر فقال  
یصل ان الرجل یحب ان ینکون ثوبه  
حسنا وعلیہ حسنا قال اللہ تعالیٰ خیل  
یحبا بجمال الکبر بطاخن و غمط الناس  
تومدی جلد ۲ و مشکوٰۃ ص ۴۲ و مسلم ج ۲

فرمایا ہے بہشت میں نہ جائیگا جس کے دل میں ذرہ کی برابر تکبر ہوگا۔ کسی نے عرض  
کیا یا رسول اللہ یہ تو سب کوئی چاہتا ہی  
کر میرا کپڑا اچھا ہو اور میری جوتی اچھی ہو  
آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ یا جمال ہو و جمال  
(خوبصورتی) کو پسند کرتا ہی نہیں خوبصورتی  
تجبر نہیں ہے تجبر یہ کہ حق کے سامنے  
اتراوین اور لوگوں کو حقارت سے  
دیکھیں

من ابی ہريرة قال قال رسول صلعم  
المسلم اخو المسلم لا یخونہ ولا ینکبہ  
ولا یخذلہ کل المسلم علی المسلم حرام  
عرضہ مالہ ودمہ التقویٰ ہما بحسب  
المؤمن الشرائع یحقرا خاء  
(مسلم و ترمذی ص ۱۴ جلد ۲)

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہی  
نہ وہ اس کی خیانت کرے نہ اسی سے  
جھوٹ کہے نہ اسکو ذلیل کرے مسلمان کا  
مسلمان پر سہی کچھ (اگر وہ خون اریال)  
حرام ہے پر ہیزگاری کا محل دل پر انسان  
کو بڑا بر ہونے کے لئے یہی کافی ہے  
کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھو

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص کسی گناہ کے سبب دوسرے کو بڑا جانتا ہے اور  
اسکو بڑا سمجھ کر اس سے ترک کلامی کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس کی بہتر جانتا ہی اور

اور اس پر فخر کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اسکی مثل کسی گناہ کا مرتجب سمجھ کر اسکو ایک گناہ کے سبب مطلقاً برا نہ جانے اسکو اپنی مثل مبتلا گناہ سمجھ کر ترس کہائے اور پیار کے ساتھ شکو گناہ سے ہٹائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول جو نمبر (۲۱) پر منقول ہو گا ہمارے اس بیان کا بھی پورا موید ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باسلف صالحین نے کسی سے کسی گناہ کے سبب ترک کلامی کی ہے تو فخر و تکبر سے نہیں کی اور نہ اس اعتقاد سے کہ وہ شخص ایک گناہ کو سبب مطلقاً برا ہو گیا ہے اپنی ترک کلامی صرف نصیحت و مصلحت و ہدایت تھی چنانچہ ان احادیث کے جواب میں اسکی تفصیل ہو چکی ہے \*

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر چہم حق ہیں مے تو سلام کرنا۔ دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرنا۔ کچھ پوچھے تو

خیر خواہی کی بات کہنا۔ چھینک مار کر حمد رکھے تو رحمت کی دعا دینا۔ بیمار ہو تو کھانے پوچھنا۔ مرنے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا \*

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق المسلم علی المسلم ست اذا لقته فسلم صلیدہ و اذا عطش فحمد للہ فسمتہ و اذا مرض فعدہ فادامات فاتبعہ (مسلم ملاجلدا)

ان احادیث میں جو مومن اور مسلم

کا ذکر اور اس کے حقوق کا بیان ہے یہ گناہگار اہل ایمان کو بھی اپنے عموم سے شامل ہے جو شخص گناہگار اہل ایمان کو مذہب خوارج کا مقلد ہو کر وایرہ ایمان و سلام کے خارج کرے یا مذہب معتزلہ کے موافق انکے ایمان میں توقف کرے وہ ان دلائل کتاب و سنت کا جواب دے کہ وہ ہم مضمون "کفر و کافر" میں دشمن جلد چہارم بیان کر چکے ہیں \*

(۱۱) آنحضرت نے فرمایا ہے کسی نیکی کو ہٹا دینی تو ہزارہ سمجھو اور نہ ہین تو یہی عن ابی ذر قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سہی کہ اپنے بہائی (یعنی مسلمان) کو

لا تحقرن من المعروف شيئاً ولو ان تلقى  
احاثاً بوجه طلق صحيح مسند جلد ۲

خندہ پیشانی سے ملو۔

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس ایک شخص نے حاضر ہونا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اون دیا اور اس کے

آننے سے پہلے فرمایا کہ یہ شخص بُرا ہے

جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا تو آپ نے خندہ پیشانی

اور خوش خلقی سے اس سے بات کی وہ

چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا

کہ اسے حضرت پہلے تو آپ نے اس کی

نبت ایسا کہا اور جب وہ آیا تو اس سے

خندہ پیشانی دانیبا ط سے خطاب فرمایا۔

آپ نے جواب دیا کہ اسے عائشہ

تو نے مجھے بد خلق یا بد گو کہ پاپا ہے

قیامت کے دن سب سے جبرے درجہ

میں وہ شخص ہو گا جسکو روگ اسکو پہنچے یا

عن عائشہ ان رجلاً استاذن على

النبي صلى الله عليه وسلم فقال انك

له فبس اخو العشرة فلما جلس

تطلق النبي صلى الله عليه وسلم في وجهه

وانبسط اليه فلما انطلق الرجل قالت

عائشة يا رسول الله قلت له كذا وكذا

ثم تطلعت في وجهه فانبسط اليه

فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

متى عاهدتني فحاشا ان شر الناس

عند الله منزلة يوم القيمة من تركه

الناس اتقاهم شره - (بخاری ص ۵۹)

اسلم ص ۲ جلد ۲

بدگوئی سے بچنے کے لئے چھوڑ رکھیں۔

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر کو فرمایا ہے خدا سے ڈر جان

کہیں ہو اور بدی کے پیچھے پہلائی کو

لگا اس سے تو بدی کو مٹا دے گا اور

لوگوں سے اچھے خلق کے ساتھ میل

جول رکھ۔

عن ابی ذر قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم ما كنت واتبع السيئة الحسنة

تحميها وخلق الناس بخلق حسن -

(ابن ماجه والترمذی ص ۱ جلد ۱)

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان لوگوں میں ملا رہی اور

اور انکی تکلیف پر سہارا کرے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو ان سے جدا رہی اور انکی تکلیف پر سہارا نہ کرے \*

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جو خوش خلق ہے \*

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم الذی یخاطب الناس ویصبر علی اذلتهم افضل من الذی لا یخاطبہم ولا یصبر علی اذلتهم۔ (ترمذی) وابن ماجہ  
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیارکم اخلاصکم اخلاقاً (بخاری) وصلم ومشکوۃ

ان احادیث میں خوش خلقی کا حکم عام ہے متقی مسلمانوں سے مخصوص نہیں اور گناہگار اہل ایمان اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہیں بلکہ حدیث زہرا تو خاص کر ان ہی لوگوں کے حق میں ہے جو مسلمانوں کو تکلیف دیتے ہیں اور اس تکلیف دہی کے سبب وہ گناہگار ہوتے ہیں \*

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں ایک اعرابی نے آکر

بول کر دیا اور لوگ اسکے گرد ہوئے تو آپ نے فرمایا اسکا بول بند نہ کر و جب وہ بول کر چکا تو اسکو آپ نے نرمی سے سمجھایا اور لوگوں سے کہا کہ تم کو خدا نے آسانی کے لئے بھیجا ہے نہ مشکل ڈالنے کے لئے۔

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ قال قام اعرابی فبال فی المسجد ففتناہ لہ الناس فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوا وھر یقوا علی بولہ سجدوا من الماء او ذنوبا من ماء قاتما بعثم میسرین ولم یتبعوا معسرین (بخاری) مشکوۃ وغیرہ

کہ وہ ۱۰۰ روپے کا ایک روفو سمائے ساہو سارو گا کہ حدیث کا دعا سے حدیث کا دعا

عن عائشة قالت دخل رمضان اليهود  
على رسول الله صلى الله عليه وسلم  
فقد ادوا السام عليك ففهمتها فقلت  
عليكم السام واللعنة فقال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم مداديا عائشة  
فان الله يحب الرقيق في الامركة -  
(بخاری) وفي رواية قال يا عائشة  
ان الله تعالى رقيق يحب الرقيق يعطي  
على الرقيق ما لا يعطي على العنق <sup>۳۲۲</sup> وسلم  
وفي رواية عليك بالرفق وایاک  
والعنف <sup>۳۲۳</sup> والنخش <sup>۳۲۴</sup> مستلم ومشكوة  
وعن جرير من يحرم الرفق يحرم الخير  
(مسلم <sup>۳۲۵</sup> ومشكوة <sup>۳۲۶</sup>)

نے جواب میں کہا کہ تم ہی پر موت اور  
لعنت ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے ان کو سخت گوی سے منع کیا اور  
فرمایا اسے عائشہ نرمی کر خداوند تعالیٰ سے  
نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک حدیث میں  
ہے خدا تعالیٰ رقیق ہے وہ رقیق (نرمی)  
پسند کرتا ہے۔ نرمی پر وہ عنایت کرتا ہے  
جو سختی پر نہیں کرتا۔ ایک حدیث  
میں فرمایا اسے عائشہ نرمی اختیار کرے گویا  
سرخ اور بریر کی شہین جو نرمی و محروم ہونے پر  
سے محروم رہا۔ اور خطا ہے کہ جو لوگ  
بغض و تہا جزا اختیار کرتے ہیں ان کو  
مسلمان گناہگاروں کے ساتھ نرمی و  
آسانی نہیں ہوتی جب وہ ان سے بولیں گے سخت کہیں گے اور جب انکو دیکھیں گے  
قہر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپس میں درستی نماز و روزہ

صدقہ سے بہتر ہے اور آپس میں فساد  
دین کو مؤذ نے والا ہے اور ایک  
حدیث پیش میں فرمایا کہ حسد اور بغض جلی  
اشتون کی مرض تم میں چلی آئی میں بغض  
مؤذ نے والی چیز ہے میں یہ نہیں کہتا کہ

عن ابی الدرداء قال قال رسول الله  
عليه وسلم الا خيركم بافضل من  
درجة الصيام والصدقة والصلوة  
قال قلنا بلى قال اصلاح ذات البين  
وفساد ذات البين هي الحالقة -

راہِ بوداؤد والترمذی ص ۲۸۳ جلد ۲

وعن الزہری قال قال رسول اللہ صلیم علیہ وسلم  
الیکم دعا الامم قبلکم الحمد والبغضاء  
فی الحافۃ لا اقول تلحق الشجر لکن تلحق  
الدین راہِ الترمذی ص ۲۸۳ جلد ۲

بال کو مونڈتا ہے وہ تو دین کو مونڈ  
ڈالتا ہے۔

(۱۹) حضرت علی المرتضیٰ کا قول  
ہے۔ لوگوں میں ایسے ہو رہو جیسے  
پرنڈوں میں شہد کی مکھیاں ہیں

مکھو سہی پرنڈہ حقیر سمجھتے ہیں۔ وہ اگر جانیں جو اپنے پیٹوں میں برکت (شہد) ہو تو  
ان کو حقیر سمجھیں۔ تم لوگوں کے  
ساتھ زبانوں اور جسموں سے ملے رہو  
اور غلوں سے اور دلوں سے (بچنے  
اگر وہ بد عمل بد اعتقاد ہوں) جدار ہو  
ہر ایک کو اس کا بدلے گا جو اس نے  
کمایا۔ اور ہر شخص قیامت کے دن  
اس کے ساتھ ہو گا جس کو اس نے دل

عن علیؑ قال کونوا فی الناس کالنخلۃ  
فی طیرانہ لیس من الطیر شیء الا وہو  
یستضعفہا و یوعللہ الطیر ما فی  
اجوافہا من البرکۃ لم یفعلوا ذلک بہا  
خا اطو الناس بالنکمہ واجسادکم و  
ذایلوہم باعمالکم و قلوبکم فان اللعۃ ما  
اکتسب ہو یوم القیمۃ مع من احب (دارقطنی)

سے دوست رکھا یعنی اس کے دلی اعتقاد اور اعمال کو پسند کیا۔

(۲۰) حضرت ابو الذر اصحابی کا قول ہے ہم ایسے لوگوں سے ہنس ہنس  
باتیں کرتے ہیں جن سے ہمارے دل  
خوش نہیں ہوتے یا ان کو سخت کرتے  
ہیں۔

وینکر عن ابی الذر دعا انا لنکثر فی وجوہ  
اقوام وان قلوبنا لتلعنہم و تقلیہم  
(بخاری ص ۹۰۵)

راختم کہتا ہے وہ لوگ ایسے ہی ہوں گے جنہیں حضرت ابو ذر نے  
کوئی وجہ محبت نیائی نہ تھی ان کے مناسب حال بھیجیے ایسے لوگوں سے سوا  
صالحین کے مدارا نہ خوش خلقی و خندہ پیشانی سے بات کرنا ثابت ہو تو مسلمان

اہل معاصی سے مدارۃ و خوش خلقی و خندہ پیشانی سے بات کرنا کیون جائز نہیں ہو  
سلف صالحین کے خیال اور اس زمانہ کے متدینوں کے حال کی وہ رباعی کیا  
عمرہ حکایت ہے جو نصفہ (۱۳۷) منقول ہو چکی ہے :-

رشتہ دم کہ مروان را و خدا - آنخ

(۲۱) حضرت مسیح ارشاد فرمایا کرتے لوگو! ذکر الہی کے سوا بہت نہ بولا کرو

اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے  
اور سخت دل خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ پر  
تم کو علم نہیں ہوتا۔ اور تم لوگوں کو گناہوں کو  
ایسا نہ سمجھو کہ گویا تم خدا ہو (یعنی اپنے  
آپ کو گناہوں سے پاک اور گناہگاروں کو  
اصل جہنم سمجھنے والے) تم اپنے گناہوں کی  
طرف ایسا دیکھو کہ گویا تم بندے ہو (یعنی  
جو گناہ کرتے اور عذاب الہی سے ڈرتے

ہیں)

انه بلغه ان عيسى بن مريم كان يقول لا  
تكثروا الكلام بغير ذكر الله فتقسو  
قلوبكم فان القلب القاسر بعيد  
من الله ولكن لا تعلمون ولا تظنوا  
في ذنوب الناس كما تظنوا في انفسكم  
في ذنوبكم كما تظنوا في انفسكم  
مبتلى ومعا فادعوا اهل البلاد و  
احمدوا الله على العافيه -

(موطا امام مالك ۳۸۶)

تمام لوگ دو ہی قسم کے ہیں ایک مبتلا بگناہ۔ دوسرے گناہوں سے عافیت میں  
پس تم مبتلاؤں پر ترس کھاؤ۔ اور خود گناہوں سے عافیت میں ہو تو اس پر خدا کا  
شکر بجالاؤ نہ یہ کہ اپنی عافیت پر اتراؤ اور لوگوں کو حقارت سے دیکھو  
اور جہنمی بناؤ۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ ارشاد اس ارشاد آنحضرت صلیعہ کے

موافق ہے جو ابوہریرہ غفاری کو اپنے  
فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے عیوب معلوم ہوں

عن ابی ذر بن عذیبہ طویل قلت

او صلی رسول اللہ - قال لیخرجک عن

ما لعلم من نفساك -  
(شعب الایمان بیهقی ومشکوٰۃ ص ۲۸)

وہ سچے لوگوں کی عیب بینی سے روکیں  
ان ہی ارشادات انبیاء علیہم السلام مرجحہ ہے جو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو ان کے پیر نے فرمایا تھا۔ جسکو شیخ علیہ الرحمۃ نے رباعی ذیل میں بیان کیا ہے  
مرا پر دانائے مرشد شہاب دواندر زفر مودبر روئے آب  
یکے آنکہ بز خویش خود بین مباش دگر آنکہ بر غیر بد بین مباش  
آپنے اس ارشاد کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کا عمل ایسا تھا کہ آپ لوگوں کی کہلم کہلی اور چشم دید پڑائیوں سے چشم پوشی کر لیتے اور صرف انکے ایمان بیان پر حسن یعنی فرما کر اس برائی سے انکو بڑی کرتے۔

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ حضرت مسیح نے ایک دفعہ کسی کو چوری کرتے ہوئے  
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم رأى عیسی بن  
مریم رجلاً یسرق فقال له عیسی  
سرقت قال کلا والذی لا الہ الا هو  
فقال عیسی امنت باللہ وکذبت نفسی  
(صحیح مسلم ص ۲۶۵)

اس معاملہ میں علیہ السلام کی وجہ ہمارے خیال میں وہی اہل ایمان چرچن مٹی  
یہ ایسا ہی امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے جو ہماری نظر سے بعد تحریر توجیہ مذکور گذرا۔ آپ تو فرماتے ہیں  
قال القاضی ظاہر کلام صدق من حلف باللہ تعالیٰ وکذبت ما ظہر لی من ظاہر قہر  
فلعلہ اخذ ما لہ فیہ حق (اباذن صاحبہ اولم یقصد الغصب والا ستیلاء او ظہر لہ  
من مدد اللہ اخذ شیئاً فلما حلف لہ اسقط ظنہ ورجع عنہ) (شرح مسلم ص ۶۶)



ہے اور اپنے نفس پر بدگمانی۔ انہوں نے اس شخص کی تمام درگمہ توجید سے یہ سمجھا کہ جو ہم نے اس شخص پر چوری کرنے کا گمان کیا تھا وہ ہر گمان تھا۔ اس پر نیک گمان بھی ہو سکتا تھا کہ جس چیز کو اس نے لیا تھا اسکے لینے کا باجائز مالک یا اوزر وجد وہ سستی و مجاز تھا۔

یہ تو آپ کی اہل ایمان کے آگے فروتنی اور حسن اخلاقی ہے آپ نے خنزیر جیسے حیوانات سے خطاب کیا ہے تو اس میں بھی اپنی خوش خلقی اور حسن کلامی کو ترک نہیں کیا۔ جہین اہل ایمان کے لئے صاف ہدایت و نصیحت ہے کہ وہ اپنے ہم جنس انسان خصوصاً اہل ایمان سے تو خوش کلامی سے پیش آویں۔ ان کو خنزیر سے بدتر نہ سمجھیں۔ جیسا کہ آج کل متدینوں کا عمل ہے۔

موطائین یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم خنزیر کو بلے تو اس سے فرماتے تھے تو سلام یا سلامتی کے ساتھ نکل جا۔ کسی نے پوچھا آپ خنزیر کو ایسا فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا میں اس سے دربار ہوں کہ میری زبان سے کوئی بُری بات نہ نکلے۔

عن مالک عن یحییٰ بن سعید بن عیسیٰ بن مریم لقی خنزیرا فقال له السلام فقلت له فقال عیسیٰ بن مریم انی اخاف ان اعود لسانی المنطق بالسوء (موطائین ۳۸۷)

حضرت مسیح کا یہ قول کہ تم لوگوں کے گناہوں کو ایسا نہ بھجو کہ گویا تم رب ہو آج کل کے متدین اہل تباغض کے عین جب حال ہے وہ واقعی دوسرے گناہگار ان اہل ایمان کو ایسے غضب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا وہ خود خدا تھا رہیں اور انکو جہنم کے سوا کہیں جگہ نہ رہے۔ اور اپنے گناہوں سے وہ ایسے آنکھ بند کئے ہوئے ہیں کہ گویا وہ جنت کے مالک ہیں۔ ایسے خود مینوں کا مال اس شخص کا حال ہو جیسا کہ

اس حدیث نبوی میں ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص دوست تھے ایک بڑا عابد تھا  
 دوسرا کتا تھا کہ میں تو گناہگار ہوں وہ  
 عابد گناہگار کو گناہ سے روکتا تو وہ جواب  
 میں کہتا کہ تو مجھے میرے رب کے سپرد  
 کر ایک دن اسے اسکو ایک ایسے گناہ پر  
 پایا جسکو اس نے بہت بڑا سمجھا تو اس سے  
 منع کیا اسکے جواب میں گناہگار نے  
 وہی کلمہ کہہ کر کہا کہ کیا تو میرا محافظ ہے؟  
 اس پر اس عابد کو غیظ آیا اور اس کو اسکو  
 یہ کہہ دیا کہ قسم ہے تجھے خدا ڈبھائے گا۔  
 اور تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ خدائے  
 ان دونوں کی طرف ملک الموت بھیجا  
 اور انکو اپنے پاس بلا لیا اس گناہگار  
 کو تو فرمایا تو میری رحمت سے ہشت  
 میں داخل ہوا اور عابد کو کہا کہ تو میری  
 رحمت کو میرے بندے سے روک سکتا ہے  
 عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم ان رجلیں کانافی بنی اسرائیل  
 متحابین احدهما مجتہد فی العبادة  
 والاخر یقول مذهب ففعل یقول قصر  
 عما انت فیہ فیقول خلنی ودی حتی وجہ  
 یوما علی ذنب استغفر فقال اقصر فقال  
 خلنی ودی البعثت علی رقیبا فقال  
 واللہ لا یغفر اللہ لك ایداً ولا یدخلک  
 الجنة فبعث اللہ الیہما ملکا فقبض  
 ارواحہما فاجتمعا عندہ فقال  
 للمذنب الم یحفل الجنة برحمتی وقال  
 للاخر استطیع ان تحظر علی عبدی  
 رحمتی فقال لا یا رب فقال اذہبوا بہ  
 الی النار۔  
 (مشکوٰۃ بروایت احمد ص ۱۹۷)

اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اسکو جہنم میں لے جاؤ۔  
 ہمارے متدین بہائی اس حدیث کو عبرت کی آنکھ سے دیکھیں اور حضرت مسیح کی  
 اس نصیحت پر عمل کریں۔  
 بعض حضرات متدین اس خود بینی کے علاوہ غیر کے مبتلا بننا ہونے  
 پر خوش ہوتے ہیں اور اس بلا سے انکی مخلصی نہیں چاہتے۔ ان کے حال مال سہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں ڈرایا اور فرمایا ہے کہ تو  
 عن واثلہ بن الاسقع قال قال رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تظہر الشما تہ لا خیاف فیہ  
 اللہ ویبتلیک - ترمذی ص ۲

بستلا کرے گا۔  
 اس قسم کی احادیث و آثار اور بہت ہیں جن کے عموم  
 یا خصوص سے مسلمانوں پر عموماً اور گناہگار مومنوں پر خصوصاً رحم  
 اور اون سے خوش خلقی اور کشادہ پیشانی سے میل جول کی فضیلت  
 ثابت ہے جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل دین تراجم  
 و خوش خلقی و حسن معاشرت و طلاق چہرہ ہے نہ غضب و  
 بغض و ہجرت و بدگوئی و ترشش روی جو صرف ضرورت کے  
 وقت بعض مواقع میں سلف صالحین کی استعمال میں آئی ہے۔ اسی نظر سے  
 امام نووی نے اس طریق میل جول کو تمام انبیاء اور سلف صالحین  
 طریق شہیرا ہے چنانچہ کتاب ریاض الصالحین میں بصفحہ  
 ۲۱۶) فرمایا ہے۔

لوگوں سے میل جول رکھو۔ اور ان کے جمعہ جماعتوں اور نیک مجلسوں

میں اور ان کے ساتھ ذکر کی مجلسوں میں  
 حاضر ہونے اور ان کے پیاروں کی عیادت  
 کرنے اور ان کے جباروں میں شریک  
 ہونے اور ان کے محتاجوں میں احسان  
 کرنے اور ان کے نادانوں کو راستہ بتانے

الباب السبعون فی فضل الاختلاط  
 بالناس و حضور جمہم و جماعتہم و مشاہدہ  
 الخیر و مجالس الذکر معہم و عیادۃ مریضہم  
 و حضور جنائزہم و مواساة محتاجہم و  
 ارشاد جاہلہم و غیر ذلک من مصالحہم

لمن قدر على الاقرار بالمعروف والنهي عن  
 المنكر وقع نفسه عن الايداء وصبر  
 على الاذى اعلم ان الاختلاط  
 بالناس على الوجه الذي ذكرته هو  
 المختار الذي كان عليه رسول الله  
 صلعم وسائر الانبياء صلوات الله و  
 سلامه عليهم وكذلك الخلفاء الراشدين  
 ومن بعدهم من علماء المسلمين و  
 اخبارهم وهو مذهب اكثر التابعين و  
 من بعدهم وبه قال الشافعي واحمد  
 واكثر الفقهاء رضي الله عنهم  
 عنهم اجمعين - قال الله تعالى وتعاونوا  
 على البر والتقوى والايات في  
 معنى ذكرته كثيرة معلومة -  
 (مناظر الصالحين ص ٢١)

قول ہے \*

ایسے ہی اور نیک کاموں کے افضل  
 ہونے کا بیان - اس شخص کے حق میں  
 جو اچھی بات کا لوگوں کو حکم کری اور بری  
 بات سے منع کرے اور لوگوں کو تکلیف  
 رسائی سے نفس کو روکے - اور لوگوں  
 کی تکالیف اپنے نفس پر سہاری -  
 ایسے طور پر لوگوں سے میل جول ایسا  
 طریق ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم اور تمام انبیاء تھے ایسی ہی  
 خلفاء راشدین اور ان کے سوا اور  
 صحابہ و تابعین اور ان سے پچھلے  
 علماء مسلمین اور برگزیدہ صالحین -  
 اور یہی اکثر تابعین کا مذہب ہے اور  
 تبع تابعین کا اور یہی امام شافعی اور  
 اور امام احمد اور اکثر فقہاء کا

اس مذہب پر دلیل وہ آیت قرآن ہے جس میں ارشاد ہے کہ نیک کی اور  
 پرہیزگاری پر لوگوں کی مدد کرو - اور اسباب یقین سے آیات ہیں جو لوگوں کو  
 معلوم ہیں \*

رافضی کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم سے (کفار تھے خواہ مؤمنین  
 گناہگار) ملے جلے رہنا - ان سے جدا ہونا - اور ان کے جفاؤں پر تحمل کرنا اور

کمال خلق و ملاطفت و اخلاص و محبت سے ان کے ساتھ پیش آنا ایسا یقینی اور  
 پرہیزگار ہے جیسا کہ انبیاء کا وجود یا ان کی نبوت۔ جسمیں کسی مسلمان کو جو انبیاء  
 پر ایمان اور کتب سماوی خصوصاً قرآن مجید میں نظر رکھتا ہو شک و  
 تردید نہیں ہے \*

قرآن میں بہت سے انبیاء کا حال منقول ہے کہ ان کی قوم نے ان کو  
 زبان سے بُرا (مجنون کا ڈب وغیرہ) کہا مانتھوں سے مارنے کا قصد کیا بلکہ بعض  
 انبیاء کو قتل ہی کر دیا پھر بھی انبیاء نے ان کے جفا پر سہارا کیا اور یا قوم یا قوم  
 کہہ کر ملاطفت و خوش خلقی سے ان کو جواب دیا \*

صحیحین کی حدیث میں ایک نبی کے حال کی حکایت ہے کہ ان کو قوم نے

مار کر خون آلودہ کر دیا وہ اپنے پہرہ سے  
 خون پونچھتے اور یہ کہتے تھے کہ خدایا  
 میری قوم کو تو معاف کر وہ مجھے جانتے  
 رہتے ہیں \*

اس طریق انبیاء اولین و آخرین  
 اور سیرت سلف صالحین کو دیکھئے اور

عن عبد الله بن مسعود قال قال  
 انظر الى النبي صلى الله عليه وسلم  
 يمشي نبياً من الانبياء وضربه قومه  
 فادموه وهو يمسح الدم من وجهه  
 ويقول اللهم غفر لقومي فانهم لا يعلمون  
 (بخاری ص ۹۹ و مسلم)

ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور آثار سلف اور مذاہب و اقوال ائمہ  
 کی طرف خیال کرنے سے صاف طور پر اور آسانی سے یقین ہو سکتا ہے کہ  
 جو آیات قرآنیہ میں (جن سے اہل تباعض تمسک کرتے ہیں) ظالمون اور  
 کافروں سے محبت نکلتی اور بغض و بیزاری ظاہر کرنے کا حکم ہے وہ عام نہیں  
 ہے کہ ہر ایک کافر کو ہر ایک موقع و ہر حالت میں شامل ہو ایسا ہی جو احادیث  
 و آثار تمسک بہ ان حضرات میں انحضرت و صحابہ و تابعین کا بغض اہل معاصی

سے کام و سلام ترک کرنا پایا جاتا ہے وہ بھی ہر موقع و ہر شخص کے لئے عام  
عمل و نہ تھا۔ بلکہ اس حکم قرآنی اور عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
و صحابہ تابعین کے لئے خاص خاص مواقع اور خاص خاص محال تھے جو  
ان آیات قرآنی و احادیث کے جواب میں ضمن نمبر ۱ جلد ۸ و نمبر ۲ جلد ۹  
بیان ہو چکے ہیں \*

عام حکم اور عام طریق چسپاں گئے اور پچھلے انبیاء اور ان کے صالحین  
اتباع چلے آئے ہیں یہی خوش خلقی و حسن معاشرت اور ضبط و تحمل سے  
اشتغال اور کشادہ پیشانی سے کس و ناکس کی مدارا ہے \*  
پس جن لوگوں نے صرف بعض موقع پر بعض اشخاص سے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا سلف صالحین کی ترک کلامی پیش نظر رکھ کر عموماً  
بعض دہا جس کو دین پڑا ہے اور اس کے مقابلہ صد اعمال و خصوص  
قرآن و حدیث سے اکھ بند کر کے باہمی معفو و تراحم و خوش خلقی و ملاطفت و خند  
پیشانی کو بیدینی قرار دیا ہے۔ ان لوگوں نے تہوڑے حصہ قرآن و حدیث و آثار  
کو لیے لیا ہے اور اکثر حصہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اور آیت اقومون بینہ  
الکتاب و تکفرون ببعض اور وحفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء کا  
مورد و مصداق بن کر دکھایا ہے۔ عمننا اللہ و یا ہم و یاخذ بایذنا و یا ہم  
اجمعین \*

اس مضمون میں ہمارے اصلی مخاطب ہمارے عینی بہائی الہدیت  
پنجاب ایڈیٹر ہیں۔ اور انہی پر ہکو زیادہ افسوس ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل  
کرنے کے دعی اور قال اللہ و قال رسول اللہ سے شغل ہو کر اپنے عینی بہائیوں  
الہدیت (چھ ملاقاتی انخوان خفیہ و غیرہ اہل تقلید) سے صرف بعض جزئی امور پر

اور جیسے خطبہ جمعہ یا عیدین میں عربی عبارت کا ہندی زبان میں ترجمہ کرنا یا نہ کرنا  
 (و علیٰ ہذا القیاس) ملاقات و سلام و کلام ترک کر بیٹھے ہیں اور عیدین کی جماعت  
 علیحدہ کرتے ہیں اور اس مہاجرت اور علیحدگی کو کمال ایمان سمجھ بیٹھے ہیں۔  
 وہ اس خیال میں بیٹھے ہیں تو وہ ہم کو کم سے کم ایک آیت یا ایک حدیث  
 یا کسی صحابی یا تابعی کی ایک روایت ایسی دکھائیں جس سے صراحت  
 یا اشارۃً یہ ثابت ہو کہ ”خدا تعالیٰ کی رحمت سے اسکا غضب غالب ہے۔“  
 ولہذا وہ اپنے بندوں خصوصاً مسلمانوں کے باہمی بغض اور سر پہنول یا بھوٹ  
 میں (جب کاسب کسی کا کوئی ایک گناہ ہو) انکے باہمی تراجم و محبت سے (جس کے  
 اسباب و مقتضیات صد احسانات توحید اسلام۔ نماز روزہ وغیرہ میں) زیادہ  
 خوش ہوتا ہے ”یا یہ کہ“ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے پیروں کے نزدیک  
 جرئیات (کوئی عمل نیک یا بد) اصول ہیں۔ اور کلیات (ایمان و عقاید اسلام)  
 فروع ہیں ولہذا انکے نزدیک جرئیات (ایک آدھ گناہ) کی رعایت کلیات  
 (ایمان اسلام اہمات حسنات) کی رعایت سے مقدم ہے۔ ”یا یہ کہ“ شخص  
 سے اس کے کفر یا فسق کے سبب بہر حال بغض و مہاجرت واجب ہے کسی سے  
 عفو و مسامحت و مداراۃ جائز نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 و انبیاء و سابقین اور ان کے اتباع و سلف صالحین نے کسی گناہگار کے ساتھ  
 عفو و مسامحت و خلق و مداراۃ کا معاملہ نہیں کیا، ”یا یہ کہ“ بعض لوگوں سے  
 بعض منکرات کے سبب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ و تابعین نے  
 ترک کلامی کی ہے وہ صرف ظاہری طور پر اور بنظر تنبیہ و ہدایت و مصامت  
 وقت نہ تھے بلکہ وہ ترک کلامی دلی بغض و عداوت کے سبب سے اور بطور حدود  
 عقوبت تھی۔ آنحضرت اور ان کے پیروں نے ان لوگوں کو ان منکرات کے

سبب اسلام سے خارج کر کے محض بغض و عقوبت کے لائق سمجھا تھا۔ انہی  
کسی نیکی ایمان و اسلام کو لحاظ نہ کیا کہ ان کو لائق عفو و مسامحت نہ  
جانتا تھا۔

جب تک وہ ان مضامین سے کوئی ایک مضمون کسی آیت یا حدیث  
یا قول صحابی یا تابعی سے ثابت نہ کریں گے وہ انحضرت یا صحابہ و تابعین یا  
ائمہ مجتہدین کے کسی موقع کی ترک کلامی سے اپنے بغض و تہاجر کے جواز پر استدلال  
نہیں کر سکتے۔

ان آیات سے وہ استدلال کرینگے تو غلط وہ اس کلام کے جواہر ان  
آیات کے جواب میں کر چکے ہیں ان آیات کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ وہ آیات عموماً  
بین جنکے مخالف و معارض اور عموماً بھی موجود ہیں جو بغض و تہاجر کے مخالف جب  
ترجم و ملاحظت کے ثبوت ہیں۔ پھر دونوں قسم کے عموماً کی تطبیق سے جو تنویع سے  
ہو سکتی ہے وہی بات ثابت ہوگی جو چاہئے کہی ہے کہ حکم مہاجر و ترک کلام و  
سلام عام حکم نہیں ہے۔

ساور اگر وہ کسی خاص واقعہ سے (جس میں انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم یا صحابہ و تابعین سے ترک کلامی پائی جاتی ہے) استدلال کریں گے تو اسکے

تنویع کو لغوی معنی قسم نہ ہو۔ اصولیوں کی اصطلاح میں تنویع یہ ہو کہ دو عاموں کو ایک  
عام کو بعض افراد کو مخصوص کریں۔ اور جو بعض افراد کو یہ شلہ جن مخصوص ہیں کفار و کفری کی  
ممانعت اور جو انہیں کفار و کفریوں کو ماراویں جو مسلمانوں کی شادی نہ اور جن مخصوص ہو کفار کی  
دوستی کا جواز نکلتا ہے ان میں کفار سے وہ کافر واد قرار دیں جو مسلمانوں کی حسن میں  
ہوں اس تنویع سے دو متعارض عاموں میں تطبیق کرنا کتب اصول میں بیان ہوا ہے۔ چنانچہ  
مسلمین کہتے ہیں فی العا میں بالتنویع۔



مقابلہ میں وہ خاص واقعات پیش کئے جائینگے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کی مرتجبین منکرات سے ملاطفت اور حسن اخلاقی ثابت ہوتی ہے۔ (چنانچہ کتب بن مالک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کی ترک کلامی کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاقل بن ابی بلتعوسے باوجود ارتکاب جاسوسی و مخبری کے ملاطفت سے پیش آنا اور حضرت عمرؓ کو ان کی مزاحمت و سختی سے روکنا ہم پیش کر چکے ہیں) (دیکھو رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۳ جلد ۹ صفحہ ۹۰) اور حضرت ابن الزبیر سے حضرت عائشہ کی ترک کلامی کے مقابلہ میں حضرت ابن الزبیر کا یہ قول کہ حضرت عائشہ کو مجھ سے ترک کلامی حلال نہیں ہے۔ اور خود حضرت عائشہؓ اس فعل پر افسوس و ندامت ہم پیش کر چکے ہیں (دیکھو اشاعت السنۃ جلد ۹ صفحہ ۸۶) (و علیٰ ہذا القیاس) اس سے بھی وہی بات ثابت ہوگی کہ یہ ترک کلامی عام حکم نہیں ہے بلکہ بعض مواقع اور بعض حالات سے مخصوص ہے۔

الحاصل ان عموماً قوانینہ اور واقعات خاصہ سے (جنگے مقابلہ و معارضہ میں دوسری عموماً اور واقعات ثابت ہیں) ان کا خیال و مقال بہرگز ثابت نہوگا جب تک کہ وہ ان عموماً و واقعات کے ساتھ ان مضامین کو بھی ثابت نہکریں گے جنکا ثبوت ہم نے طلب کیا ہے۔ اور بلا اثبات مضامین معروضہ بالا انکا اپنے معمولی بغض و تہاجر کو (جسکی تشریح ہم اشاعت السنۃ نمبر ۱ جلد ۸ میں بصرفہ ۳۴۴ کر چکے ہیں) وین تویم و صراط مستقیم نہرانا اور اس کی تائید و ثبوت میں بن سحرؓ سوچے الفاظ قرآن احادیث و آثار کو ماتھے مارنا بجز اس کے کسی امر کا ثبوت نہوگا کہ ان کو قرآن و حدیث سے بجز اوراق گردانی اور الفاظ خوانی کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم حسبہ اللہ و نصیحتہ لخلق اللہ ان کی خدمت میں بڑے اوبے انحرار سے ملتس ہیں کہ آپ بھی وہ غور و تامل و فہم و فکر سے کچھ کام لیں اور

ان آیات و احادیث و آثار کو جو ان کے متمکات کے مواضع میں ہم نے پیش  
کئے ہیں اور ان کے نظائر کو جو قرآن و کتب حدیث میں اور بہت کثرت سے موجود  
ہیں انصاف سے دیکھیں اور جانیں گے دلائل کا میزان عدل میں موازنہ  
کرین اور ان میں تطبیق و توفیق کی صورت نکالیں۔ اس غور و تامل و فہم انصاف  
و موازنہ و تطبیق کے بعد امید ہے کہ وہ اپنی معمولی تباعض و تہاجر کو چھوڑ دیں گے  
اور آپس میں ترک سلام و کلام وہ اسی حد تک اور اسی غرض سے کریں کہ جس  
حد تک اور جس غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین و حبابہ  
تابعین نے کی تھی (جو ہم اشاعت السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۸ میں صفحہ ۵۶ و ۵۷ و  
صفحہ ۳۶۲ و نمبر ۳ جلد ۹ صفحہ ۸۶ وغیرہ عرض کر چکے ہیں)۔

ہمارے علاقائی بہائی خفیہ و غیرہ مقلدین اہل سنت بلکہ اہل تشیع وغیرہ  
اہل اسلامی ملت بھی ہمارے خطاب کے احاطہ سے خارج نہیں ہیں۔  
ان لوگوں کے حق میں جو ہم اپنے عینی بہائیوں اہل حدیث  
سے جانتے ہیں وہ ہم نمبر ۱۲ جلد ۸ اور نمبر ۳ جلد ۹ میں عرض کر چکے ہیں کہ  
”وہ کسی اسلامی فرقہ کو (اہل سنت کہلاتے ہوں خواہ اہل بدعت) دین سے  
خارج نہ سمجھیں اور ان سے بغض و عداوت اختیار نہ کریں۔ گو ان کے بعض  
عقائد و اعمال کو بڑا سمجھیں اور خصوصاً خفیہ و شافعیہ وغیرہ کو تو وہ اپنی مثل  
اہل سنت سمجھیں ان کو بدعتی و مشرک کہنے سے احتراز کریں۔ چنانچہ ان کے  
پیشوائے طریقت اور امام مذہب حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ ایضاً اہل حق  
میں وصیت فرماتے ہیں۔“

اس مقام میں علاوہ بران ہم یہ کہنا بھی ضروری اور اپنا  
منصبی فرض جانتے ہیں کہ ہمارے اہل حدیث بہائی اپنے علاقائی بھائیوں

حنفیہ کو (جو ان کے ہم وطن وہم جو اہلین) اسی محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے  
اپنے عینی بھائیوں اہل حدیث کو دیکھتے ہیں اور ان کے اکابر مذہب  
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اکابر اتباع کو اسی عظمت کی نگاہ  
سے دیکھتے ہیں جس نگاہ سے وہ اپنے اہل حدیث امام بخاری و امام مسلم وغیرہ  
کو دیکھتے ہیں گو ان میں ان میں بعض فروعات جزیرہ یمن و اہل یمن و قرآن  
فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں فرق ہے۔

ہمارے تین مزاج بہا ہی جو اصول و فروع مذہب سے بے خبر ہیں اور صرف  
سنی شاعری باتوں پر ایمان لاکر حنفیہ کی بدگوئی اور ان کے ائمہ مذہب سے بدظنی کے  
خوگیر ہیں ہماری اس ناصحانہ التماس کو نہ کرے کایک چونک پڑیں گے اور حیرت و تعجب  
سے کہیں گے کہ ”صاحب اشاعت السنۃ“ نے یہ کیا غضب ڈالیا ہے کہ اہل حدیث  
اور مقلدین حنفیہ کو کچان کر دیا۔ اور امام ابو حنیفہ کو امام بخاری کا ہمسر بنا دیا۔  
”گیا آسمان و کجا دیہان“ ہم لوگ حدیث پر عامل اور حنفیہ مقلدین حدیث کے تارک  
بلکہ منکر۔ اور امام بخاری علم حدیث میں امام اور امام ابو حنیفہ قلیل الحدیث بالکلام  
حتیٰ کہ ان کی نسبت ہماری جماعت میں مشہور ہے کہ ان کو صرف ”تشریح حدیثیں“  
پہنچی ہیں“ ولیکن اگر وہ صبر و تحمل سے ہماری پورے مضمون کو پڑھیں گے تو  
اپنے اس تعجب پر افسوس کریں گے۔ اور اپنے ان خیالات کو جو حنفیہ اور اہل کے امام  
مذہب کی نسبت وہ رکھتے ہیں افترا و ہتانات سمجھیں گے اور ہماری وصیت کو افراط  
و تقصیر سے بری اور عین انصاف پر مبنی خیال کریں گے۔

نصیحت و اذیت و محبت و اہل حدیث کے ہمارے مقصود یہ نہیں ہے کہ مقلدین حنفیہ  
اور اہل حدیث اپنے فروعی مذہب اور حدیث صحیح پر عمل کرنے میں مساوی ہیں۔ بلکہ  
اس سے ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ اہل حدیث اور مقلدین حنفیہ اصول عقائد میں

متفق ہیں گو بعض فروع میں مختلف ہیں۔ ان فروع میں اختلافیہ میں بھی ان سب کا اصل اصول ایک ہے۔ مقلدین حنفیہ بھی اپنے فروع میں ویسا ہی اتباع قرآن و حدیث کو پیش نظر رکھتے ہیں جیسا کہ عالمین بالحدیث، گو ان میں ان میں یہ فرق ہو کہ وہ بواسطہ مجتہدین قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں یہ بلا واسطہ +

(۳) جن احادیث پر مقلدین عمل و اتدلال کرتے ہیں وہ غالباً انہی لوگوں کے نزدیک صحیح یا لائق عمل ہیں۔ اور احادیث معمول بہا الحدیث غالباً فریقین کے نزدیک صحیح و لائق عمل ہیں

(۴) قرآن و حدیث سے کسی مسئلہ کی دلیل نہ ملنے کے وقت وہ محض تقلید ائمہ پر اکتفا کرتے ہیں یہ اس وقت بھی کسی کی تقلید نہیں کرتے اپنی رائے سے اباحت و تنزیہ وغیرہ پر عمل کرتے ہیں۔ ایسا ہی اور وجوہ فرق ہیں جن سے کوئی متصف مزاج یہ نہیں خیال کرتا کہ حنفیہ قرآن و حدیث سے متمسک نہیں ہیں اور ان کا اصل اصول الحدیث کو اصل اصول کے مخالف ہے۔

ملنے حنفیہ میں بعض لوگ ایسے ضعیفی اور ہٹ دھرم ہیں جن پر بعض احادیث کی صحت ثابت ہو جاتی ہے اور اس میں دعوے نسخ یا تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ومعینا وہ حدیث پر عمل کرنے کو ہڑاجاتے۔ اور حدیث کے مقابلہ میں تقلید کو واجب سمجھتے ہیں ایسے حنفیہ ہماری بحث و خطاب سے خارج ہیں۔ بلکہ خود متصف حنفیہ ان کو خارج از بحث سمجھتے ہیں چنانچہ ہمارے زمانہ کے متصف مزاج حنفی مولوی محمد عبدالحی صاحب لکھنوی (جنکو ہم اسی محبت و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کو اپنے گروہ اہلحدیث کے اعیان و اکابر کو دیکھتے ہیں اور اپنے گروہ کو ان فوج افواج پر جو ان کو ناظم الفاظ اہل بدعت وغیرہ سے یاد کرتے ہیں سخت نفوس

کہتے ہیں اپنے رسالہ فوائد بہیمہ فی تراجم الحنفیہ کے صفحہ ۲۹ میں امام عصام بن یوسف شاگرد امام ابو یوسف کے نماز میں رفع الیدین کرنے کی روایت نقل

کر کے فرماتے ہیں۔ کہ اس روایت سے

معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ میں

اپنے امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل

مذہب مخالف چھوڑ دے تو وہ اسکی

تقلید سے خارج نہیں ہوتا۔ بلکہ اس

ترک مذہب میں (بہین دلیل قوی پر

عمل کیا جائے) عین تقلید مذہب پائی

جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا

عین ارشاد امام ہے) دیکھو امام

عصام بن یوسف مسئلہ رفع الیدین میں

امام ابو حنیفہ کا مذہب چھوڑ دیا۔ اور

باوجود اس کے وہ حنفیوں میں شمار

ہوتے ہیں۔ اسی کا موید یہی جو ہمارے

معتبر اہل فتاویٰ نے نقل کیا ہے۔ کہ

امام ابو یوسف نے ایک دن مسئلہ طہارت

قلتین میں امام شافعی کے قول پر عمل

کر لیا تھا۔ پس ہمارا حکم (یا فریاد) اپنی

زمانہ کر جاہلون کی طرف سے خدا کی جناب میں ہے۔ کیونکہ وہ اس شخص کو جو بلحاظ

قوت دلیل کسی مسئلہ میں اپنے امام کی تقلید ترک کرے طعن کرتے ہیں اور اسکو اس کے

و یعلم ایضاً ان الحنفی لو ترک فی مسئلۃ

مذہب امامہ لقوۃ دلیل خلافہ

لا یخرجہ عن رقبۃ التقليد بل هو عین

التقليد فی صورتہ ترک التقليد لا تری

الی ان عصام بن یوسف ترک مذہب

ابی حنیفۃ فی عدم الرفع ومع ذلک

هو معدود فی الحنفیۃ ویؤید ما حکاہ

اصحاب الفتاوی المتعدۃ من اصحابنا

من تقلید ابی یوسف یوما الشافعی

فی طہارۃ القلتین والی اللہ المشتک

من جہلۃ زماننا حیث یطعون علی من

ترک تقلید امامہ فی مسئلہ واحدۃ

لقوۃ دلیلہا ویخرجونہ عن مقلدہ

ولا عجیب عنہم فانہم من العوام انما

العجب من تشبہہ بالعلماء و

یمشی مشیمہم کا الانصام۔

(فوائد بہیمہ)

مقلدون سے نکال دیتے ہیں۔ ان کے اس فعل پر کیا تعجب ہے وہ تو عامی ہی ہیں تعجب تو ان لوگوں سے آتا ہے جو علماء بن بیٹھے ہیں اور جاذبوں کی طرح اون جابلوں کی چال چلتے ہیں۔“

ولیکن یہ یاد رہے کہ ایسے ضدی حنفی اس ملک میں بہت کم ہیں ان کو سب کل حنفیہ بذنام نہیں ہو سکتے۔

ایسا ہی نصیحت مساوات تعظیم ائمہ سے چار مقصود یہ ہیں ہر کہ وہ سب ایہ جملہ کمالات و صفات میں مساوی ہیں۔ ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ وہ سب واجب التعظیم ہونے میں مساوی ہیں۔ گو بعض کمالات سے بعض ائمہ کو مزید خصوصیت ہے جیسے کثرت حدیث سے امام بخاری وغیرہ ائمہ حدیث کو خصوصیت ہے اور مزید قوت استنباط و اجتہاد سے امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ فقہاء کو و علی ہذا المقیاس \* اور اس تفاوت صفات و خصوصیات سے کیسی تعظیم کے وجوب میں فرق نہیں آتا۔ اس تفصیل مقصود سے ہماری نصیحت انصاف پر مبنی ہونا ثابت ہوا۔ اور اس کے ضمن میں یہ بھی بیان ہوا کہ عموماً حنفیہ کو تارک یا منک حدیث کہنا محض افتراء ہے۔ اور اس کا تفصیلی ثبوت جلد اول ضمیمہ ۱۰۱۲ میں موجود ہے جس کا خلاصہ رسالہ نمبر (۵) جلد (۹) میں منقول ہے۔

رہا ہمارے پہاٹیوں کا یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہ قلیل احادیث ہیں اور ان کو صرف ترویج حدیثین پہنچی ہیں۔ اس کا پہلا حصہ تو مصنفین حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے وہ صاف تصریح کر چکے ہیں کہ سچے ائمہ مجتہدین امام شافعی امام احمد بن حنبل اور ائمہ محدثین کی نسبت امام ابو حنیفہ کو احادیث کم پہنچی ہیں۔ امام شافعی کتاب میزان صفحہ ۷۷ وغیرہ میں کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو وقت حدیثین جمع نہ ہوئی تھیں اس لئے حدیث ان کو کم ملی۔ دوسرے اماموں کے وقت

حدیثین جمع ہو گئیں تو ان کو زیادہ مدیر آئیں جسکو ہمارے زمانہ کے منصف حنفی مولوی عبدالحمید صاحب لکھنوی نے اپنی کتاب النافع الکبیر کے صفحہ (۱۸) میں نقل و تسلیم کیا ہے اور یہ سب عبارتیں ہمارے ضمیر اخبار سفینہ مطبوعہ ۱۳۲۳ء میں منقول ہیں۔

مگر اس کا دوسرا حصہ محض افتراء ہے جسکا منشا ان لوگوں کی بے علمی و نا فہمی ہے۔ اس امر کا کوئی اہل عقل قائل نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں صحیح پہنچی تھیں۔

ان لوگوں کے اس افتراء کا منشا یہ ہے کہ ابن خلدون حضری نے اپنی تاریخ العبرین کہا ہے (جسکو نواب صاحب بہوپال نے اپنے رسالہ حطہ میں بصفوہ ۳۴ نقل کیا ہے) کہ امام ابو حنیفہ کی روایت حدیث سترہ تک پہنچی ہے۔

جسکے صحیح سمجھنے یہ ہیں کہ جو حدیثیں امام ابو حنیفہ نے لوگوں کو سنائیں اور روایت کی ہیں انکی تعداد سترہ ہے اس سبب ہمارے

فایو حنیفہ نہ یقال بلغت ردایۃ  
الی سبعة عشر حدیثا و نحوہ -  
رتا بنی ابن خلدون حطہ

ہے علم بجا یوں نے یہ سمجھ لیا کہ جو حدیثیں امام ابو حنیفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچی ہیں ان کی تعداد سترہ ہے اور ان بیچاروں نے یہ سوچا کہ ایک شخص کا لوگوں کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو روایت کرنا اور امر ہے اور اس کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حدیث کا پہنچنا دوسرا امر ہے۔ انہوں نے امر اول کو امر دوم سمجھ لیا اور لوگوں یہ سنایا اور سمجھایا کہ ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی تھیں۔ ان کے اس افتراء کا جواب خود ابن خلدون کی اسی کلام میں موجود ہے جسکا ایک ٹکڑا یہ حضرات نے بھاگوں ہیں کلام سابق کے متصل ہی ابن خلدون نے کہا ہے (چنانچہ حطہ میں بھی

وقد تقول بعض المفضين المتعسفين  
الى ان منهم من كان قليل البضاعة في  
الحديث فلماذا قلت رواية ولا  
سبيل الى هذا المعتقد في كتاب الايمه  
لان الشريعه اتواخذ من الكتاب  
والسنة ومن كان قليل البضاعة  
من الحديث فيعين عليه طلب رواية  
والجهد والتشمير في ذلك لياخذ الدين  
عن اصول صحيحه ويتلقى الاحكام عن  
صاحبها المبلغ لها وانما قل منهم من  
قل الروايه لاجل للطاعن التي تقتضيه  
نيها والعل التي تعترض في طرقها سيما  
والجرح حتم هذا الاكثر فيو ديه الاجتهاد  
الى ترك الاختباء يعرض مثل ذلك  
فيه من الاحاديث وطرق الاسانيد  
ويكثر ذلك فتقل روايته لضعف  
في الطرق -

(تاريخ ابن خلدون وخطه)

روایت میں کمی ہوئی +

بصفر ۴۴ منقول ہے) کہ بعض دشمنوں اور ظالموں نے یہ کہو اس کی ہے کہ ائمہ  
مجتہدین سے جس نے روایت  
حدیث کم ہے اس کی بضاعت علم  
حدیث میں کم تھی (یعنی اس کو  
حدیث کم پہنچی تھی) اسی لئے اُس نے  
روایت بھی کم کی۔ اور درحقیقت  
اکابر ائمہ کی جناب میں ایسے (بدر)  
اعتقاد کو کوئی راہ نہیں ہے۔ کیونکہ  
شرعیات تو کتاب و سنت سے لی جاتی  
ہے پھر جس امام شریعت کی علم حدیث  
میں پونجی کم تھی اس پر واجب تھا کہ اسکی  
طلب و تحصیل میں کوشش کرتا تاکہ  
صحیح مہول سے دین کو اخذ کرتا۔ ان  
ائمہ سے جس نے روایت حدیث کم  
لی ہے اُس نے امور دین کے سبب  
جو صحت حدیث پر عارض ہوئے ان روایت  
حدیث کم کی ہے اس کا اجتہاد احادیث  
حل اعتراض کے ترک روایت پر  
باعث ہوا ہے اسی وجہ سے انکی نقل

راقم کتابہ ابن خلدون نے جو اس قلت روایت کی علت بیان کی ہے۔ اس سے کہو



اتفاق نہیں ہو چنانچہ ضمیمہ صفحہ نمبر ۱۱ مطبوعہ ۱۸۶۸ء میں ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہیں (ہمارا اتفاق ابن خلدون کی اہانت سے ہے کہ امام ابوحنیفہ کے کثرہ احادیث روایت کرنے سے ہم سمجھ لیتا کہ ان کے معانات بھی اس قدر قلیل تھے حق و انصاف نہیں ہے۔

اب امید ہو رہی تھی کہ اقف بہا کی الہدیت امام ابوحنیفہ کی نسبت یہ بات کہ ان کو صرف کثرہ حدیثیں پہنچی ہیں نہ کہ کثیرہ۔ اور اس غلط بیانی سے باز آئیں گے۔

ایسا ہی ہم انہی علما کی بہائیوں حنفیہ سے اپنی معنی بہائیوں الہدیت کے حقیقین یہ چاہتے ہیں کہ وہ ان کو فروعی اختلاف کے سبب دین سے خارج و سمجھیں اور بنظر اصول عقائد ان کو اسی امت کی نگاہ سے دیکھیں جس سے وہ اپنی بہائیوں حنفیہ یا اہل اہل بہائیوں شافعیہ وغیرہ مخالفین فی الفروع کو دیکھتے ہیں اور انہی کتب اصول و فروع کثیرہ مراجعت فرما کر یہ خیال کریں۔ کہ ان کو اکابر مذہب نے اہل اہل قبلہ کی جو اصول و فروع دونوں میں ان کے مخالف ہیں (جیسے شیعہ عروج وغیرہ) تحفہ نہیں کی۔ اور مصنف تصریح کر دی ہے کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے الہدیت تو صرف بعض فروع و احادیث میں ان کے مخالف ہیں چنانچہ خلافات کی نسبت ان کے مشہور علماء نے بھی یہ کہہ دیا ہے کہ وہ ایسے خطا ہیں جن میں صواب کا احتمال ہے۔

لا تکف احدنا من اهل القبلة۔

(شرح عقائد وغیرہ)

اذا سئل عن مذهبنا ومن مذهبنا

قلنا هذا صوابنا و هذا خطانا و هذا

خصوصنا و هذا احتمال الصواب۔

(اشیاء وغیرہ)

کی مثل ہو جس پر ایک ثواب ملنی کی امید ہے۔

شاید ہمارے علما کی بہائی حنفیہ یہ ہڈر پیش کریں کہ جس حالت میں آج کل کے الہدیت

ہیکو بدعتی و مشرک و بیدین سمجھے ہیں تو ہم اُن کو کیوں بیدین نہ کہیں۔ اس مندر کے جواب میں اولاً تو ہم یہ کہتے ہیں کہ بدگوئی کے بدلے کوئی مردانگی نہیں قیوت و مردت ہے کہ بدگوئی کا جواب نکوی سے دین \*

ابدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی حسن الی من اسار  
بنامہ علیہ ہمارے علاقائی بہائی خفیہ کو جو اپنے اصول و فروع کی پابندی مناسب ہو کہ اگر کوئی نادان گروہ المحدث سے انکو برا بھی کہے تو اس کے بدلے وہ ہیکو برا نہ کہیں اور اس میں اپنے اسلاف کی پیروی کریں جو خولج جیسے متشدد و مکفرین خلائق اور فاضل جیسے مکفرین طبقہ اعلیٰ اہل اسلام کو کافر نہیں کہتے \*

اس بات میں کو ہمارے علاقائی بہائی خفیہ معروض قبول ہیں بلکہ دین تو ان کے اس مندر کے جواب میں ثانیاً ہم یہ گندارش کرتے ہیں کہ اگر ہمارے بہائی بدگوئی کے بدلے برا کہنا چاہتے اور قصاص لینا بھی پسند کرتے ہیں تو خاصکر ان اشخاص گروہ المحدث کو جو انکو برا کہتے ہیں یا اُن کے آئینہ ناسب کی توہین کرتے ہیں جو کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ چند نالائق افراد کے سبب گل گروہ پر بدگوئی کا گمان نہ کریں۔ اور نہ گل گروہ کو برا کہیں \*

اس گروہ کے اکابر و خواص مذہب تنقی کے مقلدین اور انکی آئینہ کو برا نہ کہیں کہتے بلکہ ان کے بدگوئیوں اور طاعتوں کو برا سمجھتے ہیں \*

شیخنا و شیخ النکل مولانا شیخ محمد زید حسین صاحب محدث دہلوی نے (مصحح المسلمان بطول حیات) اپنے فتووں میں جو مقلدین کے رسائل میں مروج ہو کر چپ چکی ہیں صاف فرمایا ہے کہ جو شخص بیوان مذہب خاص کو مطلقاً گمراہ کہو وہ خود گمراہ ہے۔ اور آپ باتباع و توافق رائے اپنی شیخ مولانا محمد سحاق مرحوم یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ جو شخص آئینہ مجتہدین کو برا کہے وہ چھوٹا رافضی ہے۔

نواب صاحب بہوپال نے اسباب میں ایک سو چار صفحہ کا ایک متقیل رسالہ

تالیف کیا ہے جسکا نام "حلب المنفعة فی الدب عن الایمہ المجتہدین الاربعہ" ہے اور  
اور اسکا خلاصہ طالب اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۶ میں منقول ہو چکا ہے۔ اس میں  
آپنے طاعنین ائمہ مجتہدین کو جاہل شوریدہ کہا ہے۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہے  
کہ ہم نص کے مقابلہ میں تقلید کو شرک جانتے ہیں مگر کسی تقلید پر کفر و شرک کا  
فتویٰ نہیں لگاتے۔ جسکا سروپی ہے جو ہم اشاعۃ السنۃ نمبر (۲۳) جلد (۹) کے صفحہ  
(۸۴) و نمبر ۱۱ جلد ۱۲ میں بیان کر چکے ہیں

اشاعۃ السنۃ سالہا سال سے پکار رہا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ وغیرہ ائمہ  
مجتہدین کی بدگوئی بیدنی ہے اور مقلدین مذہبی حنفی وغیرہ کو کافر یا شرک یا بدعتی کہنا  
جائز نہیں ہے (۱) یہ غیر یقینہ بنیاد پر ہے اور اسکا جواب ہم نے اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۶  
ان تصریحات کے ساتھ ہمارے علاقائی بہائی حنفیوں کو کتب مناسب ہو کہ  
چند جہلوں کی بدگوئی کے سبب کل طائفہ پر بدگوئی کا گمان کریں۔ اور سب کو برا کہیں  
آئندہ ان کو اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

"مشاورت کا مشورہ" اس مضمون کو ہم جگہ ہونے کو سب نہیں لکھ سکے۔ وہ چھپ چکا ہے  
بالفعل ہم ایک رسالہ کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں جس میں مشاورت کے متعلق ایک مختصر مضمون  
درج ہو اور علاوہ بران اس میں رسوم و رواج شادی وغیرہ پر دلچسپ بحث ہو۔ وہ رسالہ غنچہ مراد ہے  
جسکے مولف پاجی دلی دوست مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب ساکن آراء ضلع شاہ آباد ہیں  
اور وہ یقیناً ۴۷۹ پر بشمول محصول ڈاک مولف سے مل سکتا ہے

تلیخ رسالہ علم الہی عقلی

(جسکا سلسلہ نمبر ۱ جلد ۱ شریعہ ہے)

## بقیت فصل اول باب اول

۱۔ اگر کوئی کہے کہ تم نہیں جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنی اس میں بھید ہے بہن تو بس تمہیں کیا معلوم ہے کہ اس کا کوئی بنا نہیو الا ہے یا نہیں ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اس کا کوئی بنا بانی ہو رہوگا کیونکہ گھڑی کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہے۔ جانتا چاہئے کہ ناشکرت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں جب کوئی خلقت کے دیکھنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو ناشکرت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں

## فصل دوسری

### بیان مذکور چلا جاتا ہے

۱۔ فرض کرو کہ اس گھڑی کے دیکھنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے اور گھڑیاں پیدا ہوتی ہیں تو دیکھنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجیب حکمت سے کہ ایک گھڑی سے اور گھڑیاں بنتی چلی جاتی ہیں ایسے عجیب سے وہ اور بھی یقین کرتا کہ خلیفہ کوئی اس کا بانی ہے

۲۔ وہ یہ بھی سمجھا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گھڑی دوسری گھڑی کی بانی ہے تاہم اصلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گھڑی اس سے نکلیں سبھوں کا بانی وہ ہے

۳۔ اگر وہ سوچنے لگو کہ جیسا کہ پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یوں سلسلہ ہمیشہ جاری ہے اس سے ہرگز ثابت نہوگا کہ کوئی بانی نہیں ہے یہ نتیجہ قائم ہوگا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑوں گھڑیوں تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے یہ سوال ہوگا کہ ان کا بانی کون ہے عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گھڑی میں پائی

جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ حکمت بغیر حکیم اور کاریگری بغیر کاریگر اور ترتیب بغیر ترتیب کرنے والے کے نہیں ہو سکتی ہے سو یہ کہنا ایک گھڑی سے دوسری گھڑی کو بنایا کافی جواب نہیں ہے۔

۴۔ شاید کوئی کہے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑوں گھنٹوں میں بنی علیٰ آئی میں تو بھی عقل کو کچھ تسلی نہیں کیونکہ عقل چاہتی ہے کہ یہ حکمت کہاں ہو آئی اس سلسلہ کو چاہو جتنی دور بجاؤ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ گھڑی بنی یا بنی کے ہے اور یہاں پر فقط یہ سوال نہیں کہ یہ گھڑی کہاں سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی حکمت کہاں سے آئی حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاوہ رکھتی ہے اور اگر کوئی مان بھی لیوے کہ یہ گھڑی دوسری گھڑی سے نکلی اور اسی طرح کروڑوں نکلیں تو کیا ہو اچھی معاملہ ہے کہ حکمت تو ہے لیکن حکیم نہیں کاریگری ہے لیکن کاریگر نہیں ترتیب ہے لیکن کوئی ترتیب کر نیوالا نہیں سوانیکب مت والوں کے دعویٰ سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو کہ بالکل عقل کے خلاف ہو۔

## دوسرا باب

### لائہ ذلیل مذکورہ کو خلفت کے بیان میں

دلیل یہ ہے کہ حکمت سے حکیم اور کاریگری سے کاریگر اور ترتیب سے ترتیب کر نیوالا ثابت ہوتا ہے۔ جانتا چاہئے کہ جیسی گھڑی میں حکمت اور کاریگری ظاہر ہوتی ہے ایسی ہی خلقت میں ظاہر ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ اب ہم آئیں تلی چیز کی طرف کہ وہ آئندہ ہے غور کریں گے اور اسکو انسان کے ایک اوزار کے مقابلہ میں کہ دور میں ہے رکھیں گے۔

اب دیکھو کہ جو مطالب اور حکمت روبرو میں ہیں وہی آگہ میں بھی ہے۔

## ہم عصر خود و شانہ نصیحت

ہماری بعض عریاں بھولی جاتی ہیں کہ باہم جنگ جہل کو ہم ایک دستہ سے ترک کر کے باہمی مصالحت حاصل  
کی طرف متوجہ ہیں ایسی حالتیں ان لوگوں کو جو ہماری طرح اصلاح یار نظام پیشین کو منصب پر ہیں  
کے مناسب ہو کہ وہ ہم سے چھٹ چھٹا رکھیں۔ اور وہ بھی ایسی امور میں جن میں چھٹ چھٹا گوہ کندک گیا  
پر آوردن کی بڑبڑ کوئی ضرورت نہ ہو۔

ایک ہم عصر مرث سے ان امور کو ثابت کر نیکی در پی ہیں کہ مولف اشاعت السنۃ امام  
ابو حنیفہ کا توہین کنندہ ہے اور اسے نوح بن الغفغانی کو نوح ابن مریم قرار دیا ہے۔ اور امام بخاری سے  
وہ چونکہ ایک بکری کا دودھ پینے سے رضاعت کا فتویٰ دیتا تھا جس کو سب انکا بخاری سے اخراج ہوا۔  
ہر چند ہم انکو بلا تخطا طب تجاہد و دفعہ (نمبر ۱ جلد ۸ و نمبر ۱ جلد ۹) میں سمجھا چکے ہیں کہ ہم امام غزالی  
کی توہین کو بیدینی جانتے ہیں اور اس امام الاشان کو بدل مقتدین۔ امام غزالی نوح بن الغفغانی کو  
نوح بن ابی مریم قرار نہیں دیا۔ نوح بن الغفغانی کی نسبت جو کچھ کہا ہے تخلیقاً و شرطیاً طور پر کہا ہے۔  
اور امام بخاری نے بکری کا دودھ سے رضاعت ثابت ہونیکا فتویٰ نہیں دیا ہے بخاری اسے انکا اخراج کا سبب  
ہے جو ثقافت اہل سیر و بیان کیا ہے۔ "تو لیکر نہ صاحب نہیں مانتے اور اپنی اس بیگمانی و غلط بیانی پر  
اصرار کرتے ہیں۔"

و معہذا وہ اپنی بیگمانی و غلط بیانی کا اثبات ایسے بیان لائل سے کرتے ہیں جن میں نظر  
کرنا چاہیو کہ انکا جواب دینا محض لا طائل نظر آتا ہے۔ اسکی تخیل میں ہم انکا ایک بیان پیش کرتے ہیں  
ہم نے انکا الزام دوم (مذکورہ اشاعت السنۃ) نوح بن الغفغانی کو نوح بن ابی مریم قرار دیا ہے" کو جواب  
میں نمبر ۱ جلد ۸ میں کہا تھا کہ ہم نوح بن الغفغانی کو ابن ابی مریم قرار نہیں دیا بلکہ تخلیقاً و شرطی طور پر  
کہا ہے کہ اگر یہ نوح وہ نوح ہے تو یہ شخص لائق اعتبار نہیں ہے اور شرطی میں امکان مقدم ضروری نہیں ہے  
تخلیق بالجمال ہی جائز ہے۔ اسکو جواب میں اپنے لئے جو سمجھوں سو چرہ و ماہیا تھا کہ  
جہاں تعلق بالجمال نہ ہو ان مقدم کا وجود ضروری ہے" اسکو جواب میں ہم نے نمبر ۱ جلد ۸ میں

۱۷-۳۴-۴







سلسلہ تعلیم اسلام کی  
پانچویں کتاب

## تہیہ ضروری

### لائق ملاحظہ گو فرماتے اعیان الہدیت

ہماری بعض نظریں جو اسلام کے ملکی و قومی اصول و ہدایات سے واقف نہیں شاید مضامین مذکورہ  
غیرہ وغیرہ کو بلا ضرورت و خالی از فائدہ سمجھیں اور ان کو اشاعت السنۃ کے فرض منصبی سے  
اجنبی خیال کریں۔ ان حضرات کو افہام و قطع اعتراض کلام کرتے ہم ان مضامین کی پہلی تہیہ ذیل  
پیش کرتے ہیں۔

کسی قوم کی قومی ترقی (جس میں مذہبی ترقی بھی شامل ہے) دنیاوی اسباب سے قطع تعلق کرنے سے  
نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اور موجودہ الوقت سلطنت سے ارتباط اور اس کی بالپسی کی  
مراعات اور اس کے حضور میں اطاعت و انقیاد اور ارکان سلطنت سے رابطہ محبت و اتحاد  
اسباب دنیاوی سے ایک عمدہ اور قوی تاثیر سبب ہے۔ یہ دونوں اصول بدیہی ہیں جن کے  
اثبات کی ضرورت نہیں ہے۔ ومعہذا ہماری مضمون "دنیا" میں جو عقربہ شائع ہو گا اس کا  
کافی ثبوت ناظرین کو ملے گا۔

اہل اسلام ان اصول کی طرف ایک تہ تک متوجہ نہ ہوئی تو وہ اپنی قومی ترقی میں اور بعض اقوام بہت  
پچھے رہ گئی ہیں علی الخصوص الہدیت جو اس ترقی کے میدان میں ایک قدم بھی نہیں چل سکے  
انکو مذہبی ترقی میں (جس کے وہ طالب و مدعی تھے) بھی سخت نالغ ہو گئے اور ان تک موجود ہیں۔

عام مسلمانوں کو بعض غیر خوانات اسلام نے ان اسباب دنیاوی کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے  
کے قدر اپنا آپ سنبھالا۔ اور اس قومی ترقی کا کچھ حصہ لیا۔ مگر ہماری گروہ الہدیت نے  
نہ اس کا کہنا اور نہ ان کے گروہ الہدیت سے کوئی ایسا ریفارم ظاہر ہوا جو انکو اس ترقی کی  
اسباب دنیاوی کی طرف متوجہ دلاتا لہذا انکو بجائے ترقی منزل کا موہنہ دکھینا پڑا۔

اس گروہ کے علماء اہل تصوف کا خیال صرف مذہبی تہ کی تہ کے درس اور مذہبی سائیل کی تصنیف کی طرف

یہ عزت تالیف ایک نثر مضمون  
اور نثری طرز کی کتاب پر مبنی  
فصلیہ پرتکل ہے اور وہ جو  
اشاعت کی اصلاح و اس میں  
اور صحابہ کرام کے خطوط عربی  
معدومہ سلسلہ و مضمون

ہر جمع اعلیٰ درجہ کی فصاحت  
کیونکہ اردو کی پوری فصاحت  
بلاغت و تشریح و علم معانی  
آنحضرت اور صحابہ کی عبارت  
میں منحصر ہے ہر جمع صاحب  
مسنون اشعار و کتب یا عربی و فارسی  
مشق کیا چاہیں انکو ملے گا کہ

اس کتاب کو ضرور غور و تامل  
اور اس کی اشاعت سے ضرور متوجہ  
زندہ کر کے شہرہ و درجین حاصل  
کریں اس کتاب میں ایک عرصہ

بینظیر خوبی ہے جو مختصر تاریخ  
حالات آنحضرت اور صحابہ پر  
شامل ہے قیمت فی جلد  
المشتبہ تھیں

جیمس شمس اللہ  
لاہور

متوجہ رہا۔ اور انکی وہ طعون اور شاہدوں کو صرف مذہبی مایل کی تعلیم و ترویج کا خیال ہی خیال  
 کیسکو پیدا نہیں کہ مذہب بلا استقامت ارباب حسن معاشرت چل نہیں سکتا۔ اور سلطنت و  
 کے حضور میں انہما عقیدت اور ارکان سلطنت سے ارتباط و موازنت ارباب دنیاوی ہی اصل سبب ہے۔  
 اسی بخیاالی میں وہ اپنی مسجد و عین صحیح بخاری کا درس کھاتے رہے یا کسی حجرہ میں خلوت گزین ہو کر  
 یا حتیٰ یاقوم پڑھتے رہے اور کسی ہو مجملہ اعیان ملک یا ارکان سلطنت ارتباط و اتحاد کا تعلق پیدا کیا  
 اور نہ کسی کے آگے اپنی عقیدت اطاعت سلطنت کا اظہار کیا تو ان کے حریفوں نے جو نہیں  
 کے اسلامی بہائی تھے مگر مسلمانوں کی بدگوئی و خبیثی کو وہ اپنی معاش کا ذریعہ سمجھتے تھے یا نہ دعویٰ  
 مخالفت مذہبی کو سبب اس گروہ کی بدگوئی کو اپنا دین خیال کرتے تھے بعض اعیان ملک  
 ارکان سلطنت کو یہ سمجھنا یا کہ یہ لوگ اپنے درسون اور مجلسوں میں گورنٹ کے مخالف اور  
 بیان کرتے ہیں۔ اور اپنی دولتیں گورنٹ کا انحصار رکھتی ہیں اور اپنی خلوتوں میں گورنٹ کے  
 حقیقین بدو کا کرتوت میں علیٰ ہذا القیاس۔ جبکہ نتیجہ ایک مدت کی بعد یہ ظاہر ہوا کہ یہ فرقہ عموماً مقصد  
 سمجھا گیا اور عام عہدہ داران گورنٹ میں جو اس فرقہ کے اصول مذہب سے آشنا نہ تھے یہ فرقہ  
 بدخواہ سلطنت خیال کیا گیا۔ و بناء علیہ انکی مجلسوں اور خلوتوں کی گزالی شروع ہوئی۔ اور انکی  
 قومی اور مذہبی کاموں میں کس فائدہ کی طرح سے نہ اہم ہونے لگی۔ اپنی اسلامی بہائیوں کو جو ضرر  
 بعض مقامات میں انکو مخالف تھے، انھوں نے وہ تکالیف پائے گئے۔ عدالتوں میں گمراہیوں کے  
 اسی اہتمام کے سبب بلا حشر ہی اس آئو۔ پھر تو ان سے درس صحیح بخاری چھوڑنے اور دینیہ  
 یا ہی یاقوم بھولنے لگا۔ اور انکی مذہبی ترقی کا بھی تنزل ہو گیا۔

انکا اور انکے حریفوں کا یہ حال دیکھ کر اس قوم کے خادموں و وکیل ایڈیٹر اشاعت السنۃ کو تعجب  
 انگریز خیال پیدا ہوا کہ ہندوستان کے تمام طبقات رعایا میں صرف ایک ہی فرقہ اہلحدیث ہے  
 جو اس سلطنت کے ذریعہ رہنمائی کو بلحاظ امن و آسودگی مذہبی اسلامی سلطنتوں کے ذریعہ رہنمائی  
 بہتر جانتا ہے کیونکہ اس فرقہ کو جو اس سلطنت کے کسی اور سلطنت میں (اسلامی کیوں نہیں)

پوری آزادی حاصل نہیں ہو باقیہی فرقہ برخواہ سلطنت متصور نہ ہو کہ اس تعجب کا عمل جو داران  
 آیات کا مصداق ہے در دہر جو میں کی و انہم کا ذرا الخ۔ سے پری نہفتن رخ و بود کر شمر و ناز الخ۔  
 اور لیکر کا فرقہ الہود شیکاکت ہو نہا اور اس اتہام کا قولاً و عملاً جواب پیش کرنا اور بھی عجیب الٰہی و کمال الٰہی و کمال الٰہی  
 اس خیال پر کہ اپنے خواب غفلت میں ہو نیوالی قوم کو جگایا۔ اور ان اصول صحیحہ کی طرف توجہ دلا کر شروع  
 کیا۔ اور گورانی پہاڑی گورنٹ سے جس کے شانہ فیض میں پرانہ طاقت کا دور وارد تمام وفا دار  
 رعایا کے لئے یکساں کھلائی اور ان کا ان سلطنت سے رابطہ ملاقات پیدا کیا۔ قوم کے  
 وفا دارانہ و مطیعانہ خیالات کو گورنٹ تک پہنچایا اور گورنٹ کی نظر عنایت شانہ فیض کو تو کم کی طرف  
 متوجہ کیا۔ اور اباب میں تعدد و مضامین اشاعت السنۃ میں درج کئے (جو وقتاً فوقتاً قوم اور گورنٹ  
 میں عزت و اعتبار کی نظر سے دیکھ کر گئے۔) انہی مضامین کی سلسلہ میں بلکہ ان مضامین کا نتیجہ و لاہیرہ  
 مضامین میں جو مبر و غیرہ میں اب درج رسالہ ہوئی ہیں اب ناظرین انصاف سے کہیں کہ یہ مضامین  
 بلا ضرورت و خالی از فائدہ ہیں ایسا فائدہ و ضرورت ضرورتاً ہی اس کی اشاعت کی ضرورت ہو کر ہو کر  
 اس تہذیب کو پیکر امیہ ہو ماری انہی میں پیش خصوصاً ان کو اکابر و رہبر اس ضرورت کا ثبوت کر ہوتا  
 تسلیم کر لیں کہ بلکہ خود بھی اشاعت السنۃ کی تقلید اختیار کر کے یا بجا ہی ہم کی کارروائی شروع کر دیں گے۔  
 و اعظمیٰ و صبرانی جباری و غرض در میں اور صنفیں اپنی کتابیں میں اس قسم کے مضامین شائع  
 کر چکے اور قولاً و عملاً گورنٹ پر اپنے سچے اور وفا دارانہ خیالات ظاہر کرنے میں سرگرمی ہو کر کوشش  
 کر چکے اور تمام لوگ گورنٹوں اور مقامی حکام وقت سے تعارف و روشناسی پیدا کر کے اپنی قوم  
 حالات و مطیعانہ خیالات سے زبانی بھی انکو آگاہ کریں گے تب وہ آزادی سے اور بلا  
 مزاحمت غیر اپنی مذہبی خیالات کی اشاعت پر پوری قادر ہوں گے اور قومی ترقی ہو حاصل کیلئے۔  
 و دیگر اشاعت السنۃ نے قوم کو مذہبی عقائد و خیالات کو گورنٹ پر ظاہر کر دیا جس کا نتیجہ ہی عہدہ طلبہ کا جو اظہار  
 ملازمہ سیرۃ میں معلوم ہو گا کہ وہ تمام مقامی حالات قوم کو گورنٹ پر ظاہر کر دیا جس کا نتیجہ ہی عہدہ طلبہ کا جو اظہار  
 مقتدرین بھی بہرہ الٰہی اب طرف توجہ ہوں مگر اس میں بھی ناظرین اپنی اوقات تصانیف کو

## فرقہ اہل حدیث

اور

## گورنمنٹ

بشداً محمد پر انجیز کہ غلط میخواست آخر آند ز پس پر وہ نقد پر یہ  
اشاعت السنۃ ممبر ۹ جلد ۹ میں جس مژدہ کی طرف اشارہ ہوا تھا وہ ۹ جنوری ۱۹۸۰ کو  
جلیع پذیر ہوا اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ پنجاب سے حکم نافذ ہوا کہ سرکاری  
کافذات میں فقط دو بابی کی استعمال کو مسدود کیا جائے \*

اس حکم کی وجہ اور تفصیلی کیفیت یہ ہے کہ اشاعت السنۃ ممبر ۹ جلد ۹ میں  
ایک مضمون شائع ہوا تھا جسکا ہیڈنگ (عنوان) یہ تھا - "الحدیث کو دو بابی  
کہنے پر اعتراض"

اس مضمون میں اولاً یہ ثابت کیا گیا تھا کہ فقط دو بابی ایسے دو بڑے معنوں میں  
مستعمل ہے جنہے گروہ اہل حدیث کی بزارت و نفرت ثابت ہے۔ اس کے بعد  
یہ لکھا گیا تھا کہ لہذا اہل حدیث اپنے حق میں اس لفظ کی استعمال جائز نہیں جانتے۔ اور  
اسکو لائبل لفظ خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ نو مسلم لفظ کافر کو یا مسلمان لفظ حلال خور کو  
اور اپنی مہر ان گورنمنٹ اور خواص ملک سے وہ اصرار کے ساتھ یہ درخواست کرتے  
ہیں۔ کہ وہ اس لفظ سے اس گروہ کو مخاطب نہ کیا کریں۔ خصوصیت کے ساتھ ان کو  
مخاطب کرنا ہو تو لفظ "الحدیث" سے جو انکا پڑا خطاب ہے چنانچہ مضمون "الحدیث  
قدیم میں" یا جدید "جو اسی مضمون کے بعد درج رسالہ ہے مخاطب کیا کریں۔ ہر چند ہماری  
مہر ان گورنمنٹ (جسکو گروہ اہل حدیث سے بذلتی نہیں ہے اور وہ اس گروہ کو بھی  
ویسا ہی خیر خواہ و ملیح سلطنت سمجھتی ہے جیسا کہ اور مسلمانوں کو) یہ لفظ اس گروہ کی

نسبت ان معنی کے ارادہ سے استعمال نہیں کرتی۔ صرف اس فرقہ کے اس نام سے مشہور ہونے کے سبب یہ لفظ ان کے حق میں بولتی ہے (چنانچہ گورنٹ پنجاب نے اپنے سرکلر مجریہ ۴۹- اکتوبر ۱۸۸۷ء میں اور گورنٹ مالاکا، مغرب و شمال و آسٹریلیا اپنی یادداشت نمبری ۴۶۹ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۷ء میں اس امر کا اظہار کیا ہے) اور اسی طور پر بعض خواص ملک (جسکو گروہ اہلحدیث سے کوئی مذہبی وغیرہ عناد نہیں ہے) صرف شہرت عام کی نظر سے اس لفظ کو ان کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

لیکن چونکہ یہ لفظ ایک مدت سے جس سے معنی میں مشہور ہو چکا ہے اور جہاں کہیں گورنٹ کی تحریرات و احکام میں اس گروہ کے مخالفین اس گروہ کی نسبت یہ لفظ استعمال دیکھتے ہیں۔ وہ ان اس لفظ کے یہی معنی وہ لوگ مراد قرار دیتے ہیں (گو گورنٹ کے ارادہ میں وہ معنی نہیں) اور انہی لوگوں کی تقلید و پیروی بعض افسران گورنٹ رج گورنٹ کے اصول و پالیسی کا لحاظ نہیں کرتے) اختیار کر کے اس فرقہ کو اس لفظ سے یاد کرتے اور حقارت سے دیکھتے ہیں۔ لہذا یہ فرقہ گورنٹ کا ولی خیر خواہ گورنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرات کرتا ہے۔ کہ گورنٹ اپنی خیر خواہی کا ایک نسبت ایسے لفظ کا استعمال جسکو فساد پسند و بد نیت لوگ برے معنی پر حمل کرتے ہیں قطعاً ترک کرے۔ بلکہ اس مضمون کا سرکلر مشتمل و متداول کر دے تاکہ سرکاری احکام و تحریرات میں اس خیر خواہ فرقہ کی نسبت یہ لفظ قطعاً تحریر میں نہ آوے۔ اور اس فرقہ کو خصوصیت کے ساتھ مخاطب کرنا ہو تو بلفظ اہلحدیث (جو انکا پرانا خطاب ہی اور بھروسے کے وہ اپنا قومی خطاب اور کوئی پسند نہیں کرتے) مخاطب کیا کریں۔

اس مضمون کی انگریزی وار و زمین خوب اشاعت ہوئی۔ اور اسکی انگریزی کاپی گورنٹ

بلا ریڈریرات بینہا سالہ انگریزی نمبر ۱۱ میں۔ اور ان کا ترجمہ رسالہ اردو نمبر ۱۱

جلد ۱۰ میں منقول ہیں \*

پنجاب میں پیش کر کے پرویز خواستہ کی گئی کہ گورنمنٹ پنجاب خود بھی اس مضمون کی طرف  
توجہ فرماتے اور گورنمنٹ ہند کو بھی اس کی طرف توجہ دلائے ۴

اس وقت اس کو پاس لے کر اور فیاض لکھنؤ کو ترخیا جاب میرا پس ایچ پی جاب  
بہار و باقہا برہنہ معرض قبول میں جگہ وی اور پڑھنے کے ساتھ کو ترخیا ہند کی  
خود مرید میں اس کی قبولیت کے لئے سفارش کی ۔

اسلام ان کے حال پر رحم فرما دے اور عزیز و پیار سے وکٹوریز جبریل لارڈ ورن  
بالٹا بے بی سے ملے اور پھر انھیں یہ واجب بالنتابہ کی رائے زمین سے اتفاق سے  
ظاہر فرمایا اور نہ کوئی کاغذات میں اس نکتہ کی استعمال سے منافعت کا حکم دیا  
اس حکم منافعت استعمال نکتہ "وہابی" کے ساتھ یہ بھی احتمال تھا کہ اس امر کو  
بجائے نکتہ "وہابی" نکتہ "پیر محمد" سے مخاطب کیا جاتا اور اس باب میں اس گروہ کے  
بعض مہذب خائفوں یا واقعہوں کے خیال و مقال پر (جس گروہ کو لفظ غیر  
مفہوم سے یاد کرتے ہیں) اعتماد کیا جاتا۔ اس احتمال و خیال کی مدافعت کرنے  
گروہ اہل حدیث کے وکیل خاک راڈ میٹر نے مقام محلہ سے ایک دستہ بنا دیا

جکافسون پتیا

”جو لوگ ہماری درخواست مندرجہ نمبر ۹ جلد ۱۰ سے متفق ہیں اور وہ اپنا مذہبی خطاب ”المحدث“ پسند کرتے ہیں اور بجائے ”المحدث“ ”وہابی“ یا غیرت گہانیکو بڑا جانتے ہیں وہ اس مضمون کی ایک سطر اس استہزا پر تحریر کر کے اس پر اپنا دستخط ثبت کریں“

اس استہشاد پر الحمد للہ مختلف صوبجات ہندوستان پنجاب ممالک مغرب و  
 داوود - بمبئی - مدراس - بنگال ممالک متوسط کے تین ہزار ایک سو چھتیس اعیان  
 اشخاص نے یہ نظام کیا کہ ہم نفع غیر منقلد کہ بھی دیساری بڑا جاستہ میں جیسا کہ نفع و مالی کو

گورنمنٹ ہمکو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی صاف رکھے اور ہم کو بجز اہلحدیث کسی لفظ سے مخاطب نہ کرے +

ان ہستہ شاد کو بھی جنہر ان اشخاص کے دستخط ثبت تھے اس درخواست کی تائید میں گورنمنٹ میں پیش کیا گیا اور علاوہ بران اشاعت السنہ کی پھلی جلد دن اور تصانیف آنرا میل سید احمد خان سے تہذیب الاخلاق اور جواب رسالہ ڈاکٹر نثر کو جنہرین یہ بیان ہے کہ اہلحدیث لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا سمجھتے ہیں جیسا کہ لفظ وہابی کو۔ اور اس گروہ کا قدیمی خطاب اہلحدیث ہے اور ایک فتویٰ علماء خفیہ زمانہ حال کو جس میں جو اہل معتبرات مذہب خفیہ یہ تصحیح ہے کہ اہلحدیث قدیم ہیں اور یہ خطاب ان کے لئے ہمارے فقہاء مذاہب نے تسلیم کیا ہے۔ اور اپنی پڑائی کتب مذاہب میں ان کے حق میں استعمال فرمایا ہے۔ گورنمنٹ میں پیش کیا گیا جسکا اثر نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے نزدیک لفظ غیر مقلد جی ویسا ہی دلدار سمجھا گیا جیسا کہ لفظ ”وہابی“ سمجھا گیا تھا۔ اور اس گروہ کو اسکے استعمال سے بھٹکایا رکھا گیا +

یہ امر گورنمنٹ پر ثابت نہ کیا جاتا تو گمان غالب تھا کہ اس فرقہ کا نام غیر مقلد قرار دیا جائیگا اور اس کی باعزت تھا +

یہ امر کہ گورنمنٹ نے اس فرقہ کا خطاب ”اہلحدیث“ دیکھ کر یوں مقرر کیا (جیسا کہ اس مضمون میں درخواست کیا گیا تھا) اسکی وجہ (جو سکریٹریان گورنمنٹ سندھ و گورنمنٹ پنجاب کی زبانی تقریرون اور ان کے نیم سرکاری تقریرون میں بیان ہوئی ہے) یہ ہے کہ گورنمنٹ نے اس امر کو مذہبی معاملہ سمجھا اور اس کا تصفیہ خود ہمارے (اہل اسلام کے) اہی سپرد کیا اور یہ قرار دیا کہ جس خطاب سے یہ فرقہ اپنے آپ کو مخاطب کریگا اور دوسری اسلامی فرقوں میں وہ خطاب مسلم ہوگا اسی خطاب کے ساتھ گورنمنٹ

کی طرف سے انکو مخاطب کیا جائے گا۔ چنانچہ اسے پی گڈ اٹل سکریٹری  
گورنمنٹ ہند ہوم ڈپارٹمنٹ اپنی نیم سرکاری چھٹی مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء  
موسومہ خاکسار (ایڈیٹر اشاعت السنۃ) میں تحریر فرماتے ہیں:۔  
جس معاملہ سے آپکو تعلق ہے اس میں کامل طور و تمتع کرنے کے بعد گورنٹ ہند نے  
باتفاق سے گورنٹ پنجاب یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ آئندہ لفظ واپی کا استعمال موقوف  
کیا جائے۔

”گورنر جنرل باجلاس کونسل لفظ المحدث“ یا غیر مفید مقرر نہیں کر سکے۔  
” \* \* \* \* \* آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ چونکہ گورنٹ مذہبی معاملات میں بالکل خاموش  
رہتی ہے لہذا اس پالیسی کے لحاظ سے گورنٹ اور کچھ نہیں کر سکتی۔ \* \* \*  
اگر کوئی مناسب خطاب عام طور پر قبول کر لیا جاوے گا تو گورنٹ ایسے منطوق شدہ خطاب کے  
استعمال کے متعلق اہل اسلام کی خواہشوں پر تائید کی نظر سے غور کریگی۔“

اسی کے قریب قریب ہے جو مسٹر میکینزی ولس صاحب پرائیوٹ سکریٹری گورنر  
جنرل اور مسٹر فوڈر ٹرنڈ صاحب سی ایس آئی فارمن سکریٹری گورنٹ ہند اور مسٹر  
ٹینک صاحب جنرل سکریٹری گورنٹ پنجاب سے متعدد وقتوں میں عند المساقات  
خاکسار کو دوستانہ طور پر زبان ارشاد فرمایا اور یقین دلایا تھا اور یہی امر ہر کو بعد  
غور و تامل میں قریب انصاف معلوم ہوا اور بقول ہمارے ہر اہل دوست اسے پی  
گڈ اٹل سیکرٹری سمجھ میں آگیا کہ بے شک گورنٹ کی طرف سے کوئی خطاب مقرر ہونا  
دوسرے فرقوں کے اعتراض کا موجب ہوگا۔ ہم خود جو خطاب اپنے لئے مقرر کریں گے  
اور ہمارے دوسرے اسلامی بھائی اس خطاب کو عموماً تسلیم کر لیں گے تو گورنٹ کو اس  
خطاب کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا جب  
ہم نے اشاعت السنۃ نمبر ۴ و ۵ جلد ۹ میں ایک مضمون اس عنوان کا



کہ الہدیہ کا خطاب "الہدیہ" پُرانا خطاب ہے اور یہ دو صورتیں اسلامی فرقوں کی دل آزاری کا موجب نہیں ہیں ہونگیا تھا کیا (جب بین الکو کتب متبرہ فقہ سے اس مضمون کا ثبوت پیش کیا گیا تھا) اور وہ مضمین عموماً اہل اسلام میں تسلیم کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اور نہ ہی ایک دو مبصرین کے دیکھ اس فرقہ سے بچلنا ہے کسی نے اس پر اعتراض کیا اور جب گورنمنٹ کی طرف سے ہماری درخواست کا امیٹل جواب وصول ہوا تو اس جواب کو عالم اہل اسلام (مضمین و ان) نے اپنی اخباروں میں پر زور ریکارڈوں اور مائیکروفون کے ساتھ شائع کر دیا اور ان ریکارڈوں میں اس فرقہ کو اسی خطاب کا پورا خطاب ہے مخاطب فرمایا اور اس پر پبلک اہل اسلام کا اتفاق ظاہر ہوا (چنانچہ ان اخباروں کے ریکارڈوں سے پتہ چلتا ہے کہ گورنمنٹ کے ذیل میں منقول ہونے کے بعد اس طریق کو جاری ثابت ہوگا) اور یہ امر کہ گورنمنٹ پنجاب کو معذور ہوا تو اس موقع جشن جوبلی پر گورنمنٹ نے اپنی تحریروں اور کانفرنسوں میں اس فرقہ کو اسی نام "الہدیہ" سے مخاطب کیا۔

چھٹی پرامیوٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب میں جو بجا اب اس درخواست الہدیہ کے کہ ہزاروں نفٹ گورنر الہدیہ کی دعوت جوبلی میں شامل ہونے سے عزت بخشیں اور ان کی طرف سے ایڈریس مبارکباد لینا منظور فرمادین وکیل الہدیہ آڈیٹر شائع کے نام موصول ہوئی ہے ہزاروں نفٹ گورنر نے اس فرقہ کو اسی خطاب الہدیہ کو مخاطب فرمایا ہے ورنہ یہی ٹکٹ جو ڈیموٹیشن الہدیہ کے شامل ورنہ ہونے کے لئے گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے وصول ہوا اس میں بھی الہدیہ کے خطاب سے اس ڈیموٹیشن کو مخاطب فرمایا ہے۔ عین ورنہ گورنری میں (جبکہ الہدیہ کا ڈیموٹیشن پیش ہوا سکرٹری گورنمنٹ نے اسی خطاب سے اس ڈیموٹیشن کو مخاطب فرما کر

پیش کیا۔ اس کارروائی کو فرسٹ سے پہلو اور بھی یقین ہوا کہ گورنمنٹ کا اس گروہ کے لئے خطاب "ابلی پیٹ" از خود معزز نہ کرنا اور اس تقرری خطاب کو اہل اسلام ہی کے سرکار عین صحت و قرین صواب تھا جکا فیمہ ناقابل اعتراض و بحق الحدیث نہایت مفید ظاہر ہوا۔

لہذا فرقہ الہدیث گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حق سبکی کا متعترف  
ہو گیا اور اپنے ہر دل عزیز اور مسلمانوں کے خیر خواہ و ایسے لارڈ و فرین  
اور اپنے پیارے رحمدل اور فیاض گورنمنٹ گورنر صاحب پریس ایجنسین کا تہ دل  
سے شکر گزار ہے اور بعض و شکریہ اس احسان اور احسانات سابقہ  
گورنمنٹ کے (جو بشمول دیگر علما خصوصاً اہل اسلام اس فرقہ پر مبذول ہیں) اعلیٰ  
انخصوص احسان اگذا دی مذہبی کے (جس سے یہ فرقہ عام اہل اسلام سے بڑھ کر ایک  
خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھا رہا ہے) الہدیث لاہور نے جن جوہلی کی  
تقریب پر کمال مسرت ظاہر کی۔ اور قیصر ہند کی پنجاہ سالہ حکومت کی خوشی میں اہل  
اسلام کی مکلف ضیافت کی چیمپین روسا۔ شرفا۔ علما و عام اہل اسلام رونق  
افروز ہوئے۔ مولوی الہی بخش صاحب وکیل کی وسیع کوشش کے دو کمریوں  
وغیرہ خواص کے لئے مخصوص تھے باقی حالت گھر سے عوام اہل اسلام کے لئے مقرر  
تھے اور کھانا بآب کے آگے امیر تھے خواہ فقیر۔ رئیس تھے خواہ غیر رئیس بکیان  
پلاؤ۔ زرہ۔ قورامیش کیا گیا۔

۲۔ بچے صبح سے ٹھیک ۱۲ بجے تک ان صاحبوں کو کھانا کھلایا گیا جبکو ٹھکانوں کے ذریعہ سے بلا یا گیا تھا۔ اسکے بعد چار بجے تک عام اہل اسلام ساکنین و فقراء کو کھانا کھلایا گیا۔ آخری جماعت کو کچھ نقد بھی ملا۔

انجمن اسلامیہ کے کل سیکرٹری جنرل ذاب نواز شعلی خان صاحب بہادر

ایسا ہی اور چہیات گورنمنٹ میں چننا گئے نام موصول ہوئی ہیں خطاب المہر شاہ مرقوم ہے۔  
 عونا اور سقہاء کے لئے سفاک رکھلاوات ہوئی اور حضور موصوح نے انرا ہر طرف زبانی ہی فرمایا کرتے

سی۔ آئی۔ اسی لالیف پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ اور خان بہادر محمد برکت علی خان صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور۔ نواب غلام محبوب سجانی صاحب رئیس اعظم لاہور۔ اور خان بہادر سید عالم شاہ صاحب پشتر اکسٹرا سسٹنٹ کمشنر خصوصیت کے ساتھ مستحق ذکر و شکر یہ ہیں (انجمن حمایت اسلام کے کل ممبر اور انجمن ہمدردی اسلامی کے کل ممبر اور شہر کے علما اور دفتر دن اور کچہر لوں کے ملازم اس دعوت میں شامل ہو کر عزت افزا سے جماعت المحدث تھے اور جو صاحب ممبران انجمن ہمدردی یا انجمن اسلامی سے تشریف نہیں لاسکے وہ اس وقت سرکاری کاموں کے انتظام میں مصروف تھے۔ انہوں نے اپنی جگہ اپنے عزیزوں اور وکیلوں کو بھیجا اور بعض حضرات نے اذراہ کمال عنایت اپنی عدم تشریف آوری پر حذر فرمایا۔ (از انجملہ خصوصیت کے ساتھ مستحق ذکر حالی جناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر سی ایس آئی (جو حذر جاری کے سبب تشریف نہیں لاسکے) اور جناب تقیر سید جمال الدین صاحب آنریری اکسٹرا سسٹنٹ کمشنر اور جناب شیخ سندھ خان صاحب آنریری مجسٹریٹ لاہور میں) ان حضرات کے عذر کو جماعت المحدث انکی تشریف آوری کی جگہ سمجھتی ہے اور ان حضرات کی دل سے شک و گداز ہی نقد دہل دعوت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکا مگر عام ناظرین و حاضرین کے قیاس میں سات آٹھ ہزار اشخاص کا مجمع تھا +

ہزار آنرز لفٹ گورنمنٹ پنجاب سے بھی معنائے سکرٹری انجمن ہمدردی کے اس دعوت میں شامل ہونے کی درخواست کی گئی تھی۔ مگر ہزار آنرز سے اظہار مسرت و ممنونی کے بعد افسوس کے ساتھ یہ حذر تحریر فرمایا کہ ۱۶ تاریخ کو اسکے اوقات تقسیم ہو چکے ہیں لہذا اب مختصر مدد و قبولیت دعوت کا کوئی انتظام نہیں فرما سکتے +

اس دعوت کے مقام (مولوی ابی بخش کی کوٹھی) کے عین دروازہ کو سامنے سے

رات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لئے نواب ٹھنٹ گورنر بہادر کا گزر کر نامقرر تھا اس جگہ اہلحدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا جس پر سنہری و فون میں ایک طرف انگریزی میں یہ کلمات دعائیتہ مرقوم تھے

*The Ahl-i-hadis wish empress a long life.*

ترجمہ اہلحدیث چاہتے ہیں کہ قیصرہ کی عمر دراز ہو

دوسری طرف لاہور دی رنگ سے یہ بیت اردو

دل سے ہے یہ دعائے اہلحدیث جشنِ جوہلی مبارک ہو

اس دروازہ سے ٹھنٹ گورنر اور ان کے مصاحبوں اور پیسوں کی سواریوں کا گزر ہوا تو سب کی نگاہیں ان کلمات دعائیتہ کی طرف رجحیم چار اور ہتھکڑیوں کی روشنی سے روز روشن کی طرح نمایاں تھی (لگی ہوئی تھی اور اکثر کی زبان سے کلمہ اہلحدیث جاری تھا) \*

اسی خوشی و مسرت و عقیدت سلطنت کے اظہار کے لئے اسی رات دس بجے اہل پنجاب کی مختلف سوسائٹیوں کے ایڈریس مبارکباد پیش ہوئے۔ ان میں ہون سنبرہ اہلحدیث کا ایڈریس جبکی نقل حاشیہ میں ہے بذریعہ ڈیمویشن پیش ہوا

ایڈریس گروہ مسلمانان اہلحدیث

بعض فوضیہ گنج کوئین و کٹوریہ ملکہ گریٹ برٹن قیصرہ منہد بارک الہندی سلطنت ہا ہم ممبران گروہ اہلحدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کثیرت

عالی میں جشنِ جوہلی کی دلی مسرت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں \*

(۲) برٹش رعایا سے ہند میں سے کوئی فرقہ ایسا نہوگا جس کے دل میں اس

مبارک تقریب کی مسرت جوش دن نہوگی۔ اور اسکے بال بال سے صدا ہی مبارکباد

ڈالتی ہوگی۔ مگر خاص فرقہ اہل اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرمانبرداری

اس ایڈریس پر مختلف صنایع ہندوستان و پنجاب، بمبئی و بنگال وغیرہ اعیان  
الہیہ کے دستخط ثبت تھے۔ پڑوسی پیشین میں صنف چہ اشخاص دربار گورنری میں  
حاضر ہوئے۔ خاکسار ایڈریس اشاعت السنہ وکیل الہیہ پیش۔ مولانا حفیظ الرحمن  
اسلامیہ و اعظم دہلی جو اسی غرض شمولیت وید پیشین میں ۱۷ تاریخ کو دہلی سے

وقت کی عقیدت انکا مقدس مذہب سکھانا اور اسکو ایک فرض مذہبی قرار دینا ہو  
اس اظہار سرت اور اسے مبارکباد میں دیگر مذاہب کی رعایا سے پیش قدم ہے  
علی الخصوص گروہ الہیہ منجملہ اہل اسلام اس اظہار سرت و عقیدت اور دعا  
برکت میں چند قدم اور بھی سبقت رکھتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں  
اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک تاج برطانیہ کا حلقہ بگوش ہو رہا ہے از اہل ایک  
سہلہ بہا نعمت مذہبی آزادی سے یہ گروہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا  
نصیب اٹھا رہا ہے +

(۳) وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اسی سلطنت  
میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی  
سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہو۔ اس خصوصیت سے یقین ہو سکتا ہے کہ اس  
گروہ کو اس سلطنت کو قیام و استحکام سے زیادہ سرت ہے اور ان کے دل  
سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ افراتین ہیں +

ہم ہر سبب جوش سے دعا مانگتے ہیں کہ خدا اور ائمہ نے حضور و الہی  
حکومت کو اور پڑھا سکے اور تادیر حضور و الہی کا گہواران ہے تاکہ حضور و الہی  
کی رعایا کے تمام لوگ حضور کی وسیع حکومت میں امن اور تہذیب کی  
برکتوں سے فائدہ اٹھائیں +

تشریف لائے تھے۔ مولوی احمد الہدیہ صاحب رئیس و پیشوا سے الہدیہ پیشہ اور تشریف  
لے کر خان صاحب پیشہ انگریزی اسکول اسسٹنٹ کسٹرنقصہ مولوی  
الہدیہ پیشہ صاحب وکیل پٹنہ کورٹ پنجاب۔ مولوی ہرکت علی صاحب وکیل  
لاہور۔ اس سرسید و انہما عقیدت کا تازہ سبب و محرک گورنمنٹ کا وہی احسان ہے  
یہ فرقہ الہدیہ پیشہ پتازہ دم بزدل ہوا ہے۔

اس میں مزید کہ وہ الہدیہ پیشہ نے جتنی احسان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا اور اپنی عقیدت  
و محبت سے اس کے لئے کیا اس قدر رائے خطاب در الہدیہ پیشہ کا خوب مستطاب  
ہوا اور یہ بلقیہ مصرعہ مشہور ہے چرخش ابو کو بر آید بیک کر شہرہ دو کار  
اس کا ہمارے سرسید نے گورنمنٹ کا حق نبی ادا ہوا اور اسکی وفادار رعایا الہدیہ پیشہ کا  
مطلب بھی نکلا۔

پتہ جامع الہدیہ پیشہ اور اسکے پیروں کو اس مجمع عام اہل اسلام میں بھی

ہذا اس مجمع عام اہل اسلام کی جامع اور مشتمل اجتماع انجمن اسلامیہ لاہور ضی (پیشہ)  
عالم اس کا زیر کے لئے جہلی سب کمیٹی مقرر کی تھی (جسکے سکریٹری ہمارے پیارے  
ایڈیٹر شریف شریف) اس کمیٹی نے بذریعہ ایک اعلان مطبوع کے لاہور کی سبھی  
سراشیوں (انجمن ہمدردی انجمن حمایت اسلام وغیرہ) کے ممبروں اور سبھی  
اسلامی فرقوں اہل تشیع۔ اہل سنت (اہل حدیث۔ اہل نقد) وغیرہ کے لوگوں کو  
دعو کیا تھا۔ اس مجمع میں انجمن اسلامیہ کے ممبروں نے (جنہیں خصوصیت کے ساتھ  
خان بہادر محمد ہرکت علی خان صاحب سکریٹری انجمن اسلامیہ واجب الذکر ہیں)  
بڑی پر جوش اور مؤثر تقریروں سے حکومت پنجاب سال قیصر منہ کی برکتوں اور  
آسائشوں کو بیان فرمایا۔ اور حاضرین کے دلوں میں رعایت و سلامتی  
قیصر منہ کے لئے تازہ جوش پیدا کیا۔

شامل تھے جو وہاں چیمبر و ہاؤس قیصر ہند کے لئے مسجد شاہی لاہور میں جوہلی کے دن ہوا تھا۔ ایسا ہی ہندوستان کے دوسرے شہروں (دہلی - نصیر آباد ضلع اجمیر وغیرہ) میں اس دعا کے لئے ان کا اجتماع ہوا۔

اس شکر یہ دوسرے کے علاوہ الہدیث لاہور کے ایک جلسہ عام میں جس میں دوسری اسلامی فرقوں کے لوگ بھی کثرت سے شامل تھے یہ رزلویشن پاس ہوا کہ اس سال کا جوتازہ دم فرقہ الہدیث پر ہوا ہے خصوصیت کے ساتھ ہر اکیلسی لارڈ وڈ فرن اور ہر آئرز سرجر پس اچھین کا شکر یہ بھی ادا ہونا چاہئے۔ ہنار علیہ یہ قرا۔ پایا کہ ہر اکیلسی لارڈ وڈ فرن کا شکر یہ بزرگیہ ایک میموریل کے جیسر الہدیث وغیرہ اعیان کل ہندوستان و پنجاب کے دستخط ثبت ہوں اور کیا جائے۔ اور ہر آئرز سرجر پس

اسی ان انجمن اسلامیہ نے مسجد شاہی لاہور میں بے شمار فقراء و مساکین کو مکلف کہا نا دیا۔ اور اپنی قیصر مہربان کا مالی شکر یہ بھی ادا کیا۔

انجمن اسلامیہ ہمیشہ ایسے کاموں میں بھکت کیا کرتی ہو اور دوسری فرقوں اور مسلمانوں کی اوستادور نہا ہے۔ کیون نہ وہ خود سابق الوجود ہے۔ اسکے بانی مہالی بکڑی پر نیز نیٹ وغیرہ اعیان سابق ہیں۔

خدا تعالیٰ اس انجمن اور اسکی برکت کو قائم رکھے اور اسکے بانیوں اور معاونوں کی ہمتوں میں اور برکت دے۔

پہلے نصیر آباد ضلع اجمیر میں باجارت کرنیل اسے ٹیلیو رابرٹ صاحب مجسٹریٹ چھاؤنی نصیر آباد پریڈ میں الہدیث کا بڑا مجمع ہوا جسکے صدر نشین مولوی محمد صدیق صاحب ساکن میٹھے تھے اس مجمع میں ۱۰ انجمن سے ۳۰ بچے تک وغذا و نصیحت وغیرہ خیرات ہوتی رہی۔ اور حضور ملک قیصر ہند کی عمر و اقبال کے لئے جناب باری میں دعا کی گئی۔ (دیکھو راجپوتانہ گزٹ اجمیر مطبوعہ ۱۲ فروری ۱۹۱۷ء)

ایچمین کاشگریہ بذریعہ ایڈریس اور اہو جگو الہدیت وغیرہ اہل اسلام پنجاب کا  
ڈیپوٹیشن حضور مملوچ کخیرت میں پیش کرے ۛ

اس میموریل اور ایڈریس کے مسودہ اس رسالہ کے ساتھ ناظرین کے پاس بھیجیں  
تو میموریل کی تائید و تصدیق میں ایک عمدہ فلیکپ کاغذ پر یہ ایک سطر کہ ہم وفادار  
رعایا سکنا سے فلان شہر اس میموریل الہدیت کے مضمون سے دلی اتفاق رکھتے ہیں  
تحریر کر کے کل ہندوستان کے الہدیت وغیرہ اہل اسلام (جو مضمون میموریل  
سے متفق ہوں) اپنی اپنی قلموں سے دستخط واضح بہ تفصیل خطاب ثبت  
کریں ۛ

اور ایڈریس کی تائید میں ویسی ہی کاغذ پر اسی مضمون کی ایک سطر لکھ کر صرف پنجاب  
کے اعیان و دستخط ثبت کریں اور ان سب دستخط شدہ کاغذوں کو اپنے وکیل ایڈیٹر  
اشاعہ السنۃ کے پاس جلیں واپس رسالہ کریں ۛ

ان دستخط شدہ کاغذات کو بشمول میموریل و ایڈریس جو مطلقاً کاغذ پر ارقام ہونگے  
حضور گورنر جنرل اور نواب لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں پیش کیا جائے گا  
اب ہم ملن جہیات گورنمنٹ کو جن میں دل آزار لفظ ”وہابی“ کے استعمال سے  
منع کیا گیا ہے نقل کرتے ہیں اور ان کے ذیل میں اہل اخبارات کے  
ان رہنماؤں کو جن میں اس حکم گورنمنٹ کی تائید اور اس فرقہ کے حق میں خطاب  
الہدیت کی تسلیم و تصدیق پائی جاتی ہے نقل کریں گے اسکے بعد چٹھی برائے  
سکرٹری لفٹنٹ گورنر پنجاب کو جس میں اہل اسلام کے تسلیم خطاب الہدیت کے  
مطابق گورنمنٹ پنجاب نے اس فرقہ کو اس لفظ سے مخاطب کیا ہے معض نقل  
میں لائیں گے

انجیر میں ان سرکاری اور ملکی تحریروں کے نتیجہ سے اپنے عینی اور



۱۱۰۱ قیامی اخوان اہل اسلام کو انگاہ کریں گئے

مختصر چھپائی گزشتہ پانچ

میسرہ ۱۱

مختصر چھپائی گزشتہ پانچ

مختصر چھپائی گزشتہ پانچ

مختصر چھپائی گزشتہ پانچ

۱۱۰۱ قیامی اخوان اہل اسلام کو انگاہ کریں گئے

مختصر چھپائی گزشتہ پانچ

مختصر چھپائی گزشتہ پانچ

مختصر چھپائی گزشتہ پانچ

بین ہون جناب

ایکٹھارہ ستمبر ۱۹۷۸ء

انڈیا سکریٹری گورنمنٹ پنجاب

۱۵۵۸ سروس ۲۲ جنوری ۱۹۷۸ء

انجائنئرنگ مقام سکریٹری گورنمنٹ ہندوستان

پیام سکریٹری گورنمنٹ پنجاب

سچو ایکٹو پیچھے ۱۹۷۸ء ۱۵ سروس ۲۲ جنوری ۱۹۷۸ء کے لیے حکم ہوا ہے کہ میں ایکٹو  
اطلاعات دونوں کے درمیان میں ایکٹو کوئلہ اپنا اتفاق ملے سرکاری اس پیچھے  
سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ دہلی کا استعمال سرکاری کاغذات میں  
سہرو دیکھا جائے۔

اخباروں کے ریکارڈ

ریکارڈ فیکٹری ہندوستان ۲۲ جنوری ۱۹۷۸ء

گزشتہ پیر میں جو ہندوستان کے اخبار کیا تھا اس میں بہت توجہ کی  
ساتھ یہ امر ظاہر کیا گیا تھا کہ جس حال میں دہلی کا لفظ وہ وقت اپنے لئے دل آزار  
سمجھا جاتا ہے اس لیے کہ وہ استعمال کیا جاتا ہے۔ تو گورنمنٹ کی طرف سے اس کی  
نسبت سرکاری کاغذات میں قلمی طور پر استعمال نہ کرنا چاہیے کہ لفظ بجا و صلح کل  
پالیسی گورنمنٹ کے نہایت ضروری ہے۔ اب ہم بہت خوش ہیں کہ حضور گورنمنٹ  
ایکٹو کوئلہ کے مان سے اس امر کی نسبت قلمی اور کام جاری کئے گئے کہ دہلی کا

لفظ سرکاری کا غذات میں استعمال نہ کیا جائے مندرجہ ذیل سرکاری کا غذات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے:

اسکے بچہیات گورنمنٹ کی نقل کی ہے اسکے بعد کہا ہے

ہم بارہ مین گورنمنٹ کا ولی شکر یہ ادا کرتے ہیں اور اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ جب ایک غیر مذہب کی گورنمنٹ نے براہ صلیح پسندی ایک اسلامی فرقہ کی نسبت اس لفظ کا استعمال کرنا پسند نہیں فرمایا جو وہ فرقہ اپنی نسبت اول آذ خیال کرتا ہے تو ایسی حالت میں کمال شرم کا مقام ہوگا اگر مسلمان اپنی باہمی خیالات اتحاد کو ایسی ایسی خفیف باتوں کے لحاظ سے بگاڑ بیٹھیں اور کسی ایسے لفظ کا استعمال اپنے بھائی بندوں کی نسبت کریں۔ جبکہ گورنمنٹ نے بھی ان کی نسبت ازار تسلیم کر لیا ہے۔ ہم اس وقت زیادہ تر عوام کو اپنا مخاطب کرنا نہیں چاہتے بلکہ اہل حق صاحبان اخبار اور دیگر مہذب ناظرین اخبار سے بڑے ادب کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ وہ بھی اس بارہ مین گورنمنٹ کی صلیح کل بالیسی کی تقلید کریں۔ اور بجائے دہلی کے ہیشہ اہل حدیث کا لفظ اس فرقہ کی نسبت استعمال کیا کریں۔

### ریکارڈ فیک ہند لاہور مطبوعہ ۱۵ جنوری ۱۸۸۶ء

جو صدور حکم گورنمنٹ سے پہلے اشاعت السنۃ کے مضمون اہلحدیث کا خطاب پر کیا گیا تھا گذشتہ سال ہم نے بارہ مین رسالہ اشاعت السنۃ کے ان مضامین سے اتفاق کیا تھا۔ جن میں پہلے اور گورنمنٹ کو اس امر پر توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ فرقہ اہلحدیث کی نسبت دہلی کا لفظ استعمال نہ کیا کریں جسکو معنی مذہبی اصطلاح میں لائڈز اور پولیڈکل اصطلاح میں

بہت گورنمنٹ کی کسی شرمین یہ اصطلاح نہیں پائی گئی۔ اس گروہ کو مخالفین مذہبی اصطلاح مقرر کی ہے۔ ادنیٰ کی تقدیر بعض واقف سرکاری عہدہ داروں نے کی ہے دیکھو صفحہ ۱۹۵ نمبر ۱۹

باغی کے ہیں۔ اور کسی فرقہ کی نسبت کوئی لفظ ایسا استعمال کرنا چاہیے جس سے اس کا دل دکھو۔ آپ ہم نے رسالہ اشاعت السنۃ میں پھر ایک مضمون اس بارہ میں دیکھا جنہیں ان خیالات پر بحث تھی کہ (۱) آیا یہ لقب الہدیت کا ان کے لئے قدیم سے ہے یا جدید اور نیز یہ کہ (۲) ان کی نسبت اس لقب کے استعمال کرنے سے نتیجہ تو نہیں نکلا سکتا کہ دوسرے فرقے مسلمانوں کے الہدیت نہیں ہیں؟ چنانچہ اول ایک مفصل عالمانہ بحث پہلے شق کے متعلق کی گئی ہے جس میں نہایت مستند کتابوں کو مختلف حوالے دیکر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ لقب الہدیت کا ان کے لئے پُرانا ہے اور دوسرے حصہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان کے اس لقب کے استعمال کرنے سے ہرگز یہ لازم نہیں آسکتا کہ دیگر اسلامی فرقے اہل حدیث نہیں ہیں اور اس کے استعمال سے کسی اور فرقہ اسلام کے لوگوں کا دل دکھ سکتا ہے۔ بلکہ باجماع حالات موجودہ کے مسلمانوں کا پورا فرض یہ ہونا چاہیے کہ اپنے کسی فرقہ کی نسبت کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کریں جس سے ان کا دل دکھو اور باجماع برادرانہ اتحاد رکھیں جو تمام بیباکیوں کی بنیاد ہے۔ اس بحث کے متعلق رسالہ موصوف نے یہ نہایت عمدہ استدلال کیا ہے کہ۔

اسکے بعد اس مضمون کو دلائل کا اشاعت السنۃ سے اقتباس کیا ہے اور اس کے بعد کہا ہے اس قدر تذکرہ تو عام مسلمانوں سے متعلق تھا لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس بحث میں آپ گورنمنٹ کو زیادہ تر مخاطب کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ مختلف لوگ گورنمنٹوں کی توجہ جب کہیں اس معاملہ پر دلائی گئی تو انہوں نے علامہ اس بارہ میں معذرت کی کہ انہوں نے غلطی سے وہابی کا لفظ اس فرقہ کی نسبت لکھ دیا ہے۔ جس سے الہدیت صاحبان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ پس جبکہ وہابی کے لفظ کو ترک کر دینا مسلم ہر چکا ہے تو ہم نہیں جانتے کہ کیا اس کے الہدیت کا لقب استعمال کرنے میں کوئی ممانعت ہے؟ گورنمنٹ کو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک بدیہی بات بھی جا چکی ہے

کہ نام اگر بامعنی ہو تو اس سے یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ اس کے معنی جسے کے سوائے کسی نین پائے نہیں جاتے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر نام بامعنی ہوا تو اس کے اوصاف بالکل اس نام کے مفہوم سے متناقض بھی ہوں تاہم کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو اس نام سے بچا جائے جسے وہ بچا جانا پسند کرتا ہے بشرطیکہ اس سے کوئی ضد نہ ہو بلکہ ضد کی حالت میں بھی کوئی شریف آدمی بطور چڑکے کوئی نام اس کے لئے بچا جانا پسند نہ کرے گا۔ مثلاً کسی مجلس کا نام خیر خواہ نہ ہو اور وہ بالکل بدیون کی بدخواہی کر رہی ہو تاہم جب کبھی اس کا تذکرہ کریں گے تو اسی نام سے کریں گے جو اس کے اپنے لئے پسند کیا ہے اسی طرح کئی اخبارات ہیں جن کے نام کا مفہوم اپنی تحریروں کے بالکل متناقض ہے مگر پھر بھی اگر کوئی مخالف شخص ان کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کو ان کا نام اپنی الفاظ میں لینا پڑتا ہے جو انہوں نے اپنے لئے پسند کر رکھی ہیں پھر حال کسی موافق یا مخالف پہلو سے ہو کر دیکھا جائے تاہم کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ الہدیث کو ان کے ایسے لقب سے یاد فرمائے ہیں گورنمنٹ کو کسی قسم کا تذبذب یا تامل ہو۔ رفیق منہد کا اڈیشن خود ایک مشتہر جماعت شخص ہے اور اسی الہدیث

ہمارے پیارے رفیق بجاؤ قضاہ بن جعفریہ یا اہل فقہ استعمال کر لے تو مناسب تھا۔

کیونکہ الہدیث خود اہل سنت ہیں نہ اہل سنت کے مقابل و مخالف۔ ایک دفعہ پہلے رفیق نے الہدیث کے مقابل میں اپنے اہل سنت ہونے کا دعویٰ کیا تو اڈیشن اخبار مشیر نے (باوجودیکہ ان کو فرقہ اہل حدیث سے قدرتی مخالفت ہے) اپنے اخبار

۱۶ جنوری ۱۹۱۵ء میں ہمارے رفیق پر بالفانویل اعتراض کیا۔ پھر رفیق لکھتا ہے کہ ہمارے اور ان کے عقائد میں اختلاف ہے ہم سنت و جماعت ہیں وہ الہدیث۔ کیا تو اب سنت جماعت میں تو کیا الہدیث سنت جماعت نہیں؟ اشد و تنک اڈیشن صاحب یہ بھی جانتے ہیں کہ غیر مقلد سنت و جماعت نہیں۔ وہ ری تری حکومت

صاحبان کے عقاید سے بہت سے امور میں اختلاف ہے مگر وہ خود اور یہاں تک اسکا  
 علم ہے قریباً تمام مسجد اہل سنت و جماعت صاحبان کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ الہجدیث  
 یا کسی فرقہ کی نسبت بھی کوئی ایسا لقب استعمال کریں جو اس فرقہ کا دل دکھائے اور ایسے  
 حالات میں جبکہ ہماری گورنمنٹ ایک بالکل بے شکاوہ اور نیوٹرل پالیسی والی گورنمنٹ ہے  
 تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ الہجدیث صاحبان کو اس لقب سے یاد دہانے کسی قسم کا  
 تامل کرے جس لقب کو کہ وہ فرقہ اپنے لئے پسند کرتا ہے ۔

بلکہ بحال معلوم نہیں ہوا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی اعلان سرکاری کاغذات میں  
 اس فرقہ کی نسبت الہجدیث کا لفظ استعمال کئے جانے کی نسبت ہوا ہے یا نہیں ۔  
 لیکن اتنا ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ایسا اعلان نہ صرف اس فرقہ کی خوشنودی کا باعث  
 ہو گا جسکی طرف سے یہ درخواست کی گئی ہے بلکہ ایسا کرنا ہر طرح سے ہماری گورنمنٹ  
 کی صلیح کل اور مرتجان ذریعہ پالیسی کے لحاظ سے واجب اور لازمی ہے ۔

اس مضمون میں جبکہ ہم نے اقتباس کیا ہے وہ فیحیہ بات کہی ہے تو اس پر شہنہ ہند نے  
 اپنی اخبار ۲۴ جنوری ۱۹۷۸ء میں یہ سوال کیا ہے کہ ہمارا ہمدرد و عنایت تو فیحیہ کر  
 کہ اسکو الہجدیث کے کون سے عقاید سے اختلاف ہے اور وہ کون سے عقاید  
 ہیں جو الہجدیث نے کتاب و سنت کے خلاف اختیار کیے ہیں ” لہذا ہم کو اپنی ہماری  
 و فیحیہ طالب اتحاد و توفیق سے امید ہے کہ اگر آئندہ وہ اپنے آپکو وہ الہجدیث کے  
 مقابلہ میں ذکر کرنا چاہیں گے تو ان القاب و خطابات (خفیہ یا اہل فقہ یا پیران مجتہدین  
 و فقہاء) سے ذکر کریں گے جیسے ان کے فیہ ذاب نے اپنے تین مقابلہ اہل حدیث  
 ذکر کیا ہے ۔ چنانچہ ہمارے اس مضمون میں جس کو آپ نے پسند  
 کیا ہے اور اس پر ہمیں ریمارک لکھا ہے سو کہ کتب معتبرہ خفیہ بتقول  
 ہو چکا ہے ۔

ریمارک ریسرچر ہند لاہور مطبوعہ ۲۷ جنوری ۱۸۸۶ء

میں گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کی دو چٹیاں چھاپتے ہیں جنہیں منظور کیا گیا ہے کہ آئندہ سرکاری کاغذات میں دہلی کا لفظ مسلمانوں کے اس گروہ کے لئے استعمال نہ کیا جائیگا جو اس چٹیتے میں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کو بجائے دہلی کے احمدیہ پکارا جائے اور جبکہ گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا کہ آئندہ انکو دہلی لکھا جائیگا تو بے کو کو چاہیے کہ انکو دہلی کہندے اور لکھتے ہوئے محترم ہیں اور گورنمنٹ نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ ان کو آئندہ کس خطاب سے پکارا جائے گا لیکن انکو چاہیے کہ کوئی خطاب ان کے لئے تجویز نہ کر لیں اور ہمارے قیاس میں انکو اہل حدیث کہا کریں تو مناسب ہے فی الجملہ خط کتابت گورنمنٹ کی چھاپی جاتی ہے۔ اسکے بعد چٹیا گورنمنٹ کی نقل کی ہیں۔

ریمارک پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۲۹ جنوری ۱۸۸۶ء

### اہل حدیث

الہحدیث یا غیر مقلد خلیفہ مقلدون کے عرف عام میں دہلی کہتے ہیں عقائد مہول میں مقلدون سے بہت ملتے جلتے ہیں اگر کچھ اختلاف ہے تو صرف ذہنیات میں ہے۔ لیکن مقلد لوگ اس فرقہ کو عبد الوہاب نجدی سے منسوب کرتے ہیں اور عجب نہیں کہ ان کے حق میں کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہوں ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی تحقیق کے بعد انہوں نے اپنی یہ رائے قائم کی ہے بلکہ یہ اس باہمی مخالفت کو اکثر کا نتیجہ ہے جو اکثر مذہبی مباحثوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر ضروری نہیں سمجھتا کہ غیر مقلد یا الہحدیث میں اور لفظ دہلی میں فرق بیان کریں۔ \* \* \*

x x x جب یہ قانون گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ پنجاب دونوں کے  
پیشکاش سے پاس ہو چکا ہو تو ہمارے ہم وطنوں خصوصاً فرقہ اہل اسلام کو الہدیہ  
کی نسبت ایسا دل آزار لفظ تقریراً و تحریراً استعمال نہ کرنا چاہئے۔ اگر کریں گے تو  
ہم کو اندیشہ ہے کہ مبادا ایمل کے مقدمہ میں جو ابدی کرنی پڑے۔ بہتر یہی ہے  
کہ عدالت کی کش مکش اور ایک معزز فرقہ کی دل آزاری سے اپنے تئیں باز  
رکھیں۔

ریمارک مندرجہ بالا اخبار مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۶ء

اس رسالہ کے ایڈیٹر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے الہدیہ کے مفید منجانب  
تجاویز کے ایک یہ تجویز بھی گورنمنٹ مین پیش کی تھی کہ فرقہ اہل حدیث کو لفظ  
دوبلی سے مخاطب کرنا اس فرقہ کی دل آزاری کا باعث ہے۔ امید کہ سرکاری غذا  
میں اس فرقہ یعنی الہدیہ کی نسبت اس لفظ (دوبلی) کا استعمال نفیاً یا جاوی سو  
گورنمنٹ نے ازراہ انصاف اور رعایا نوازی اس درخواست کو منظور فرمایا۔ اور  
حضور گورنر جنرل نے باجلاس کونسل اس بارہ میں قطعی احکام صادر فرمائے کہ سرکاری  
کاغذات میں لفظ دوبلی کا استعمال نہ کیا جائے۔ سرکاری خط و کتابت جو اس  
باب میں ہوئی ہے اسکی نقل ذیل میں منج کجائی ہو۔  
(اسکے بعد نقل چھپات کر کے کہا ہے)

مندرجہ بالا اخبار پہلے ثابت ہو گیا کہ رسالہ اشاعت الملتہ اور اسکے ایڈیٹر کی تحریک گورنمنٹ  
کو کفار اعتبار ہے اور وہ تقریریں کیسی وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔  
فرقہ الہدیہ کے تمام اکابر وں اور جمیع علماء کو انواب سرکار پرنسپل صاحب بہادر  
لنٹ گورنر صوبہ پنجاب کا انگریز ادا کرنا چاہئے۔ جنہوں نے اپنی قیمتی اور عمدہ  
راز کے



لازؤ وٹفرن صاحب بہادر و ایس رائے و گورنر جنرل کا شکر گزار ہوتا و اجبات سے ہے  
جنہوں نے ازراہ انصاف ان کی اس درخواست کو منظور فرمایا

۱۸۸۶  
ریمارک آفتاب پنجاب لاہور مطبوعہ فروری ۱۸۸۶ء

کافذات سرکاری مین فرقہ غیر مقلدین کو وہابیوں کے نام سے

لکھنا شروع ہو گیا ہے

اعلم العلماء و افضل الفضلاء جناب رشتہ آب مولانا مولوی محمد حسین صاحب علامہ ثانی  
شم اللہ لاہوری مالک و ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ لاہور کی درخواست پر صاحب سکرٹری  
گورنمنٹ پنجاب نے بمنظور فرمایا گورنمنٹ ہند جو چہی جو اباب نام مولوی صاحب صوف  
رسالہ فرمائی ہے خلاصہ اسکا ہم ذیل میں بدینہ ناظرین کرتے ہیں  
(اسکے بعد حیثیات گورنمنٹ کو نقل کر کے کہا ہے)

ہمارے واجب التعمیم شیوایان دین - یعنی امیہ گروہ مقلدین کو اس چہی کے مضمون پر  
ذرا غور سے نگاہ فرمائی جائے کہ آیا گورنمنٹ کو (جسکا دین و مذہب تم سے مخالف ہے)  
کہنا تاکہ نگہداشت عزت و حرمت دین تمہارے کی مد نظر ہے - جسے اسی مین تمدنی  
کے پیروں اور اسی ہمپہ کی امت کہلائے والوں کی ایک جماعت کی (جسکے پیروں اور  
توابع مین سے تم بھی ہو) یہاں تک عزت افزائی فرمائی - کہ جو اپنے ہی حقیقی بہائیوں  
کی نورانی پیشانیوں پر - تنہے حقارت کا ٹیکا لگایا تھا اسنے اپنے راجم خسروانہ سے  
دور کر دیا - کیا اگر ذرا بھی غور سے نگاہ کر کے دیکھو تو یہ حکم تمہارے لئے - سبق  
عبرت نہیں ہو سکتا - کہ غیر قوم مذہب والے تو تمہارے دین کی اس حد تک عزت  
کرین اور تم اپنے باہم ایک دوسرے کے حق مین کفر و اتحاد کے فتوے صادر کرو -

اور تحفہ کی نگاہ سے دیکھو۔ اور تھک انگریز تو میں امیر خطا لون سے ایک دوسرے کو  
 بھاری کیا دوسرے بہائی کی تحفہ و توہین تمہاری اپنی ہی توہین و تحفہ نہیں؟  
 ایڈیٹر آفتاب پنجاب بھی کہ وہ مقلدین سے ہے لیکن اسکے نزدیک تو ایک دین کے  
 پیرو اور پیغمبر کی امت کو صرف چند میل فروری کے مخالف کی وجہ سے اپنا دشمن  
 سمجھ بیٹھا اسکے مساوی ہے پیسے کوئی دانشمند عقل مجسم اپنے دوسرے بہائی کو بد  
 نسل و بد اصل کے نام سے پکار کر اپنی شرافت و نجابت ثابت کرنا چاہتا ہو خدا ہماری  
 معزز بہانیوں کو ہدایت اور توفیق بخشے کہ اس جنون سے اپنی آپ کو پاک کر کے اتفاق  
 اتحاد و ہمدردی اپنا فرض اصلی سمجھیں اور اپنے ہاتھوں اپنی بیخ کنی سے باز آئیں۔  
 اس ریمارک پر آفتاب پنجاب کا دوسرا پارک مطبوعہ ۲ فروری ۱۸۸۶ء

الفاظ غیر مقلد کے خطاب سے الہدیث کا تنفر  
 چٹھی محکمہ محترمہ سیکریٹری گورنمنٹ پنجاب کے موصول ہوئے پر ہم نے آفتاب کے کسی  
 پرچہ گذشتہ مہینہ ریمارک کیا تھا جس میں فرقہ الہدیث کی نسبت ہم نے لفظ غیر مقلد کا  
 استعمال کیا تھا اس پر وہ الہدیث کے واجب التعظیم مولانا مولوی محمد حسین صاحب  
 علامہ بٹالوی و ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ لاہور کا ایک شفقہ کرامت طراز ہمارے نام  
 موصول ہوا جس میں جناب مدوح نے اس لفظ غیر مقلد کے استعمال پر اعتراض  
 فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہر چند لغوی معنی میں یہ لفظ برا نہ ہو تاہم معنی  
 میں اصحاب مقلدین اس لفظ کو فی زمانہ استعمال کر رہے ہیں وہ بے شک الہدیث  
 کے لئے دل شکن سمجھا جاتا ہے۔ لہذا ہم بڑے ادب کے ساتھ جناب مدوح کو خیریت  
 میں ملتیں ہیں کہ جہاں تک لفظ غیر مقلد کا استعمال ہماری قلم غزرقم سے ہوا ہے  
 وہ محض سہو و خطا تھا نہ عمدہ اور کسی ارادہ سے ہم اپنی اس غلطی کے واسطے

جناب مروج سے معافی کے خواستگار ہیں ہر چند ہم خود گروہ مقلدین سے ہیں لیکن پیشوایان فرقہ فریق ثانی کو ہم اس سے کم واجب التعلیم نہیں سمجھتے جیسے کہ علماء توالیع حضرت ابوحنیفہؒ کو جہاں تک ہمارا قیاس چلتا ہے یہ چند اختلافات فرعی۔ مثلاً آئین بالجہد و رفع یدین وغیرہ وغیرہ کوئی ایسے آہم امور نہیں جن کی بنا پر فرقہ اہل حدیث سے ہم اپنے آپ کو قطعاً الگ تہلک سمجھنے لگیں وحدانیت حق جل و علا۔ وحقیقت رسالت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب صاحب

حیسان متفق ہیں۔  
ریمارک اخبار وزیر الملک مطبوعہ فروری ۱۸۸۶ء

### الحدیث کو مشرودہ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری نے بڑی کوشش اور سعی سے گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلائی کہ الہدیہ کو واپسی نہ لکھا جائے چنانچہ درخواست منظور ہو گئی چٹھی کا ترجمہ ذیل میں مروج کیا جاتا ہے۔ پھر بعد نقل حیثیات کہا ہے۔

ایڈیٹر ہم اس کوشش کی کامیابی دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور گورنمنٹ کے بھی شکور ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عوام الناس بھی اس لفظ کو جیسے کہ گورنمنٹ نے مکرہ سمجھا ہے بڑا جانکر اسکا استعمال کریں گے۔ اور کسی خاص فرقہ کو اس لقب کرنے میں تامل کیا کریں گے۔

ریمارک اخبار شمعہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۶ء

### الحدیث کو واپسی کہنا منزل حثیت ہے

ہم اس عنوان پر گذشتہ شمعہ ہند میں ایک مدلل آرٹیکل لکھ چکے ہیں۔ اسکی تائید میں

آج ہم مندرجہ ذیل احکامات جو گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند نے صادر فرمائے ہیں درج کرتے ہیں اور عوام کو بتاتے ہیں کہ جس صورت میں خود گورنمنٹ ہند نے لفظ دہلی کے استعمال کو الہود بریت کے حق میں لائیں بل قرار دیا ہے تو عوام انھیں وہ کہہ کر وہ جو اہل حدیث کو اس نکرہ اور دل شکن لقب سے یاد کرتا ہے وہ کہہ رہے ہیں اور نہ اسکا استعمال منجملہ کتاب الہی جہانم کے محسوب ہو گا جس کی تصحیح مجموعہ تشریفات ہند میں موجود ہے۔ **واللہ اعلم**

(اس کے بعد چٹیا کی نقل کی ہے)

دیار کے اخبار نرجمان ناگپور مطبوعہ ۱۳ جنوری

فرقہ الہود بریت باجلاس سپریم گورنمنٹ

اس کے بعد چٹیا گورنمنٹ کی نقل کر کے کہا ہے

مژدہ دار اسے کہہ کر وہ اہل حدیث کہ گورنمنٹ ہند نے تمہاری طرف توجہ کی اور تمہارے بیچ کو جو باعث اطلاق لفظ دہلی کے ہو گیا اور سرکاری کاغذات میں اس کو وہ لفظ کے استعمال کو منع کر دیا۔ بھان اہل گورنمنٹ کو حالانکہ وہ غیر قوم ہے مگر اپنی عیال کے بیچ دل آزاری کا کقدر خیال ہے اس لیے کہ ہم قوم کو اس کا کچھ لحاظ نہیں اپنی قوم کی دل آزاری کے درپے رہتے ہیں کہ وہ آپ اپنا بڑا کرتے ہیں بہر کیف ہم اپنی مہربان گورنمنٹ کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے اپنے معزز مہضرمہ لوی ابو سعید محمد حسین صاحبہ اوٹیر اشاعتہ السنۃ لاہور کا خدایت ممنونیت کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ کے حسن اہتمام سے یہ کارروائی طے پھرنی عند اللہ ماجر و عند الناس مشکور ہوئی جزا ہم

السید خیر الجزار الخ \*

### ریمارک اخبار خیر خواہ عالم دہلی مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۶ء

ایڈیٹر سالہ اشاعت السنہ کی مٹی کا جواب بنام سکرٹری گورنمنٹ پنجاب اچکا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل اپنا اتفاق رائے سہ چارلس اچسپن سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ ”دہلی“ کا استعمال کٹری کا غذا میں سدود کیا جائے۔ مگر یہ بات ضرور لحاظ کے قابل ہے۔ کہ گورنمنٹ نے جو اس لفظ کی موقوفی کا حکم فرمایا ہے وہ کس خیال پر مبنی ہے۔ اس کا جواب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہماری پولیشن گورنمنٹ کو مصالحت اور باہمی ترک دل آزاری ہر حال میں پسند ہے۔ پر حیف ہے ان مسلمانوں کی حالت پر جو کلمہ کے شریک ہو کر ایک دوسرے کو مشرک یا دہلی کہیں جو سخت ایذا پہنچانے والے القاب ہیں۔ \*

### ریمارک سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۱۸۸۶ء

گورنمنٹ نے سرکاری کا غذا میں لفظ ”دہلی“ کے استعمال کو متروک کر دیا ہے کیونکہ پولیشنل محاورہ میں دہلی کا لفظ باغی سلطنت پر ٹوٹا جاتا ہے اور یہ اس فرقہ کی دل آزاری کا موجب تھا۔ \*

### ریمارک اخبار جدید قزاق کار مدرس مطبوعہ ۱۹ فروری ۱۸۸۶ء

جب گورنمنٹ نے اس لفظ کو دل آزار اور لائیل تسلیم کر کے اس کے استعمال سے ممانعت کا حکم دیا ہے تو پھر ہمارے دیسی اور وطنی بھائیوں کو کب مناسب ہے کہ

وہ فرقہ الیحدیث کو اس دل آزار لفظ سے یاد کریں۔

ریمارک پینٹ انسٹیٹیوٹ گزٹ، ۱۸۸۶ء

”محدی“ اور اسی نام کی خسہ رابی

”وہابی“

مسلمانوں کے ”محدی“ یا عامل بالحدیث فرقہ کو جسکو عیسائیوں کے قول کے رومی پیورٹین محمدؐ بھی کہہ سکتے ہیں دوسرے فرقہ کے مسلمانان ”وہابی“ کے خطاب سے پکارتے ہیں اور اسکی وجہ سے لغو اور بے دلیل گورنٹ میں ان کی بدنامی ہو گئی ہے۔ ہر شخص اس بات سے واقف ہے کہ ”وہابی“ کا لقب بالفعل مومنا اس شخص کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے جو گورنٹ کا دشمن اور بدخواہ ہے۔ البتہ اس لقب کا اطلاق محمدیوں کی ذات پر نہیں ہو سکتا ہے۔ پیورٹین عیسائیوں کو ”ڈیسٹر“ اور شیعہ مسلمانوں کو ”افضی“ کہنے سے رخصت کہ ان کے مخالف ادھین کہتے ہیں) اس درجہ کی تذلیل نہیں مراد ہے جتنی کہ محمدیوں کو ”وہابی“ کہنے سے ہم مولوی ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اخبار اشاعۃ السنۃ واقع لاہور اور گورنٹ پنجاب و گورنٹ ہندوستان کے ادون مراسلات کہ جو اس مادہ میں ہوئے ہیں ذیل میں شائع کرتے ہیں جبکہ دیکھنے سے یہ امر صاف ظاہر ہوگا کہ یہ لقب محمدیوں کے حق میں کبھی نہیں استعمال کیا جاسکتا اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری ہم وطن خصوصاً ہمارے ہم مذہب لوگ آئندہ سے اس فرقہ کے حق میں وہابی کا لقب کبھی استعمال نہیں کریں گے۔ اس کے بعد مہیات کو نقل کیا ہے۔

ریمارک اخبار پینٹ انسٹیٹیوٹ گزٹ، ۱۸۸۶ء

ایڈیٹر اخبار پینٹ انسٹیٹیوٹ گزٹ، ۱۸۸۶ء

نقل کیا ہے۔ اس کے بعد کہا ہے۔

جب گورنٹ سٹے اس لفظ کو دل آزار اور لائبل ٹیبل کر سکے اس کے استعمال پر مخالفت کا حکم دیا ہے تو پھر ہمارے ویسی اور ہر وطنی بھائیوں کو کب مناسب پڑے کہ وہ فرقہ بندی کا دل آزار لفظ سے یا کریں ہمیں امید ہے کہ ہر قسم کے اہل اسلام آئندہ اس لفظ کا استعمال بخیرین گئے اور ایک فرقہ کی دل آزاری محض نہیں ہے بلکہ اس سے کسی کو خراب الفاظ سے بھارت ہے تو خواہ مخواہ اس کی دل آزاری ہوتی ہو۔

### ۱۸۸۷ء ریکارڈ اخبار کوہ نور لاہور پبلشرز لاہور

ہم ذیل میں نقل چھپی سکرٹری گورنٹ پنجاب و چھپی گورنٹ ہند موسمی مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ درج کرتے ہیں۔ اس سے ناظرین پر واضح ہو گا کہ گورنٹ سٹے سرکاری کاغذات میں لفظ دہالی کا استعمال قطعاً موقوف فرما دیا ہے اور مخالفت کی گئی کر دی ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے اپنے دیہی بھائیوں اور ہم وطنوں سے خواہ وہ کسی مذہب اور ملت کے کیوں نہ ہوں یہ سفارش کرنی کچھ بجا نہ ہو گی کہ وہ بھی آئندہ فرقہ بندی کا لفظ کو اس لفظ دل آزار جس سے اس کی ایک گونہ تکانت تصور ہے کہ بھی یاد نہ کیا کریں گے۔

### ۱۸۸۷ء تقریریں اخبار مولوی گزٹ لاہور پبلشرز لاہور

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری کا شکریہ ہے کہ صرف انہی کی سعی جمید سے گورنٹ آف انڈیا نے پنجاب اور تمام ہندوستان میں سرکاری خط کتابت سے لفظ دہالی کا استعمال آئندہ کے لئے منسوخ کر دیا ہے۔ گو دہالی کے لفظی معنی یہ ہیں کہ خدا کے احکام سننے والا مگر چند ایسی وجوہات سے (جبکا

ہرمان ذکر کرنا نہ تو کچھ عمدہ نہایت اور نہ مفید ہے) اس لفظ کو اچھے معنوں میں نہیں  
 لیا جاتا اس فرقہ کے لوگ عام مسلمانوں سے اپنی امتیاز نہیں چاہتے لہذا انہی  
 درخواست ہے کہ آئندہ اس لفظ کے استعمال کو ان کی نسبت متروک کیا جائے  
 گورنمنٹ کا اس درخواست کو منظور کرنا منصفانہ اور مناسب الوقت ہے

نقل چینی پریسنگ سٹریٹری گورنمنٹ پبلیکیشنز فریق کو خط ابجدیہ  
 مخاطب کیا گیا ہے

پیارے بہنوئی صاحب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب - میں نے آج خلاصہ مکالمہ جو مجھ اور آپ  
 میں ہوا صاحب لٹمنٹ گورنمنٹ میں عرض کیا اور حسب ارشاد صاحب مدد  
 بیان کرتا ہوں کہ آنحضرت نے ابجدیہ کا ایڈریس کمال مسرت سے ۱۶ ماہ حال کو  
 لینا منظور کیا ہے۔ ٹھیک وقت اور مقام سے جہان ایڈریس لیا جائے گا میں بعد  
 مطلع کیا جاؤں گا۔ ہر بانی کے ایڈریس کی ایک نقل یا اگر یہ فارسی میں ہو تو اسکا  
 انگریزی ترجمہ کچھ ہر پشیر میرے پاس بھیجیں۔

(۲) دوبارہ آپ کی خواہش ثانی میرا پس ایچمین ابجدیہ کے کمال مزین  
 ہیں کہ اوٹھن سٹے ہر بانی سے دعوت میں شریک نہ چاہا لیکن انہوں نے کہتے  
 ہیں کہ وہ اس دعوت کے قبول کرنے سے معذور ہیں۔ کیونکہ آنحضرت کا

ایڈریس دل و دل سے کرنا کا یہ قول بہت صحیح ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہر عام  
 مسلمان کو کسی خاص خطاب کے ساتھ متنازع کیا جائے جاری دلی آرزو ہے کہ سب کو ہر مذہب مسلمان  
 یا عجمی "لقب" مخاطب کیا جائے۔ ہمارا خطاب ابجدیہ کو پسند کرنا اسی حالت میں ہے کہ ہر  
 عام مسلمان ہر متنازع کے کوئی خطاب نہ کرنا چاہیے چنانچہ سالہ ۱۹۰۶ء میں ہم اس شرط پر  
 تصدیق کر چکے ہیں جسکا فقرہ شرطیہ نمبر ۶ جلد ۹ صفحہ ۱۹۸ میں بھی نقل ہے۔



وقت اور کاموں میں بالکل تقسیم ہو چکا ہے اور اس لئے وہ قبول دعوت کا انتظام نہیں فرما سکتے \*

میں ہوں آپ کا صادق  
جے۔ آر۔ ڈنلوپ سمتھ  
پرائیوٹ سکرٹری  
لفٹ گورنر پنجاب

ان تحریرات (ملکی و سرکاری) کا نتیجہ  
ان تحریرات سے صاف اور یقینی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظ ”وہابی“ کو گورنٹ  
اور ملک لئے دل آزاد تسلیم کر لیا ہے۔ اور بجائے اسکے اس فریق اہل اسلام کے  
حق میں (جن کی نسبت یہ لفظ استعمال کیا جاتا تھا) خطاب ”الہدیت“  
منظور فرمایا \*

اس سے ہمارے عینی و علانی دو لو قسم کے اخوان اہل اسلام کو عبرت  
و استقامت کا سبق لینا چاہئے \*

ہمارے علانی بہابی (حنفیہ وغیرہ اتباع فقہاء) تو اس سے پیش حاصل  
کرین کہ آئندہ وہ اپنا اسلامی بہانیوں الہدیت کو کہی اس دل آزاد لفظ ”وہابی“  
سے یاد نہ کریں۔ اور اس میں اپنی گورنٹ کی (جو باوجود غیر مذہب ہونیکے اپنی  
رعایا کی منطقت دو بلجوبی کرتی ہے) پیروی کریں \*

ہمارے عینی بہابی الہدیت اس حکم گورنٹ کو غنیمت سمجھ کر اس پر اکتفا و تمنا کرتے  
کرین اور اپنے اسلامی بہانیوں کے ”وہابی“ کہنے کی کچھ پروا نہ کریں۔ اور یہ  
سمجھ لیں کہ اس لفظ کے استعمال سے انکو کچھ نقصان پہنچنے کا احتمال تھا اور  
اسی صورت میں تھا کہ گورنٹ یا عہدہ دار ان گورنٹ اس لفظ کو ان کے حق میں

استمال کرتے۔ سو بچہ الہد چاتا رہا۔ گورنٹ نے اس لفظ کے استعمال کو اپنے  
کارپانڈنس میں موقوف کر دیا۔ اور اس فرقہ کا عام اہل اسلام رعایا کی مانند وفادار  
ہونا اور سر نو ظاہر و شہر فرمایا۔

اسلامی رہائشیوں کے وہابی یا اس سے بھی بڑے بکری سے الفاظ "شرابی یا کبابی"  
کہنے سے انکا کیا ضرر و نقصان ہے جبکہ وہ درپے تدارک ہوں۔ اور یہ بھی  
جان لین کہ عوام کا منہ بند کرنا بھی کوئی اسان امر نہیں ہے۔ عوام کو جس امر سے  
روکا جاوے وہ بھگم "الانسان جریص علی مانع" اور اس پر اصرار کرتے ہیں۔ اور  
اسکو منع کرنے والے کی چڑ بنا دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اہودیت کے وکیل "اشاعۃ السنۃ" نے گورنٹ سے صرف  
اس امر کی درخواست کی تھی کہ سرکاری کاغذات میں انکو لفظ وہابی سے یاد نہ کیا  
جاوے نہ یہ کہ عام لوگوں کو اسکی استعمال سے روک دیا جاوے۔

بنیاد علیہ ہمارے عینی بنیابی اہودیت کو ہرگز مناسب نہیں ہے کہ اپنے  
اسلامی رہائشیوں کے وہابی کہنے سے چڑیں یا اس لفظ کے سبب کسی پر از اشتی  
عرفی میں پالاش کر دین ایسا کرنے میں عام صلح پسند اور اہل تہذیب کی نظروں  
میں اچھی کم مصلحتی ثابت ہوگی اور گورنٹ کی نظروں میں بھی ان کی وہ وقت پر  
جرا سوقت ہے۔

ان سرکاری عہدہ داران سے کوئی شخص راہنی ہو خواہ اعلیٰ اس وقت  
کے کسی فرد کو سرکاری احکام و تحریرات میں وہابی کہے تو اس کی اطلاع اپنی تھی  
وکیل (راویۃ اشاعۃ السنۃ) کو کرنا ضروری ہے۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اس عہدہ دار  
کی خواہ کسی صوبہ یا ضلع ہندوستان میں ہو گورنٹ میں رپورٹ کریگا  
اور اس عدول علی حکم گورنٹ کا کامل تدارک کر اسے گا۔ یہ امر اس حکم گورنٹ کا

عین مقتضی ہے۔ اور صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے ازراہ فطرت عینیت خاکسار کو اس رپورٹ کر سنے کی زبانی بھی اجازت دی ہے۔  
اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور اسکی تائید میں ایک آؤر مضمون لکھتے ہیں جس میں جوہلی کے موقع پر اہلحدیث کی نظام سرت واداسے شریعت پر دلائل شریعت کتاب السنہ و سنت سے شہادت کا بیان ہوا اور سارا شہادت کا سپیشلی فرض مضبی ہے۔

## اہل اسلام کی سرت موقع جوہلی شریعت کی شہادت

جوہلی کے موقع پر اہلحدیث وغیرہ اہل اسلام رعایا برٹش گورنمنٹ نے جو خوشی کی ہو اور اپنی مہربان ملکہ قیصر ہند کی ترقی و ترقی و استقامت کے لئے دعا کی ہو اسکے جواز پر کتاب و سنت میں شہادت پائی جاتی ہے۔  
اس مضمون میں دلائل کتاب و سنت کا بیان و عرض ہے ہوتا ہے ایک یہ کہ گورنمنٹ کو یہ یقین ہو کہ اس موقع پر مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے سچے دل سے کیا ہے اور اپنے مقدس مذہب کی ہدایت سے کیا ہے۔ سرت نظام داری اور جھوٹے خوشامد سے کام نہیں لیا۔ وہ مسرتی یہ کہ تاواقف مسلمانوں کو (جو کتاب السنہ و سنت میں نظر نہیں آسکتے۔ مسرتی شریعت کی پوسند و اتین یا سنی سنائی باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں) مسلمانوں کے اس فعل میں عدم جواز اور مخالفت شریعت کا وہم و گمان پیدا نہ ہو۔  
ہم اس مقام میں ہندوستان کے تمام اہل اسلام کے افعال و سرت

انہما عقیدت سے بحث کرنیکی گنجائش نہیں پاتے لہذا صرف ان افعال و اقوال پر جسے اہلحدیث نے انہما سرست و تادیر شکر و سلطنت کیا ہے کتاب و سنت کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اسی پر باقی اہل اسلام کے افعال و طرق مسرت کا قیاس ہو سکتا ہے۔

پس واضح ہو کہ جو کچھ اس موقع پر اہلحدیث نے کیا ہے وہ امور ذیل ہیں۔

(۱) ملکہ معظمہ کی تعظیم کرنا۔ اور تعظیمی الفاظ سے اسکو یاد کرنا۔

(۲) ملکہ معظمہ کی حکومت پچاھ سالہ پر خوشی کرنا اور اس خوشی میں مسلمانوں کو کھانا کھلانا۔

(۳) برٹش سلطنت کی اطاعت و عقیدت کو ظاہر کرنا اور اس کو غرض مذہبی بنانا۔

(۴) اس سلطنت کی برکات و احسانات (امن آزادی وغیرہ) کا اعتراف ہونا۔ اور اس پر ملکہ معظمہ اور سلطنت کی تعریف کرنا۔ اور شکر گزار ہونا۔

(۵) ملکہ معظمہ اور اسکی سلطنت کے لئے دعا و سلامت و حفاظت و برکت کرنا۔ و علیٰ ہذا التیاس۔

ان امور سے کوئی امر بھی ایسا نہیں ہے جسکے جواز پر شریعت کی شہادت پائی نہ جاتی ہو۔ تاہو آقافوں کے دماغ میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ ملکہ یا سلطنت کا عیسائی مذہب ہے لہذا اسکی تعظیم وغیرہ امور مذکورہ مسلمانوں کو جائز نہیں ہیں۔

اس خیال کے ابطال میں ہم ایسے دلائل کتاب و سنت پیش کرتے ہیں جن میں غیر مذہب کے لوگوں سے تعظیم وغیرہ امور کے ساتھ پیش آنا صاحب شریعت شرابا ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ کہہ دینا بھی واجب سمجھتے ہیں کہ ان امور میں ملکہ یا سلطنت کا مذہب عیسائی ہرگز پیش نظر نہیں ہے بلکہ صرف سلطنت اور اسکے برکات اور فوائد

اسن آزادی وغیرہ منحوطہ ہیں۔ دنیا میں ایسا مسلمان کوئی نہ ہوگا جو اس سلطنت کو مذہب (عیسائی) کو اچھا سمجھتا ہو یا اس مذہب کے قیام و استحکام کے لئے دعا کرتا ہو۔

### امراول پر (بجملہ امور مذکورہ) شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاطین غیر مذہب کو اپنے مراسلات میں تعظیمی الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ اور اقوام غیر کے وفود (ڈیپوٹیشنوں) کا اکرام کیا اور انہیں خلفاء اور جانشینوں کو ان کے اکرام و تعظیم کا حکم دیا۔

صحیح بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ روم کے بادشاہ ہرقل کو (جو عیسائی مذہب) تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لکھا تو اسکو عظیم الروم کے خطاب سے یاد فرمایا۔

من محمد بن عبد الله ورسوله الى  
هرقل عظيم الروم (صحیح بخاری ص ۵  
و مسلم ص ۹ ج ۲)

ایسا ہی مصر و سکندریہ کے بادشاہ مقوقس کو (جو عیسائی تھا) اور فارس کے بادشاہ کسریٰ کو جو مجوسی تھا نام تحریر فرمایا تو لقب عظیم قبط اور عظیم فارس سے مخاطب فرمایا۔

من محمد بن عبد الله ورسوله الى المقوقس عظيم القبط (را لہذا)  
من محمد بن عبد الله ورسوله الى كسرى عظيم  
فارس (نزل المعاد ص ۵۱۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کو باوجودیکہ وہ آنحضرت کے ماتحت نہ تھے خود سر اور مستقل بادشاہ تھے عظیم کہنا۔ اہل اسلام کے اپنی ملکہ کو جنکے ظل حکومت میں وہ رہتے ہیں منظم کہنے سے بڑیکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو تم تعقیف کا (جہلمان نہ تھے) ڈیپوٹیشن آیا

قدم علیہ وفد تعقیف فقال الغیر بن شعبہ یا رسول الله انزل قومی علی فاکرم فقال رسول الله

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفیر بن شعبہ کو اذن دیا کہ وہ انکا

الامتنان تکرم قومک (نزدالمعاد ص ۴۸)

اکرام کرے

**قوم ملی کا ڈیپوشیشن** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو روفیع بن

ثابت نے انکو اپنے پاس نہرایا یہ روفیع ابون کبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آیا تو آنحضرت صلعم نے اسکو اور اسکی قوم کو مرجا فرمایا۔

اس اکرام و ملاطفت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس ڈیپوشیشن نے اسلام قبول کیا۔

**قوم صدا کا (جو سلمان نہ تھے) ڈیپوشیشن** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت سعد نے اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے گھر میں اوتار ا اور اہل ان کا

قدم علیہ وقد بلے فی ربیع الاول من سنۃ تسع فائز ہم روفیع بن ثابت البلوئی حذۃ و قدم ہم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال ہوا ۛ قوی فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرجا بلے بقومک (نزدالمعاد ص ۴۹)

قدم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ای من صدا) فقال سعد یا رسول اللہ دعم فیہ داعی فزیر علیہ فیہام واکرمہم (نزدالمعاد ص ۵۰)

اکرام کیا

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاء و دانشمنوں کو فرمایا ہے۔**

چنانچہ صحیح بخاری میں منقول ہے کہ ڈیپوشیشنوں (یعنی مخالفین مذہب کیوں نہ ہو) کی ایسی ہی خاطر داری و تکریم کیا کرو جیسے میں کرتا ہوں۔

اجیرو فی الوفد بنحو ما کنت اجیرہم (صحیح بخاری ص ۴۹)

ای اکرموہم بالفضیلتہ والتطیب لنفوسہم ولا خافتہم سواہم کانوا مسلمین او کفاراً (بخاری)

جب مخالف مذہب ڈیپوشیشنوں کے اکرام و تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل و تقریر سے ثابت ہے تو بادشاہ وقت جبکہ اہل اسلام رعایا اور ماتحت ہوں تعظیم و تکریم کے ثبوت جواز میں کن شک کر سکتا ہے۔

## امروم پر شہادت

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ روم (جو اس وقت عیسائی تھے) اس مملوک ہو گئے ہیں پر چند سالوں میں وہ فارس پر (جو مجوسی تھے) غالب آئیں گے اور اس دن مسلمان خدا کی مدد سے (جوان عیسائیوں کو ہلکی) ٹھوس ہوں گے خدا جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے وہ غالب

الم غلبت الروم فی احدى الارض و هم من بعد غلبهم سیغلبون فی بضع سنین اللہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء و هو العزیز الرحیم۔ (روم ۱۶)

ہے اور رحم والہ

عامہ تفاسیر معالم وفتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ رومی (عیسائیوں) پر فارسی مجوسی غالب آئے تو کفار کہ خوش ہوئے اور بولے کہ ہم بھی تپڑا لے لے لے (مسلمانان) غالب ہوں گے۔ جیسے فارسی رومیوں پر غالب ہوئے ہیں۔ مسلمان یہ چاہتے تھے کہ رومی فارسیوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور اسلام سے قرب رکھتے تھے اور فارسی مجوسی تھے جنہ کفار کہ قرب رکھتے تھے جیسے یہ آیت اتری۔ یہ منکر سلمان بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت صدیق اکبر کفار کہ سکے پاس جا کر بولے کہ تم خوش مت ہو بخدا رومی فارسیوں پر غالب آئے۔ گے۔ جب

قال اهل التفسیر ظہرت فارس الروم ففتح بذلك کفار مکة وقالوا الذین لیس لهم کتاب غلبوا علی الذین لهم کتاب وافتخروا علی المسلمین فقالوا نحن ایضاً نغلبکم كما غلبت فارس الروم وکان المسلمون یحبون ان ینظر الروم علی فارس لانهم اهل کتاب ای نصاری فهم اقرب الی الاسلام والفرس یحسبهم اقرب الی کفار قریش فزیلت الم غلبت الروم رفیع البیان ۱۰۳۳

فتح ابوبکر الی الکفار فقال فرحتم بظہارکم فلما اتفقوا فواللہ لیخربن الروم علی فارس علی ما اخبرنا بذلك بشا۔ x x فتح الروم من فیض اللہ

الروم علی فادیس قال السدی فتح النبی  
والموذن یظہرہم علی المشرکین یوم بدر  
وظہر اہل الکتاب علی اہل الشرک  
(معالم ۶۵ و ۶۸)

اس شہادت کے مطابق روم کو فارس پر  
فتح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم اور مسلمان بہت خوش ہوئے  
اسی قسم کی خوشی ہے جو مسلمانان

ہندوستان حکومت پنجاب سالہ قیصر ہند پر کی ہے کیونکہ حکومت فتح کا نتیجہ دلازمہ ہے اور دونوں  
کا حکم ایک ہے۔

اور اس شہادت حکومت پنجاب سالہ قیصر ہند کو فتح ہوئی ہے (جیسا کہ برہما کی فتح) تو وہ  
بھی ویسی ہی فتح ہے جیسے روم کو فارس پر ہوئی تھی کیونکہ اہل کتاب کی بت پرستیوں پر  
فتح ہے کسی مسلمان سلطنت یا ریاست پر پھر مسلمان اسپر کیوں خوشیاں نہ منادیں۔ اور پھر  
قرآن اور پیغمبر کی پیروی کیوں نہ کریں۔

آزادی مذہبی جو اس سلطنت میں مسلمانوں کو حاصل ہے وہ بجائے خود ایک مستقل  
دلیل جو امت مسلمہ کی آزادی مذہبی کی نظر سے مسلمانوں کو اس حکومت پر یہ قدر  
سرت لازم ہے بقدر انکو اپنے مذہب کی سرت و محبت ہے۔ خصوصاً اگر وہ اہل الحدیث  
کو جبکہ جو اس سلطنت کے اور کہیں ایسی آزادی حاصل نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت حبشہ میں (جو عیسائی تھی) اس آزادی  
مذہبی کا حال بنا تو اپنے اصحاب کا کہ تنظیم چھوڑ کر اس سلطنت کے زیر سایہ رہنا پسند فرمایا  
(جیسا کہ شہادت امر جامہ میں آتا ہے) پھر اس آزادی مذہبی کی نظر سے مسلمان  
اس سلطنت کو (جہین انکو آزادی حاصل ہے) پسند کریں اور انکی فتح و حکومت پر  
اس خوشی سے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو فتح روم پر ہوئی تھی)  
بڑھ کر خوشی نہ کریں تو وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو کیونکر  
کہلا سکتے ہیں۔



مہرہ کہ اس خوشی میں انہوں نے اہل اسلام کو کہا نا کہلایا یا دوسری عبارت میں یون کہو کہ ٹیٹ اپنا بہرا اور گورنٹ کو خوش کیا "سو اس کی بہتری پر کوئی طالب دلیل نہوگا +

یہاں شاید چارے اسلامی ٹیٹ سوال کریں کہ آپ کے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر (۱۰) جلد ۹ میں شادیوں کی دعوتوں کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے اس میں دہوم نام کی دعوتوں کو جس میں فخر و ریاد نام آوری مطلوب ہو ممنوع لکھا ہے پھر یہ دعوت جو جلی حسین سر فخر و نام آوری مقصود تھی کیونکر جائز ہو گئی۔ ہمیں بتائیے کہ ایک صاحب جو اس دعوت میں تشریف لائے تھے یہ فرما بھی گئے ہیں کہ آہ تو مولوی صاحب (خاکسار) شادیوں کی دھوم دھام والی دعوتوں سے منع کریں گے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ان دعوتوں اور اس دعوت میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ وہاں ذاتی فخر اور نام آوری مقصود ہوتی ہے یہاں فخر و نام آوری مقصود تھی تو قومی اور اسلامی۔ یہاں شکر محسن گورنٹ (جسکا بیان شہادت امر چلیم میں ہوگا) کے علاوہ فخر و نام منظور تھا تو نہ کسی خاص ایک شخص کا بلکہ اسلام اور کل اہل اسلام خصوصاً اہل حدیث کا +

اس دہوم دھام میں ہم نے گورنٹ پر یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ اسلام محسنوں کے سرست میں شریک ہونا یون کہلاتا ہے اور اہل اسلام اپنے محسن گورنٹ کے ایسے شکر گزار ہیں +

لہذا یہ فخر و ریاد ہے تو اس ریا کے شاہد ہے جو حج میں ملوان کے وقت اگر لڑ چلنے میں پایا جاتا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اعزاز و اظہارِ ثروت جسانی مسلمانانِ معینہ کے لئے (جبکہ کفار مکہ نے کہا تھا کہ مدینہ کے بخار سے انکو ست کر دیا ہے) شروع فرمایا تھا۔ یا اس فخر کی مانند ہے جو حضرت جابر کے

ان اشعار میں پایا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی طرح  
و حمایت میں اور ہونے لگے بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے منبر پر بیٹھ کر سنائے تھے \*

### امر سوم پر شہادت

اطاعت اور عقیدت سلطنت سے ہماری اور ہر مسلمان کی یہ مراد ہے کہ اس سلطنت  
کی بغاوت نہ کریں و یہ کہ اپنے مذہبی اور عقاید اسلامی میں سلطنت کے تابع  
ہو رہیں۔ سو اس صفت کی اطاعت و عقیدت سلطنت (غیر اسلامی کیوں نہ ہو)  
کا حکم نصوص قرآن و حدیث میں موجود ہے \*

خدا تعالیٰ فرماتا ہے جسے تم مسجد الحرام کے پاس عہد کیا ہے جب تک  
وہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم  
رہو \*

اور فرمایا اگر تمہارے بہائی تھے میں  
میں دو چاہتا ہوں تو ان کو دو دو گز  
قوم پر ان کو دو دو گز دو گز سے تم

الاولین عاہدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا  
لکم فاستقموا لهم ان الله يحب المتقين (رواہ ۲۶)  
وان استنصرکم فی الدین فعلیکم النصرا علی  
قوم بینکم و بینہم ميثاق واللہ جاعلون  
بصیر۔ (انفال ۱۰)

عہد کر چکے ہو \*

اور فرمایا عہد کو پورا کرو عہد سے سوال  
ہو گا \*

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو  
عہد دے گا عہد پورا کرے گا وہ ہم  
سیرہ سے شہدہ ہے اور نہ ہم اس کے گروہ

واو فوا بالعہد ان العہد کان مستقلاً  
(بنی اسرائیل ۲۶)  
من لا یفی الذی عہدا فلیس فی لیت  
منہ (سورہ مسلم)  
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من عہدکم لرجل فاحفظوا

سے ہوں۔ اور فرمایا جو شخص عہدہ والے مار ڈالے گا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا باوجودیکہ چالیس برس کے فاصلہ کی اسکی

الجنة وان دعيها التوحيد من مسيرة  
او بعدن عاماً۔  
(روح البغدادی ص ۳۸)

خوشبو آتی ہے \*

اور فرمایا عہد شکن کے لئے قیامت کے دن نشان کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائیگا یہ فلان شخص کا عذر ہے۔ اور فرمایا جو عہدہ والے کو بلا جرم مار کر اس پر بہشت حرام ہے \*

ان الغادر ينصيب له نواة يوم القيامة  
فيقول هذه غدر فلان بن فلان  
متفق عليه۔ وقال رسول الله صلعم من  
قتل معاهدا في غير كنه حرم الله عليه الجنة  
(مرآۃ ابوداؤد ص ۲۷۱ ج ۲)

اور فرمایا مین عہد شکنی نہیں کرتا اسکی موافق حضرت فاروق نے اپنے جانشین کو وصیت فرمائی کہ عہدہ والوں کا عہد پورا کریں اور ان کی حمایت میں انکے مخالفوں سے لڑیں \*

ان لا اخيس بالعهد (مرآۃ ابوداؤد ص ۲۷۱ ج ۲)  
وقال عمر بن الخطاب واوصيه بالعهده الله  
وهو له ان يوفى لهم بعدهم وان يقاتل  
من ورائهم۔  
(مرآۃ البغدادی ص ۳۹)

اور یہ بات بدلیل ثابت ہے کہ ہندوستان میں جملہ رئیس و رعایا اہل اسلام برٹش گورنمنٹ کے عہد میں داخل ہیں۔ ان دلائل کی تفصیل ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد میں موجود ہے اس محل میں ان دلائل کی تفصیل مشکل ہے \*

امرہا پر پرستہ ہادت

کیکی واقعی غریبی کا (مخالف مذہب کیوں نہیں) مستحق ہونا اور اسکی تعریف کرنا



سب سے امانت کا سختی ہو جاتا ہے  
دوسری یہ کہتے ہیں کفر کے سبب اسکا  
شکر احسان باطل نہیں ہوتا گو وہ کفر کے  
سبب ثواب اور اس تعریف کا جو مومنوں  
کے لئے سزاوار ہے مستحق نہیں رہتا۔

الاهانتہ بکفر \* \* \* وقال الاخر  
لا يبطل الشكر بالكفر وانما يبطل الكفر  
الثواب والمدح الذي يستحقه الاميان  
والآية تدل على هذا القول الثاني -  
(تفسير كبير ص ۷۷ جلد ۷)

یہ آیت اس دوسری گروہ کے قول کے لئے سند ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو لوگوں کا (یعنی مومن ہوں خواہ کافر)  
شکر گزار نہ ہو وہ خدا کا شکر گزار ہی نہیں  
ہے۔ اور اسی کے موافق آپ کا عمل رہا  
آپ نے کافروں کے احسان کا بھی

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
قال لا يشكر الناس الا يشكر الله -  
(ابوداؤد ص ۳۶ جلد ۲)

ویسا ہی شکر کیا ہے جیسا کہ مومنوں کا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مطعم بن عدی کے ایک احسان کا اسکے کفر  
میں مہمانی کے بعد شکر یہ ادا کیا اور  
صاف فرما دیا کہ اگر مطعم زندہ ہوتا اور  
مجھے ان بدر کے قیدیوں کی رہائی کے لئے

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في  
اسكرا بدر يوم كان مطعم بن عدی حيا لم يكن  
في هواك لئلا تم له - (بخاری ص ۵۳)

کہتا تو میں انکو چھوڑ دیتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص شوہر زینب (نختہ بیکر حضرت  
سالتہ) نے کفر کی حالت میں شکرین کے کہنے پر زینب کو طلاق نہ دی تو  
آپ نے اسکا شکر یہ ادا کیا۔ اور جب  
اسکو بدر کے قیدیوں میں چھوڑ دیا تو  
اس سو یہ عہد لیا کہ زینب کو آپ کو مایس

ثم ذكر رسول الله صلى الله عليه وآله من بني عبد  
شمس فاشي عليه قال حدثني فضة بنتي وروى  
في - (بخاری ص ۴۳۸)

وكان ابو العاص مصافيا لرسول الله  
صلى الله عليه وسلم وساله المشركين ان  
يطلق ترتيب فاني فشكر له عليه السلام  
ذلك ولما اطلقه من الاسر شرط عليه ان  
يرسل زبيب الى المدينة فعاد الى مكة و  
ارسلها فلما اقال الخ (قطلا في قتال) (ج)

بھیجے اور اسے اس نے اس عہد کا ایفا  
کیا تو آپ نے اس پر اس کی تعریف  
کی یہ واقعہ اس موقع پر ہوا کہ حضرت  
علی الرضی رضی اللہ عنہ نے حضرت  
فاطمہ الزہراءؑ پر دوسرا پنج کرنا  
چاہا تھا۔

قال اهل التفسير انتم قريش ان يقتلوا  
المؤمنين من دينهم فوشك قبيلة علي من فيها  
من المسلمين يؤذونهم ويعذبونهم فافتتن  
مرافتن وعصم الله منهم من شاء و  
منع الله تعالى رسوله بجمه ابى طالب  
فلما لم يرسول الله صلعم ما باصحابه ولم  
يقدر على منهم امرهم بالخرج الى الارض  
المحشدة وقاتل ان بهاملكا صالحا لا يظلم  
ولا يظلم عنده اعداء فخرجوا اليه حتى  
يجعل الله للمسلمين فرجا۔  
(معالم التنزيل صفحہ ۲۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حبشہ کے بادشاہ عیسیٰ (نجاشی) کا مال انصاف  
در ترک مردم آزاری معلوم ہوا تو آپ نے  
ہا میں الفاظ اس کی تعریف کی کہ وہ  
صالح یعنی ایما بادشاہ ہے نہ کہ کسی پر  
ظلم کرتا ہے اور نہ اس کے پاس کوئی  
اوپر شخص کسی پر ظلم کرتا ہے۔ اور بالکل  
جو کہ میں کفار کے ہاتھ سے تکلیف پاتے  
تھے اس کی سلطنت میں جارہی کی  
غیبت دلائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
ایک مشرک عورت کی کچال سے پانی  
لیا تو اس کے شکر میں اسکو ستودہ وغیرہ  
نہ اور اچھ کر دیا۔ اور پھر جب کہی اسکے اس میں دنا دیا تو اس احسان کی  
نظر سے اسکی چہرہ پیر لوں کو بچا لیا جو

دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۲۹۔

سب اسکی تمام قوم کو اسلام نصیب ہوا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنے حسن مشرک (امیہ بن خلف) کے احسان  
 دیکھو صحیح بخاری ص ۱۸۱ کے عوض میں کہ اس نے مکہ مکرمہ میں  
 اسکے مال و اسباب کی حفاظت کی تھی بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو ہاتھ ہو سکتی  
 جان بچانے میں کوشش کی ۴

ایسی احادیث و آثار اور ہیبت ہیں جن میں غیر مذہب محسنوں کے احسان کا  
 شکر ادا کرنا اور انکی سچی خوبیوں کا تعریف کرنا پایا جاتا مگر اس مقام میں ان کی  
 تفصیل دشوار ہے ۵

## شہادت امیر خیم

غیر مذہب کے حق میں دعامنع ہے تو صرف دعامر مغفرت منع ہے سو بھی ایسے

بچہ کھار کر حق میں دعامر مغفرت کر نہیں دلائل قرآن و احادیث کا اختلاف ہے۔ قرآن

مجید میں بعض ایسا سے کافروں کے لئے دعامر مغفرت منقول ہے چنانچہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام منقول ہے کہ انہوں نے  
 فرمایا اے خدا ان بتوں نے ہیبت

لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ پھر بخوان میں کہ

سرب ائمن اضلن کثیرا من الناس  
 فمن تبغنی فاند منی ومن عصانی  
 فانک غفور رحیم۔

میرا گناہان لیا وہ تو میری ہی لوگوں میں سے ہے اور جس نے مانا تو اسکو معاف کرنا لا  
 رحیم رحیم ۶

ایسا ہی حضرت یسوع علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ اپنے پوچھنے والوں کے حق میں کہیں

گئے کہ خدا یا تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیری  
 بندی ہیں (یعنی تیری قدرت میں ہیں) اور اگر

ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم  
 فانک انت العزيز الحکیم۔

تو معاف نہ کری تو تو غالب ہو اور صاحب حکمت۔ باقی صفحہ ۲۴۱

شخص کے حق میں جب کافر پرنا اور دوزخی ہو چکا معلوم ہو۔ مغفرت کے سوا اور  
اسور زندگی یا سلامتی یا کسی اور پہلائی کی دعا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ احمد اس دعا  
کی ممانعت پر کوئی دلیل کتاب و سنت میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ دعا سلامتی کی  
اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں پائی جاتی ہے جس میں اہل  
اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولوا علیکم۔  
(بخاری ص ۹۴)

اہل کتاب سلمان کو السلام علیکم کہیں سام نہ کہیں ہی جتنے ہیں کہ تیسری سلام ہو +  
بعض سلف صالحین نے اہل کتاب کو ابتداً بھی سلام کرنا جائز رکھا ہے چنانچہ امام  
نویاوی نے شرح صحیح مسلم میں نقل  
کیا ہے ان کے نزدیک وہ حدیث  
جس میں ابتداً سلام کی ممانعت وارد  
ہے مائل ہے +  
قوم بنی کے ویویشن کو آنحضرت صلی اللہ  
مرحبا بنا اور سعد بن عبادہ کا اپنی قوم کو  
حیاکم اللہ کہنا رکھنا ذکر شہادت امر

وکی القاضی عن جماعة انه يجوز ابتداء  
به للضرورة والحاجة او سبب هو قول  
علقته والنفی عن الاثر ای ان قال ان  
سلت فقد سلم الصلحون وان ترک فقد  
ترک الصلحون (شرح مسلم ص ۱۳۴)

مرحبا بک وبقومک (نزد المعاد ص ۱۳۴)  
فحیاکم واکرمکم (نزد المعاد ص ۱۳۴)

اول میں ہو چکا ہے۔ دعا نہیں ہے تو کیا ہے +  
قاموس میں جو لغت عرب کی کتاب اور مجمع البحار میں جو خاص لغت احادیث کی  
کتاب پر تحریر کیے سلام اور قبا کہتے ہیں  
اور حیا کہ زیادہ اللہ کے معنی ہو گئے ہیں کہ خدا  
تجہز زندہ رکھ کر خوش رکھے۔ باقی کچھ  
عمر زیادہ کریں +

القیة السلام وحیا ونجاة والبقاء والملاک حیاک  
ایقاک اللہ وملاکک (قاموس ص ۱۳۴) حیاک اللہ  
ایقاک اللہ وملاکک (وفرحاک و سلام حلیک من  
القیة السلام حیاک اللہ ایحیاک و عمرک (مجمع البحار ص ۱۳۴)



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو سراقہ بن مالک نے آپ کے گرفتار

کرنے کے ارادہ سے آپکا تھاقب کیا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا کی جس کے سبب اسکا گھوڑا اپنے پیٹ تک زمین میں دبس گیا۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں تھے بددعا کی ہے اب میرے لئے دعا کرو میں خدا کو خاضع دیتا ہوں کہ اب تمہارا تھاقب کوئی نہ کرے گا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اس بلا سے نجات کی دعا کی تو اسکی نجات ہوئی اور پھر جو

وَاتَّبَعْنَا سِرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ فَقُلْتُ: إِنِّي نَارُ هَوْلِ اللَّهِ فَقَالَ: لَا فَتَنَ، إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَرَجَعْنَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْعُ بِهِ فَرَسَهُ إِلَى بَطْنِهَا فِي جِلْدٍ مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ: إِنَّ أَمْرَكُمْ دَعْوَتَا عَلِيٍّ فَادْعُوا لِي فَإِنَّ اللَّهَ لَمَّا أَنْ أَرَادَ عَنَكُمْ الْبَطْلَ فَرَجَعَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجَبَّأَ فَبُجِّلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ: كَفَيْتُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ -

(بخاری ص ۸۳۹ مسلم ۱۶۹ جلد ۲)

کوئی اسکو مستعین ملا اس کو واپس کیا۔

خون پوچھنے اور یہ کہتے تھے کہ خدا پا تو ان کو بخشد یہ نادان ہیں۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب انہوں نے اپنے چچا ابوطالب کے لئے اس کے گز پر جانے کے بعد دعا مغفرت کی تو قرآن مجید

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّظَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرْبُ قَوْمٍ فَادْمَوْهُ وَهُوَ مَسِيحُ الدَّمِ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ بخاری ص ۸۹۵

ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے دعا کرے مغفرت کریں۔ وہ ان کے قریب ترین ہیں جن کو جب انکو یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ لوگ

مَا كَانَ النَّبِيُّ إِلَّا رَجُلًا مِثْلَكُمْ يَسْتَعْفِفُ لِمَنْ يَكْفُرُ بِكَافِرًا أَوَّلَى قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّتُ لَكُمْ أَنَّهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْكُفَرِ

آنحضرت صلعم کو کفار مکہ سے تکلیفیں پہنچیں تو آنحضرت صلعم نے ان کو قہقہے

باب اذا استشفع المشركون بالمسلمين

عند القحط - ان قريناً بطوعنا الاسلام

فدعى عليه النبي صلى الله عليه وسلم فاخذتهم سنة

حتى هلكوا فيها واكلوا الميتة والعظام

فجاءا يوسفیان فقال یا محمد حدث

تأمل صلة الحموان قومك قد هلكوا

فادع الله عز وجل فقرا فارتقب يوم

تاتى السماع بـ **يدخان** مبين آلاية ثم عادوا

الى كضاهم فتاك قولہ تعالى يوم تبش

البطشنة الكبرى يوم يذبح وشراح

اسباط عن منصور فدعا رسول الله صلعم

بد دعا کی جس کے سبب کہ میں سخت قحط

شہزادہ شاکر لوگوں سے بڑیا اور مردار

کہا یا اس حالت کو پنچک ابو سفیان راجو

اسوقت کافر اور آنحضرت کا جانی دشمن

عطا) آنحضرت صلیعہ کے پاس آیا اور

سائل ہوا کہ آپ صمد رحمی کا حکم فرمیتے

ہیں اور آپ کی قوم (قحط سے) مر رہی

ہے خدا کی جناب میں ان کے لئے

وَعَاكَرْنَا فِيهِ أَنْخَضَتْ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِ

آنکہ وہ مسلم نے دعا کی اور خوب بارش ہوئی

اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا

وما كان استغفار إبراهيم لإبيه إلا من بعد ما أياها

فلما تبذره انه عند الله تعالى ان يراه ولا يراه

دو ذخی ہو کر حضرت ابراہیمؑ کے انجواب کے لئے دعا کی

تھی تو اس بات کے علم سے پہلے کی تھی کہ وہ

خدا کا دشمن ہے جب انکو نہ ظاہر ہو گا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اس پر سید عالمؑ اس سے پیار ہو گا۔

اسم اختلاف ولایہ کہ نظرت یعنی ممانعت و عار و معصرت کہ شرطی طور پر مان کیا ہے

اور اس اختلاف کا رفع بھی اس تفضل سے ہو سکتا ہے کہ جس کافر کا کفر

خاتمہ ہونا اور اس کا دوزخ میں جانا ظاہر ہو چکا ہو اس کے حق میں دعا ہے

معرفت نہ کرے اور جس کے خاتمہ کا حال معلوم نہ ہو اس کے لئے دعا کریں۔

اس وقت اگر وہ عالم السلام اور حضرت مسیح اور اس نبی کا حکومت کرنے کا اقدار

مغفرت کن از محمد و سر کاتبه و والد و اهل - و عیال اتمه و

فسقوا الغیت فاطبقت علیہم سنجاً و شکا الناس کثرة المطر فقال اللہم جوالینا ولا علینا فاحذرت السحابۃ عنہ فسقوا الناس حولہم۔ (بخاری ص ۱۳۱)	ہے اور اس سے پرہیز نکالا ہے کہ مشرکین مسلمانوں سے مینہ کے لئے دعا چاہیں تو وہ ان کے لئے دعا کرین +
---	---

اب اس سے بڑھ کر اس دعا کے لئے اور کیا ثبوت بجا رہے +  
اور اگر ہم ذرا غور و تامل سے کام لیں اور یہ خیال کریں کہ ہمارا اس سلطنت کے  
لئے دعا کرنا ان برکات امن و ازاد می مذہبی و اسباب ترقی کی نظر سے بن سے  
ہماری دین و دنیا کو مدد پہنچتی ہے تو اس سلطنت کے لئے دعا برکت و سلامت  
صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ یہ دعا درحقیقت اپنے ہی مذہب کی شہرت  
کے لئے ہے جبکی ضرورت میں کسی کو شک نہیں ہے +

ان شہادتوں سے ثابت ہوا کہ اہل حدیث نے ان امور ختمہ میں اور ایسا ہی  
عام اہل اسلام نے ان امور و طرق انکمار سرت میں جو اس قسم کے ان سے  
وقع میں آئے ہیں اپنی شریعت کا خلاف نہیں کیا بلکہ عین اتباع شریعت  
کیا ہے +

شاید یہاں کوئی یہ سوال کرے کہ کتب فقہ میں کفار کے تہوار دن پر  
خوشی منانے کو کفر لکھا ہے اور اس پر حدیث من تشبہ بقوم فہو منهم سے  
استدلال کیا ہے۔ اور جیشیں جو بلی یہودیوں کی رسم ہے پھر اس موقع پر مسلمانوں کو  
خوشی کرنا یا عید یون کی خوشی میں انکو شریک ہونا کیونکہ کفر نہیں ہے اسکا جواب  
یہ ہے۔ کہ فقہاء نے کفار کے ان ہی تہواروں کی تعظیم کی خوشی کرنے اور انکی

جذبات و عادات کو اس حد تک کہ انکو الگ سمجھتے ہیں کہ یہ ہے جو کسی قوم سے صورت یا لباس کی نقل  
میں مشابہت رکھو وہ اس قوم سے ہو جاتا ہے +

خوشی میں مسلمانوں کے شریک ہو نیکو کفر کھاتا ہے جو کفار کے مذہبی تہوار ہون اور انہی مذہبی امور میں کفار کی مشابہت اختیار کرنے پر اس حدیث میں وعید وارد ہے دنیاوی امور میں کفار کی خوشی میں شریک ہونے کو نہ فقہاء نے کفر کہا ہے اور نہ اس حدیث سے (اگر اسکو صحیح فرض کر لیا جاوے) اسکا کفر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جبلی کا جشن سلاطین یہود و نصاریٰ کی ایک دنیاوی رسم ہے اسکو مذہب یہود و نصاریٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا اسکی خوشی میں مسلمانوں کو شریک ہونا کفر نہوا +

فتاویٰ قاضی خان میں (جو فقہ مذہب حنفی میں ایک مشہور و معتبر کتاب ہے) لکھا ہے کہ کسی شخص نے نوروز کے دن (جو مجوسوں کا مذہبی تہوار ہے)

کچھ خرید کیا اس میں اگر اسکی نیت اس دن کی تعظیم ہے تو پکفر ہے۔ اور اگر اسنے اپنے کھانے پینے کو (نہ اسدن کی نیت سے) کچھ خرید کیا تو یہ کفر نہیں ہے اور اگر اسدن کیلئے کچھ بطور تحفہ بھیجا اور اس سے اس دن کی تعظیم کا ارادہ نہیں کیا۔ صرف لوگوں کو سچو رواج کا اتباع کیا ہے تو یہ کفر نہیں مگر اس سے اجتناب بہتر ہے۔ امام ابو جعفر کبیر سے مروی ہے کہ اگر کوئی سچا سال خدا کی عبادت میں بسر کرے۔ پھر نوروز کے دن مشرکوں کو اس دن کی تعظیم کی

رجل اشتری یوم النور و شتیام ایشی  
فی غیر ذلک الیوم ان اراد بہ تعظیم  
ذلک الیوم لما یعظم الکفر لیکون کفراً  
وان فعل ذلک لاجل الشریک للتعظیم  
یوم النور لیکون کفراً۔ وان اهدی  
یوم النور فی الی انسان شتیام ولم یرد بہ  
تعظیم الیوم و اما فعل ذلک علی عادیۃ  
الناس لایکون کفراً۔ و ینبغی فی ہذیم  
ما لایفعلہ قبل ذلک الیوم ولا بعدہ  
ان یمتنع من التشبہ بالکفر و من  
الامام ابی جعفر الکبیر اذا عبد الرجل  
خمیسین سنۃ ثم ساء یوم النور اھدی

الى بعض المشركين بيضة يريده تعظيم  
يوم النور فقد كفر بالله وجط عمله  
واذا اتخذ مجوسى دعوة لحاق راس  
ولادة اوجز ناصيته فاجاب مسلم و  
حضر عوفه لا يكون كذا ولا لولى  
ان لا يفعل ولا يوافقهم على مثل ذلك  
مسلم - (فتاوى قاضى خان ص ۷۲ ج ۲)

ان کی موافقت نہ کرے \*

نیت سے کچھ بدیہ بھیجے تو وہ کافر ہوا۔  
اور اس کا عمل باطل ہو گیا۔ اور اگر کوئی  
مجوسی اپنے نیچے کے سر منڈانے یا  
پیشانی کے بال کٹوانے پر لوگوں کو دعوت  
کرے۔ اور کوئی مسلمان بھی اس دعوت  
میں حاضر ہو جائے تو یہ کفر نہیں۔ مگر  
بہتر یہ ہے کہ مسلمان اس فعل میں

اور فتاویٰ صغریٰ میں ہر خیال پر شرح فقہ اکبر میں منقول ہے جو شخص نوروز

فافتاویٰ الصغریٰ ومن اشترى يوم النور شيئا ولم  
يكن ليشتر به قبل ذلك ان اراد به  
تعظيم النور وكفرى ولا نه عظم  
عند الكفرة وان اتفق الشراعو  
لم يعلم ان هذا اليوم يوم النور ولا  
يكفر قلت وكذا اذا علم ان هذا اليوم  
هو النور ومن لكنه اشترا لا بسبب  
اختر من حبه وبث ضيافته ونحوها  
فانه لا يكفر ومن اهدى يوم النور  
الى انسان شيئا واداه به تعظيم  
النور كفر -  
(شرح فقہ اکبر ص ۱۵۲)

کے دن ایسی چیز خرید کرے جس کو پہلے  
خرید نہ کرتا تھا اسکے دل میں نوروز کی  
تعظیم ہو تو وہ کافر ہوگا کیونکہ اس نے  
کافروں کی عید کی تعظیم کی اور اگر  
اس نے اتنا فانیہ کچھ خریدا اور اس کو اس  
دن کا علم نہ تھا۔ تو وہ کافر نہ ہو امین  
(صاحب شرح فقہ اکبر) کہتا ہوں وہ  
جانتا بھی ہو کہ یہ نوروز ہے مگر وہ اس  
دن کوئی چیز کسی اور غرض سے خریدتا  
ہے تو بھی وہ کافر نہیں ہوتا۔ اور اگر  
اس دن کسی کو بطور تحفہ کچھ بھیجتا ہے اور  
اس سے اس دن کی تعظیم کی نیت کرتا ہے

تو وہ کافر ہو گا \*

اور خزانۃ المفتیین میں لکھا ہے کہ صاحب جامع صفیر نے فرمایا نوروز  
کے دن ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو  
بطور تحفہ کچھ پیسے اور اس سے اس دن  
کی تعظیم کا ارادہ نہ کرے صرف مروج  
رسم کی پیروی کرے تو یہ کفر نہیں  
ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ اس دن  
یہ کام نہ کرے اس سے آگے بڑھ کر  
کرے تاکہ اس قوم کا شاہ بہ نہ ہو جو  
اس دن آپس میں بدیدہ بھیتے ہیں۔ کیونکہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
مسلم اندھادی یوم النیر فی زوالی سلم  
اخر شیعاً ولم یرد بہ تعظیم ذلک الیوم  
ولکن جری علی ما اعتادہ بعض  
الناس لا یکفر ولکن ینفی از لا ینفی  
ذلک فی ذلک الیوم خاصۃ و ینفعلہ  
قبلاً و بعداً لئلا یکون متشبہاً بھو  
القوم وقد قال علیہ السلام  
من تشبہ بقوم فهو منهم۔  
(خزانۃ المفتیین)

فرمایا ہے جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے \*  
ان روایات فقیہ سے بخوبی ثابت ہے کہ فقہاء نے غیر مذہب کی دنیاوی  
تہواروں کی خوشی میں مسلمانوں کے شریک ہونے کو کفر نہیں کہا بلکہ صرف  
مذہبی تہواروں کی خوشی میں شریک ہونے اور ان تہواروں کی تعظیم کیونکہ  
کفر کہا ہے \*

لہذا جو ملی کی خوشی میں (جو اہل کتاب کی ایک دنیاوی اور شاذ رسم ہے)  
مسلمانوں کا شریک ہونا اس حکم فقہاء میں داخل نہیں ہے \*  
اور اگر بالفرض اس رسم کا رسم مذہبی ہونا ثابت ہو جائے تو بھی مسلمانوں کا  
اسکی خوشی میں شریک ہونا اس حکم فقہاء میں داخل نہیں کیونکہ مسلمانوں نے نہ اس  
رسم کو مذہبی جانا اور نہ بلحاظ مذہب اس رسم یا اس دن کی تعظیم کی۔ انہوں نے صرف

اس سلطنت کے برکات و امن و آسائش بچاؤ سال پر خوشی کی ہے جسکو مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے \*

ان روایات فقہیہ میں جو یہ کہہ گیا ہے کہ کفار کی دنیاوی رسم میں مسلمانوں کو شریک ہونا کو کفر نہیں مگر اس سے مسلمانوں کو اجتناب بہتر ہے مسلم اور لائق تسلیم ہے بشرطیکہ اس شرکت میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ و قومی مصلحت نہ ہو۔ اور جس حالت میں اس شرکت میں مسلمانوں کے قومی فوائد و مصالح ہوں جبکہ مسرت و بھلائی کی شرکت میں فوائد اسلام و اہل اسلام کی نسبت حکام وقت کی حسن ظنی اور ثبوت غیر خواہی وغیرہ) موجود ہوں تو اجتناب سے شرکت اولے ہے۔ اور بحق اسلام و اہل اسلام مفید تر ہے

ولیکن جو اس اولویت اجتناب پر حدیث میں تشبیہ الخ سے استدلال کیا گیا ہے یہ لائق تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ اولاً وہ حدیث صحیح و لائق ترک نہیں ہے اسکی تفصیل ہم پھر کسی پرچہ میں کریں گے۔ انشا اللہ تعالیٰ۔ بالفضل اتنا کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ اس کے راویوں میں دو راوی ضعیف ہیں۔ اول عثمان بن

عثمان ابی شیبہ ثقہ مشہور لہ او  
ہاندہ عبد الرحمن بن ثابت الدمشقی  
صمد وق یحظی وری بالقدر  
ثقف۔ یا خضر عبد الرحمن بن  
ثابت الملقی جمہول  
(تقریب: ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ و ۱۲۹)

ابی شیبہ جو باوجود ثقہ ہونے کے وہم بھی رکھتا تھا۔ دوسرا ابو نصر عبد الرحمن بن ثابت دمشقی جو باوجود صادق ہونے کے خطا کرتا تھا اور اخیر عمر اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا اور اگر یہ ابو نصر عبد الرحمن مدنی ہے تو یہ مجہول الحال یا مجہول الحال

سے شبہ بھی یہ روایت لائق ترک نہیں ہے \*

ثانیاً جو اس حدیث میں شاہد کفار پر وعید وارد ہے کہ اسکا مرتب انہی

لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے "وہ دنیاوی امور و عادات میں مشابہت کفار پر وارد و متوجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ بعض دنیاوی امور و عادات میں مشابہت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اکابر اصحاب میں پائی گئی اور ثابت ہو چکی ہے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا لباس (تہ بند - چادر - کورتہ - عمامہ) وہی تھا جو عام عرب کا لباس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بجز چند خاص تبدیلیوں کے کہ ادا بخون سے نیچے نہو اور لباس ریشم یا کسم کارنکا ہوا نہو عام تبدیلی جہین کی اور اس لباس میں مشابہت کفار کو عام مخالفت نہیں فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا - جوتا پہننا - سونا - بھڑنا - اچلنا - گھوڑے پر اوٹ پر سوار ہونا - کلام کرنا وغیرہ وغیرہ عام رواج وقت کے موافق تھا۔ ان امور میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز خاص تبدیلیات کے عام تبدیلی کا حکم نہیں دیا۔ اور بعض عادات و افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص کردار اہل کتاب کا توافق کیا ہے از انجملہ سدل ہے (یعنی سر کے بالوں کی بیچ سے ہانگ نہ کھانا بلکہ بالوں کو ایک طرف لٹکا دینا جیسا کہ اس وقت عیسائی کرتے ہیں) جب آپ مکہ میں تھے تو جب حادثہ عرب آپ ہانگ لٹا کر لے گئے تھے۔ جب مدینہ میں آئے تو عادت اہل کتاب کے موافق سدل کرنے لگے جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ ہانگ

نکالنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فعل ہے تو پھر آپ نے سدل کو ترک کیا اور ہانگ نکالنا اختیار فرمایا۔

از انجملہ شامی جبہ و تنگ آستین کا چٹہ (جو یہودیوں کا لباس تھا یا

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب موافقہ اہل الکتاب فی عالم یوم فریہ و کان اہل الکتاب یسئلوا شاعرہم و کان المشرکون یفرقون رؤسہم فسدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصیہ ثم فرق بعد - (بخاری ص ۲۷۸)



جبہ کسروانیہ (جو کسری شاہ فارس کا لباس تھا) زیب تن فرمانا صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ فتوحاً وعلیہ جبۃ شامیۃ فمضمضوا <sup>مستشق</sup> وغسل وجہہ فذهب بخروج یدیم من لمکیہ فکانا ضیقین فخرج یدیم تحت بدینہ فغسلہما (بخاری ص ۱۶۳ ج ۲)

تنگ آستین پہنا ہوا تھا آپ وضو کرنے لگے تو آستین سے باہر آتے نہ نکال سکے آخر جبہ کے اندر سے نکال کر دوہوئے \*

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسروانی جبہ زیب تن فرمایا کرتے جبکی اجیب اور چاکوں کی جگہ ریشمین مغری لگی ہوئی تھی \*

ان عادات و افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام عرب اور خاص اہل کتاب سے مشابہت

یلبسہا - (مسلم ص ۲۰۰ ج ۲)

موافقت ثابت ہونے کے ساتھ کوئی مسلمان کب تجویز کر سکتا ہے کہ جو اس حدیث میں شاہد کفار پر وعید وارد ہے وہ دنیاوی امور میں شاہد کو بھی شامل ہے \*

پھر چند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے مواقع میں عام مشرکین یا اہل کتاب کی مشابہت سے بچنے کا بھی حکم دیا ہے مگر اس سے یہ عام حکم نہیں نکلتا کہ جس شخص نے کسی عادت یا لباس میں کفار کی مشابہت کی وہ اپنی کسے کردہ میں داخل اور دین اسلام سے خارج ہوا جیسا کہ حدیث میں تشبہ الخ کا ظاہری معنا ہے \*

جو پیغمؐ ملا اس حدیث کی دست آور سے ہر ایک امر میں (دنیاوی کیوں نہیں) کفار کی مشابہت کو کفر قرار دیتے اور اس کے مرتب پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ بعض افعال و عادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی مشابہت پائی گئی ہے وہ اس فتویٰ کفر کے اثر سے کیونکر محفوظ رہ سکتی ہے؟

پاکچلہ دنیاوی امور میں جنکو مذہب کفر یا اسلام سے تعلق نہیں غیر مذہب کی مشابہت کفر نہیں ہے۔ نہ انکو فقہاء نے کفر کہا ہے اور نہ اس حدیث سے اسکا کفر ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

ان دلائل و مسائل کے پڑھنے اور سننے سے امید ہے عام ناظرین اور گورنمنٹ کو ہمارے اس دعوے کی جوہم نے صدر مضمون میں کیا ہے پوری تصدیق ہوگی اور یہ بات بخوبی سمجھ میں آجائیں گے کہ جشنِ جوہلی پر جو کچھ اہل حدیث یا ان کے مثل اور اہل اسلام نے کیا ہے سچے دل سے کیا ہے اس میں صرف ظاہر داری اور جھوٹی خوشامد سے کام نہیں لیا اور نہ اپنی شریعت و مذہب کا خلاف کیا ہے۔

### اہل حدیث کو خطاب "اہل حدیث" کے قدیم غیول ازار ہوتے پر دوسرے فرقوں کی شہادت

اشاعت نمبر ۴۷ و ۵۵ جلد ۱ میں ہم نے اس عنوان کا کہ "اہل حدیث کا خطاب پرانا ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقوں کی دل آزر دلی باہت نہیں ہو سکتا" ایک مضمون لکھا تھا اور "تو کاتبِ معتبرہ حنفیہ سے اسکا ثبوت دیا۔ اور یہ ثابت کیا تھا کہ یہ خطاب اس گروہ کو خود اکابر مذہب حنفیہ وغیرہ اتباع فقہاء نے دیا ہوا ہے۔ اور ان کو فقہاء کے

مقابلہ میں بخطاب الہدیش "یا دکیا ہے دوسروں کا الہدیش کہلانا ان کی دل آزرگی کا باعث ہوتا تو وہ حوذا ان کو اس خطاب سے کیوں مخاطب کرتے اس خطاب کو اپنے ہی حق میں بتعال کرتے ۔

یہ مضمون خدا کی فضل و تائید سے ایسا عام پسند اور ہرول عزیز ہوا ہے کہ اس کو دوسرے اسلامی فرقوں کے عام لوگوں نے (گروہ الہدیش کے موافق تھے خواہ ان کے تحت چین و مخالف) پسند کر لیا ہے ۔ اور خطاب الہدیش کا قدیم ہونا تسلیم فرمایا ۔

مورثین صلح پسند کا کلام تو ہمارے مضمون "فرقہ الہدیش اور گورنٹ" میں منقول ہو چکا ہے ۔ اس مقام میں ہم ان احباب کا کلام نقل کرتے ہیں جو ہمیشہ سے اس گروہ کے مخالف و نکتہ چین ہے ہیں و معہذا اس مضمون کی تصدیق تائید میں وہ معتزف حق ہو گئے ہیں ۔ وہ صاحب ہمارے پیارے دوست اوٹو سراج الاخبار میں جو اپنے پرچہ مطبوعہ ۳۱ جنوری ۱۳۲۷ء میں بالفاظ ذیل ارشاد فرماتے ہیں ۔

بنیاد قدیم سے ایک خاص فرقہ کا نام اہل حدیث چلا آتا ہے جس میں ائمہ اربعہ اور جامعین اور حفاظ حدیث شامل ہیں ۔ ۔ ۔ اور کتب مذکورہ بالا میں جان کہیں اہل حدیث کا لفظ آیا ہے وہاں مراد صرف جامعین احادیث امام بخاری و مسلم وغیرہ سے ہے اور صرف یہی لوگ اس خطاب سے مخصوص ہیں ۔

اس تصدیق و اعتراف حق میں اس دوست نے کمال انصاف و کام لیا ہے اور حضرت

قال رسول الله صلى الله عليه وآله (الذين هموا)  
الذين هموا في الرضا والصفاء (مشاوة)

صلعم کی اس حدیث پر کہ خوشی و ناخوشی کی حالت میں حق بات کہہ دینا موجب نجات

ہے پورا عمل کیا ۔

ہم ان کے اس اعتراف حق کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اور اس تصدیق مضمون کے  
دل سے شکر گزار ہیں اور اس کے شکر میں دست بدعا ہیں کہ خداوند تعالیٰ انکی  
بصیرت کو اور بڑھائے اور ان کی حق بینی کی توفیق کو زیادہ کرے۔ ہمارے  
دل میں جو ان کی سابق کج بخشی پر رنج پیدا ہو گیا تھا جسکے سبب ہم نے ان سے اپنے  
پرچہ کا مبادلہ موقوف کرنا چاہا تھا وہ اب دور ہو گیا ہے۔ بلکہ اس حق گوئی انصاف  
پر وہی سے ان کو یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ آئندہ وہ بلا بدل بھی پرچہ لین۔ اور  
انشاء اللہ تعالیٰ لیتے رہیں گے۔

اس دوست کو جو شبہہ پیدا ہو گیا ہے کہ الہدیت زائد حال الہدیت زائد سابق  
کی مثل جنکو ہمارے اکابر کو الہدیت کا خطاب دیا ہوا ہے کیونکہ ہو سکتی ہیں اور جو  
یکت حدیث کے خود جامع نہیں ہیں اور نہ تصحیح و تضعیف حدیث میں خود محقق  
ہیں۔ یہ ذرا اور فکر و تامل کرنے سے خود بخود دور ہو جائے گا دل کو حق کی  
طرف رجوع ہوا ہے تو ایسی شبہات واپس کا استقرار اس میں کب ممکن ہے  
اور ہمارے مضمون مذہبی القاب کی بنا صرف دعوے پر ہوتی ہے جو فقیر  
شایع ہو گا نیز آپ کو اس شبہہ کے ازالہ پر مدد ہو گا۔

نقل

ایڈٹریس

منجانب فقہ الہدیت و ممبران دیگر فرقہ اہل اسلام  
بمختصر سرچاپس امقرئین ایچ پی جی صاحب بہادر کے سی ایس آئی  
سی۔ آئی۔ ای۔ ایل۔ ایل ڈی لفٹ گورنر پنجاب وغیرہ  
ممبران فرقہ الہدیت و دیگر فرقہ اہل اسلام حضور والا کی عالی خدمت میں اس

موقعہ پر (جبکہ حضور اس صوبہ سے مرخص ہوتے ہیں) کمال ادب و اخلاص کے ساتھ حضور والا کے خزانہ احسانات و مہمانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت پر دلی افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے

مین \*

(۴) حضور والا کے شانہ عنایات و مہمانہ توجہات ابتداء رونق افروزی ہندوستان سے اس عہد گورنری تک اس ملک ہندوستان پر اس کثرت تواتر سے مبغذ دل رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر باران رحمت یا موبزن دریا سہ بہت کہا جائے تو حیا نہیں ہے \*

(۵) ملک پنجاب پر حضور والا کا یہ احسان تمام آئندہ نسلوں تک یادگار رہے گا کہ حضور نے یونیورسٹی کا وہ علمی پودہ جو مبارک ہاتھوں سے لگایا تھا ایسا سرسبز و شاداب کیا کہ آج اسکے فوائد سے تمام اہل پنجاب مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں اور آئندہ ان کو فائدہ پہونچنے کی اور بہت زیادہ امیدیں ہیں \*

(۶) حضور والا نے پنجاب میں معزز جوڈیشل عہدوں پر دسیوں کو مامور و معزز فرمایا جن کے حصول کی عزت اس سے پہلے اس صوبہ میں کہیں دسیوں کو حاصل نہ ہوئی تھی \*

(۷) پنجاب میں لوکل سلف گورنٹ کا اجراء بھی حضور کی معاونت و مشاورت سے ہوا ہے \*

(۸) پنجاب میں چیف کالج کا قیام و استحکام کا وعدہ بھی ہوتا رہی ہے نام نامی پر روز ازل میں ڈالا گیا تھا کہ اس کا ظہور حضور کے عہد سعادت میں ہوا \*

(۹) پنجاب میں علمی فری لائبریری کو حضور نے قائم کیا جس کے فیض و غریب نادار بھی رجوال چمچ نہیں کر سکتے (ویسے ہی کامیاب ہوتے ہیں جبکہ

امیر۔ مالدار \*

(۸) حضور نے ویسویں کو اپنی بارگاہ میں اس فیاضی سے دخل دیا کہ وضع و شریف سب کو یکساں فیضیاب ہوئے اور اپنی عرض حاجات کرنے کا یکساں موقع ملتا رہا \*

(۹) یہ وہ برکات خسروانہ و عنایات شانانہ حضور ہیں جن سے اس ملک کو تمام باشندے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اور خاصکر اہل اسلام پر حضور نے یہ شانانہ احسان کیا ہے کہ ان کی نازک اور ضعیف حالت پر رحم فرمایا اور ان کو زخمی کی دودھ میں اپنی ہموصر اقوام سے بہت پیچھے رہی ہوئی دیکھ کر ہم سب کی افران کا سامان بہم پہنچا دیا یعنی غریب مسلمان طالب العلموں کے لئے اٹھاروں وظائف کا حکم اس صوبہ پنجاب میں نافذ کیا ہے یہ احسان اہل اسلام پر ایسا ہوا ہے جو حضور کے کارناموں میں ہیشیم کے لئے صفحہ ہستی پر یادگار رہے گا \*

(۱۰) یہ احسان حضور بھی کچھ کم لائق ذکر و قابل فخر نہیں ہے بلکہ اس ایڈریس میں خصوصیت کے ساتھ واجب الذکر ہے جو حضور نے مسلمانوں کے ایک گروہ ”الہمدیش“ پر مبذول فرمایا ہے کہ ان کی نسبت ایک ایسے دل آزاں لفظ ”وہابی“ کے استعمال کو جس سے ان کی وفاداری و جان نثاری میں (جو نازک و متون پر ہر ہو چکی اور گورنٹ کے نزدیک ثابت و مسلم ہے) اتنا واقفون کو شبہ نہ ہو تھا ورنہ استعانت گورنٹ ہند و دفرمایا اور سرکاری کاغذات میں اسکی استعمال سے مانعت کا حکم نافذ کیا \*

(۱۱) ہم اہل اسلام عموماً اور فرقہ الہمدیش خصوصاً حضور کے ان احسانات پر جان و عنایات خسروانہ کا دل سے مشکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کو اپنی پر حسرت دل سے افسوس کرتے ہیں کہ ہم بہت جلد حضور کے آئندہ برہانہ عنایات کو

محروم ہونے والے میں \*

(۱۲) ہم باشندگان پنجاب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص الہدیش کو جس قدر حضور کی مفارقت کا افسوس ہے اس کے پورے اور سچے طور پر اظہار کے لئے کافی الفاظ نہیں پاتے یہ لہذا بجائے اس اظہار افسوس کے اس ناچیز ایڈریس کے خاتمہ میں ان کلمات دعائیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضا فیض گنخور کو صحت و سلامتی کے ساتھ وطن و لوف میں پہنچائے اور پہرہ بہ جلد حضور کو عہد گورنر جنرل پر مامور و معزز فرما کر ہندوستان میں لا و جا رہی آنکھوں کو دوبارہ حضور کے دیدار کے فیض آثار سے مشور کرے آمین ثم آمین

بوطن رفتت مبارک باد سلامت روی و باز آئی

یہ ایڈریس بذریعہ ڈیپوشن برائز رفتت گورنر کے حضور میں ۲۴ مارچ ۱۸۵۷ء کو پیش ہو چکا ہے لہذا الہدیش پنجاب اس ایڈریس کی تائید میں جب بدایت میں دستخط اراکان کریں۔ ایڈریس پر الہدیش کو علاوہ دوسرے اسلامی فرقوں کے اعیان لاہور نے بھی دستخط کئے ہیں جنکے نام نامی سے وہ خطاب فیل میں لکھو جاتی ہیں۔

(۱) جناب نواز علی صاحب سی آی ای لالیف پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ لاہور (۲) جناب نواب عبدالصاحب سی ایس آی پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ لاہور (۳) نواب غلام محمد بیگ جانی صاحب ٹریس لاہور (۴) خان بہادر فقیر سید قمر الدین صاحب ٹریس انزیری جیٹ لاہور (۵) خان بہادر سید عالم شاہ پیشتر کٹر اسٹیشن کٹر۔ (۶) جناب مولوی خلیفہ حمید الدین صاحب قاضی شہر لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور (۷) جناب مولوی غلام محمد صاحب امام مسجد شاہی لاہور (۸) انعام علی صاحب بی اسے (۹) منشی محرم علی صاحب چشتی ایڈیٹر رفیق ہند (۱۰) ڈاکٹر صاحب اسٹیشن سرجن (۱۱) منشی محمد اسماعیل صاحب وکیل لاہور۔ ان حضرات

ڈیپوشن الہدیش میں بھی شامل تھے۔ اور علاوہ برائے کٹر اسٹیشن کے دیگر ایڈریس پریزیڈنٹ لکھے۔



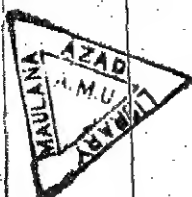


۲۴۱

۲۹۴۵.۵

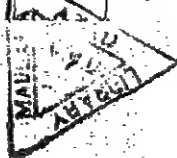
This book was taken from the Library  
on the date last stamped. A fine of  
1 anna will be charged for each day  
the book is kept over time.

12



۱۰۵۷

URDU STACKS



URDU STACKS

۲۵۰  
۲۹۵۰۵  
۲۹۵۰۵ - ۲۵۰

۲۵۰

۲۹۵۰۵

۲۹۵۰۵ - ۲۵۰

۲۹۵۰۵

Date

No.

Date

No.

URDU STACKS